سات ہزار پانچ سو صحابہ کرام کا بے مثال تذکرہ

اُسْدُ الْغَابَۃِ

فِی

مَعْرِفَۃِ الصَّحَابَۃِ

علامہ امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا محمد عبد الشکور فاروقی

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب ____ اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ

نام مولف ____ علامہ ابن اثیر جزری قدس سرہٗ (م ۶۳۰ھ)

ترجمہ ____ پروفیسر غلام ربانی عزیز ایم اے

موضوع ____ سوانح و اذکار صحابۂ رسولؐ

نقش اوّل ____ شوال المعظم ۱۴۰۹ھ

تذکرۂ صحابہ ____ پنچ سو دو

ناشر ____ مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ - لاہور

طابع ____

قیمت جلد ہشتم - نہم ____ -/۱۵۰ روپے

فہرست ترجمہ اسد الغابہ جلد ششم

حرف میم : میم و الف

(سیدنا) مابور (رضی اللہ عنہ)

یہ صحابی خصی تھے۔ جنھیں مقوقس حاکم سکندریہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطورِ ہدیہ ارسال کیا تھا۔ اس کے راوی جعفر ہیں۔ جنھوں نے مصعب سے روایت بیان کی۔ کہ ام المومنین ماریہ بنت شمعون کے بطن سے اجو قبطی الاصل تھیں، اور جنھیں مقوقس نے ان کی ہمشیرہ سیرین اور ایک خصی غلام کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا) حضور کے صاحبزادے جناب ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ ابن زہیر نے، اس سلسلے میں سلیمان بن ارقم کی حدیث کو، جو انھوں نے جناب عروہ سے سنی۔ جنھوں نے حضرت عائشہ سے اس حدیث کو یوں بیان کیا، کہ جناب ماریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کے عمزاد بھائی مابور رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جن کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض نازیبا واقعات کا علم ہوا تو آپ نے حضرت علی کو حکم دیا کہ جاؤ اور اسے قتل کر دو، لیکن جب انھیں یقین ہو گیا، کہ جناب مابور نامرد ہیں، تو درگزر فرمایا۔ ابوموسیٰ نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مانع (رضی اللہ عنہ)

جناب جعفر نے ابنِ اسحاق سے اس نے محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی سے یوں روایت کی، کہ غزوہ طائف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، آپ کی خالہ، فاختہ بن عمرو بن عائذ بن مخزوم کا ایک آزاد کردہ مخنث غلام مانع بھی تھا۔ یہ شخص کبھی کبھی امہات المومنین کے حجروں میں چلا جایا کرتا تھا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے مخنث سمجھتے تھے اور آپ کا خیال تھا کہ اسے جنسی معاملات کی سوجھ بوجھ نہیں ہے۔ اس لیے حضور معترض نہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً آپ نے اسی مانع کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مخزومی سے کہتے سنا: "خالد! اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو بادیہ بنتِ غیلان بن سلمہ کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ کیونکہ جب وہ روبرو ہوتی ہے تو اسکے ساتھ چار ہوتے ہیں اور جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے تو اس کے ساتھ آٹھ ہوتے ہیں۔" حضور اکرم نے فرمایا "میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ شخص ان معاملات کو سمجھتا ہے (ایک روایت میں ہے کہ مانع کی یہ گفتگو عبداللہ بن ابی امیہ سے ہوئی) آپ نے امہات المومنین کو ہدایت فرمائی کہ مانع کو آئندہ اپنے حجروں میں آنے کی اجازت نہ دیں۔ محمد بن منکدر اور صفوان بن سلیم سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر نے اپنے دورِ خلافت میں مانع کو جلاوطن کر کے بہ مقامِ فدک بھیج دیا جہاں وہ بالکل تنہا رہتا تھا۔

(سیدنا) مازن بن خیثمہ السکونی (رضی اللہ عنہ)

جب بنوسکاسک اور بنوسکونی میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا، تو حضرت معاذ بن جبل نے انہیں ایک وفد کے ساتھ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برائے مصالحت روانہ کیا تھا۔ اسماعیل بن عباس نے اس حدیث کو صفوان بن عمرو اور
عمرو بن قیس بن ثور بن مازن بن خیثمہ سے روایت کیا ہے۔

(سیدنا) مازن بن غضوبہ الطائی الخطامی (رضی اللہ عنہ)

خطامہ بنو طے کا ایک ذیلی قبیلہ ہے اور خطامہ علی بن حرب بن محمد بن علی بن حیان بن مازن بن غضوبہ کا دادا تھا۔
اس نے کاہنوں کے انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں پیشین گوئی کی تھی۔ ابو موسیٰ بن ابو بکر
المدنی اور احمد بن عباس سے مروی ہے کہ ہم نے ابو بکر محمد بن عبد اللہ سے، اس نے سلیمان بن احمد بن ایوب سے، اس
نے موسیٰ بن جمہور التنیسی السمار سے، اس نے علی بن حرب سے، اس نے ابو المنذر ہشام بن محمد الکلبی سے، اس نے اپنے
باپ عبد اللہ العمانی سے اور اس نے مازن بن غضوبہ سے سنا۔ اس نے بیان کیا کہ میں ایک بت کا جس کا نام ناجر
تھا، پجاری تھا۔ یہ سرزمین عمان کے ایک قصبے میں نصب تھا۔ ایک دفعہ ہم نے اس پر ایک جانور قربان کیا، تو معاً
بت سے آواز آئی:* "اے مازن! میری ایک بشارت سنو! نیکی عیاں ہو گئی ہے اور برائی نے منہ چھپا لیا ہے اور بنو مضر
کے دین کو خدائے جلیل کے دین نے پچھاڑ دیا ہے۔ اگر تم جہنم کی آگ سے بچنا چاہتے ہو تو پتھروں کی پوجا چھوڑ دو۔"
مازن کہتے ہیں، میں نے سنا تو گھبرا گیا، لیکن بات آئی گئی ہو گئی۔ کچھ دنوں کے بعد ہم نے پھر ایک جانور ذبح کیا۔ چنانچہ
اس بت نے پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: "ادھر آؤ، میری بات سنو، اور احمق نہ بنو۔ مکے میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے
اس پر ایمان لاؤ، تاکہ تم سیدھے راستے سے نہ بھٹکو اور دوزخ کی آگ میں جلنے سے بچ جاؤ۔" یہ سن کر مجھے حیرت
ہوئی اور میں جان گیا کہ اس میں ضرور کوئی بھلائی ہے۔

اس اثناء میں حجاز کا ایک آدمی وہاں آنکلا۔ میں نے پوچھا۔ کہو، تمہارے علاقے حجاز میں کوئی نئی بات واقع
ہوئی ہے؟ کہنے لگا، ہاں، ہمارے یہاں ایک شخص جن کا نام نامی احمد ہے نے ظہور فرمایا ہے، وہ کہتے ہیں، میری دعوت
پر لبیک کہو اور صرف خدائے واحد کی پرستش کرو۔ میں نے اسے بتایا کہ یہی بات میں نے اس بت کی زبان سے
سنی ہے۔ اس کے بعد میں نے بت کو توڑ پھوڑ دیا اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوا اور یوں ملتمس ہوا: "یا رسول اللہ! میں بنو خطامہ سے ہوں۔ میں بڑا عیاش، شرابی کبابی اور عورتوں کا رسیا
رہا ہوں۔ سارا مال و متاع ان نامحمود مشاغل کی بھینٹ چڑھ گیا ہے۔ چنانچہ اب افلاس و بدحالی کی گرفت میں ہوں،

* ...یث مخدوش ہے کہ بت نہ بول سکتا ہے اور نہ غیب جانتا ہے۔ (مترجم)

دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے " حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور تمام افعال بد سے چھٹکارا حاصل ہوا پھر میں نے چار شادیاں کیں، خدا نے مجھے اولادِ نرینہ سے نوازا، نیز قرآن حکیم کی بعض سورتیں میں نے حفظ کر لیں، اور کئی حج کیے۔ اشعار

۱۔ یا رسول اللہ! میری اونٹنی، آپ کی طرف اٹھ دوڑی، اور عمان سے عرج تک صحراؤں اور ریگستانوں کو طے کرتی چلی گئی۔

۲۔ تاکہ آپ یا رسول اللہ (جو اشرف المخلوقات ہیں) میرے شفیع بنیں، اور میرا رب میرے گناہ معاف کر دے اور پھر میں اپنے گھر فلج لوٹ جاؤں۔

۳۔ ان لوگوں کی طرف لوٹ جاؤں، جن کے دین کو میں نے ترک کر دیا ہے۔ اب نہ تو اُن کا دین، میرا دین ہے اور نہ اُن کی جماعت میری جماعت ہے۔

۴۔ میں نے اپنی ساری جوانی، عیاشی اور شراب نوشی کی نذر کر دی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ یہ برائیاں میرے جسم میں رچ بس گئیں۔

۵۔ خدا نے اپنے فضل و کرم سے مجھے شراب نوشی سے بچا لیا، اور میرے دل میں اپنا ڈر پیدا کر دیا۔ چنانچہ زنا کی بجائے میں نے پارسائی اختیار کر لی اور یوں اپنی شرمگاہ کی حفاظت میں کامیاب ہو گیا۔

۶۔ اب میری خواہش اور ارادہ یہ ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں گا۔ اسی طرح میں اس کی رضا کی خاطر روزے رکھوں گا اور حج کروں گا۔

(سیدنا) ماعز (رضی اللہ عنہ)

انھوں نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہیب بن خالد نے جریری سے اور اس نے حبان بن عمیر سے اور اس نے جناب ماعز رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی۔ کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟ فرمایا، اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ شعبہ نے الجریری سے، اس نے یزید بن عبد اللہ بن شخیر سے اور اس نے ماعز سے روایت کی ہے کہ ہم سے عبد الوہاب بن ہبۃ اللہ نے، اس نے عبد اللہ بن احمد سے روایت بیان کی۔ مجھ سے میرے ماں باپ نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن جعفر

۱۔ مَنْ وَطِئَ الحَصیٰ : تمام ان لوگوں سے بہتر، جنہیں ان سنگریزوں پر چلنے کا اتفاق ہوا۔

اور شعبہ بن ابی مسعود الجریری نے اور یزید بن عبداللہ بن شخیر نے ماعز سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ بہترین عمل کونسا ہے۔ فرمایا: اللہ پر ایمان، جہاد اور حج۔ یہ تین اعمال باقی اعمال کے مقابلے میں اسی طرح افضل ہیں، جیسے مشرق بمقابلہ مغرب۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابوعمر نے ان کی نسبت کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ لکھا ہے کہ میں ان کی نسبت سے ناآشنا ہوں۔ نیز یہ روایت کی کہ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ بہترین عمل کیا ہے۔

(سیدنا) ابوعبداللہ بن ماعز (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت کے مطابق یہ اور مذکور صحابی ایک ہی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے عبداللہ نے روایت کی۔ یہ بصری تھے۔ ان کی حدیث احمد بن اسحاق بن صالح نے، ابوسلمہ موسیٰ بن اسماعیل سے انھوں نے ہشیم بن قاسم سے، انھوں نے جمید بن عبدالرحمن سے انھوں نے عبداللہ بن ماعز سے روایت کی کہ ماعز، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا کہ ماعز اپنے قبیلے کے بعد مسلمان ہو گیا ہے اور اسے کوئی نہ ستائے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ماعز بن مالک الاسلمی (رضی اللہ عنہ)

یہ صحابی بر تقاضائے بشریت زنا کر بیٹھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اعتراف گناہ کیا اور سنگسار ہوئے۔ اس حدیث رجم کو ابن عباس بریدہ اور ابوہریرہ نے روایت کیا۔ ابن مندہ اور ابونعیم کا یہی قول ہے۔ ابوعمر کہتا ہے کہ ماعز بن مالک مدنی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ان کے قبیلے کے نام قبولِ اسلام کا فرمان لکھ کر دیا تھا۔ انھوں نے ہی اعتراف زنا کیا تھا اور مرجوم ہوئے۔ ان کے بیٹے نے ان سے صرف ایک حدیث بیان کی ہے۔

ابوبکر مسمار بن عمر بن عدیس البغدادی وغیرہ نے ابوالعباس بن احمد بن ابی غالب بن طلایہ سے انھوں نے ابوالقاسم انماطی سے، انھوں نے مخلص سے انھوں نے ابوحامد محمد بن ہارون الحضرمی سے انھوں نے اسحاق بن ابو اسرائیل سے انھوں نے قاضی ابویوسف سے انھوں نے ابوحنیفہ سے انھوں نے علقمہ بن مرثد سے، انھوں نے سلیمان بن بریدہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ماعز بن مالک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ارتکاب زنا کا اقرار کیا۔ حضور نے غور نہ فرمایا اور کہا چلے جاؤ، وہ چار بار آئے اور ہر بار اعتراف جرم کیا۔ آخرکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبیلے والوں سے پوچھا۔ کیا اس آدمی کے دماغ میں کچھ فتور ہے۔ کیونکہ یہ آدمی چار دفعہ میرے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کر چکا ہے اور اجرائے حد کے لیے اصرار کر رہا ہے۔ اہلِ قبیلہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آدمی ذہنی لحاظ سے تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔

چنانچہ آپ نے حد کا حکم دیا۔
ابن مندہ اور ابونعیم نے تین ایسے آدمیوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کا نام ماعز تھا۔ ان کے قول کے مطابق دوسرے ماعز کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ بعض اسے پہلا ماعز گردانتے ہیں۔ ابوعمر کے مطابق، جس آدمی کو سنگسار کیا تھا۔ اسکا نام ماعز بن مالک تھا اور انکی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ اور ماعز بن مالک التیمی کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ یہ دوسرا آدمی ہے جس کے حسب نسب کا مجھے علم نہیں اور یہی وہ شخص ہے جس نے حضور سے بہترین عمل کے متعلق دریافت کیا تھا۔

(سیدنا) ماعز بن مجالد بن ثور البکائی (رضی اللہ عنہ)

ان کے نسب کا ذکر ان کے والد کے تذکرے میں کیا جائے گا۔ یہ صحابی دربار رسالت میں بصورت وفد باریاب ہوئے تھے۔ یہ ابن الکلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) مالک بن احمر (رضی اللہ عنہ)

ہمیں ابوموسیٰ نے بتایا، اسے حسن بن احمد نے اسے ابونعیم نے، اسے سلیمان بن احمد نے، اسے محمد بن ہارون بن بکار بن بلال نے اور اسے صفوان بن صالح نے، اسے ولید بن مسلم نے، اسے سعید بن منصور الجذامی نے اور اس نے اپنے دادا مالک بن احمر کی زبانی بیان کیا۔ کہ جب انہیں تبوک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا علم ہوا، تو انھوں نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور درخواست کی، کہ انھیں تبلیغ دین کے بارے میں اجازت نامہ عطا فرمایا جائے۔ چنانچہ آپ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر یہ تحریر لکھ دی:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ رقعہ محمد رسول اللہ کی طرف سے مالک بن احمر اور ان مسلمانوں کو جو اس کے تابع فرمان ہیں، بطور امان لکھ کر دیا جا رہا ہے۔ کہ جب تک وہ نماز قائم کیے رکھیں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے مسلمانوں کی پیروی کریں گے اور کفار سے قطع تعلق کیے رکھیں گے۔ مالِ غنیمت سے خمس ادا کریں گے۔ اور اسی طرح مقروض مسلمانوں کے ادائے قرض میں بقدرِ استطاعت حصہ ادا کریں گے۔ انھیں خدائے عزوجل اور محمد رسول اللہ کی امان حاصل رہے گی"

اور یزید بن عبدرب یا ابن عبداللہ الحمصی نے ولید سے یوں روایت کی کہ مجھ سے سعید بن منصور بن محرز بن مالک بن احمر العوفی نے اپنے دادا سے بیان کیا کہ جب تبوک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مجھے علم ہوا، تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعدہٗ میرے دادا نے ساری حدیث بیان کی۔ ابوعمر اور ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن اخیم الباہلی، بعض لوگوں نے اخامر لکھا ہے۔ لیکن صحیح اخیم ہی ہے۔ ان سے ابورزین الباہلی نے روایت کی ہے کہ ہمیں ابوالفرج بن ابی المرجا نے، ابن ابی عاصم سے ۔اس نے دحیم سے۔ اس نے ابن ابی فدیک سے اُس نے موسیٰ بن یعقوب سے۔ اس نے ابورزین باہلی سے۔ اُس نے مالک بن اخیم سے سُنا۔ انھوں نے کہا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ صفور (دلویث) سے نہ تو صرف (اللہ کی راہ میں خرچ) کو قبول فرماتا ہے اور نہ عدل کو پوچھا گیا، یارسول اللہ! صفور کون ہوتا ہے، فرمایا، دلویث، جسے اس کی پرواہ نہ ہو کہ کون اس کی بیوی کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابوعمر کہتا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ کیونکہ راوی نے حضور اکرمؐ سے نہیں سُنی۔ اس نے عبدالملک بن مروان کے عہدِ حکومت میں وفات پائی۔ میں نے اس حدیث کو صحاح کے کئی نسخوں میں ابوعمر سے مروی دیکھا ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن ازہر: بعض نے ان کے والد کا نام ابی ازہر اور بعض نے زاہر لکھا ہے۔ انھوں نے آپؐ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ آپؐ اپنے پاؤں کے تلوے صاف کر رہے تھے۔ ابوعمر نے ان کے والد کا نام زاہر لکھا ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

الاشجعی: ان کا ذکر ہم مالک بن عوف، اشجعی کے تذکرے میں لکھیں گے۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے اور ان سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ جسے ہم مالک بن عوف کے تذکرے میں بیان کریں گے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

الاشعری یا ابن مالک: ابوموسیٰ کی روایت ہے، کہ عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام ابومالک لکھا ہے۔ ابومنہال نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ ہم میں اشعری قبیلے کا ایک آدمی تھا۔ جسے حضور اکرمؐ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا تھا، وہ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا، میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں دین کی تعلیم دوں اور اس طرح نماز پڑھاؤں، جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پڑھایا کرتے تھے ہم جمع ہوئے تو اس نے پانی کا ایک بڑا سا برتن اور ایک چھوٹا سا برتن منگوائے۔ پس اس نے چھوٹے برتن میں بڑے برتن سے پانی نکالا اور ہمارے ہاتھوں پر ڈال کر انھیں پاک صاف کیا۔ ابوموسیٰ نے مکمل حدیث کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن امیہ بن عمرو السلمی: بنی اسد بن خزیمہ کے حلیفوں سے تھے۔ غزوۂ بدر میں شامل تھے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ ابوعمر نے مختصراً اس حدیث کی تخریج کی ہے اور نسب مالک بن امیہ بن عمرو لکھا ہے۔ ہمیں ان کے بارے میں ابوجعفر نے بروایت یونس بن بکیر از ابن اسحاق بیان کیا ہے۔ انھوں نے بنو کثیر بن دودان بن اسد کے ان حلیفوں کا ذکر کیا ہے، جو غزوۂ بدر میں موجود تھے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

الانصاری: ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے، حضور اکرم نے فرمایا کہ مجالس کو ان کا حق ادا کرو۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن حدثان بن حارث بن عوف بن ربیعہ بن یربوع بن واثلہ بن دہمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن ابوسعید۔ بعض نے ابوسعید نصری لکھا ہے۔ ان کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی، محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور احمد بن صالح المصری نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ انس بن عیاض نے سلمہ بن وردان سے اور اس نے مالک بن اوس سے روایت کی ہے کہ وہ حضور اکرمؐ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا "ضروری ہوگیا" لیکن یہ وہم ہے اور صحیح نام انس بن مالک ہے۔ ابن ابی فدیک نے سلمہ سے اس نے انس بن مالک سے روایت کی۔ واقدی لکھتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں مالک بن اوس شاہ سواروں میں شمار ہوتے تھے۔ سلمہ بن وردان راوی ہے کہ میں نے انس بن مالک بن اوس، سلمہ بن اکوع اور عبدالرحمٰن بن اثیم کی زیارت کی۔ اور یہ سب حضرات صحابی تھے۔ انھوں نے کبھی اپنے بڑھاپے کو نہ چھپایا اور نہ اس سلسلے میں انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کی۔ رہی حضرت عمرؓ کی روایت، اس کا تو ہر آدمی کو علم ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔

جناب مالک نے عشرہ مبشرہ کے علاوہ حضرت عباس سے بھی روایت کی ہے اور خود ان سے محمد بن جبیر بن مطعم، زہری اور منکدر نے روایت کی ہے۔ فتح بیت المقدس کے موقعہ پر جناب مالک وہاں موجود تھے۔ انہوں نے ۹۲ ہجری میں بمقام مدینہ وفات پائی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن عبداللہ بن حجر الاسلمی: انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہجرت کی اور جحفہ کے مقام سے گزرے، تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت کیا کس کا ہے یہ اونٹ۔ انھوں نے عرض کیا۔ بنو اسلم کے ایک شخص کا ہے، فرمایا سَلِمْتَ: بچ گئے تم۔ پھر آپؐ نے اونٹ کے مالک سے اس کا نام پوچھا۔ اس نے عرض کیا: مسعود، حضور اکرمؐ نے پھر حضرت ابوبکر کو مخاطب ہو کر فرمایا: سَعِدْتَ انشاء اللہ: اگر خدا نے چاہا، تو خوش بختی تمہارا ساتھ دے گی۔ میرا والد حضور اکرم کے قریب گیا، تو آپؐ نے اسے اونٹ پر بٹھالیا۔ ابوعمر، ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس الانصاری الاوسی۔ زعوراء عبدالاشہل کا بھائی تھا اور یہ دونوں مدینے کے پاس ایک ٹیلے پر رہتے تھے۔ جناب مالک غزوۂ احد، خندق اور بعد کے غزوات میں شریک رہے تھے۔ بعد میں دونوں بھائی جنگ یمامہ میں شریک ہوئے اور شہادت پائی۔ ابوعمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن ایاس الانصاری الخزرجی: یہ صحابی غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں البتہ ابوعمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن بحینہ: ان کی حدیث حماد بن سلمہ نے، سعید بن ابراہیم سے، انھوں نے حفص بن عاصم سے انھوں نے مالک بن بحینہ سے یوں بیان کی، کہ (ایک دن) صبح کی نماز ادا کی جاچکی تھی، کہ ایک شخص نے اٹھ کر دو رکعت نماز ادا کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اس کے پاس گئے تو باقی لوگ بھی اس کے اردگرد جمع ہوگئے، حضورؐ نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر فرمایا، کیا تم صبح کی چار رکعتیں اس طرح ادا کیا کرتے ہو؟

شعبہ، ابوعوانہ وغیرہ نے یہ حدیث سعد بن ابراہیم سے اور یونس بن محمد المعروف نے ابراہیم بن سعد سے اس نے اپنے باپ سے، اس نے حفص بن عاصم سے اور اس نے عبداللہ بن مالک بن بحینہ سے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی، لیکن مشہور یہ ہے کہ عبداللہ بن مالک بن بحینہ نے رسول اکرمؐ سے روایت کی اور یہی روایت

درست ہے۔ ہمیں ابو الفرج یحییٰ بن محمود نے بہ اسنادِ خود مسلم بن حجاج سے۔ اس نے عبداللہ بن مسلمہ القعبنی سے اس نے ابراہیم بن سعد سے، اُس نے اپنے باپ سے، اُس نے حفص بن عاصم سے اُس نے عبداللہ بن مالک بن بحینہ سے یہ حدیث روایت کی مسلم کا قول ہے کہ القعبنی کی روایت حسب ذیل ہے: عبداللہ بن مالک بن بحینہ نے اپنے والد سے روایت کی۔ اس میں "اپنے والد سے" کا اضافہ غلط ہے۔ ابو عمر کا قول ہے، کہ عبداللہ بن مالک بن بحینہ کے والد کا نام مالک بن القشب الازدی تھا اور بحینہ اُس کی ماں تھی، جو بنو مطلب بن عبد مناف کے قبیلے سے تھی، لیکن بعض کا خیال ہے کہ بحینہ اس کے بیٹے عبداللہ کی ماں کا نام تھا۔ جناب عبداللہ اور مالک ہر دو کو حضور اکرمؐ کی صحابیت کا شرف حاصل تھا۔ حضرت مالک نے امیر معاویہ کے عہدِ حکومت میں وفات پائی۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن برد بن نہشل المجاشعی، ابن شاہین نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابو معشر نجیح نے یزید بن رومان اور محمد بن کعب القرظی سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی، کہ مالک بن برد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ کیا میں اپنے قبیلے کا بہترین فرد نہیں ہوں! حضورؐ نے فرمایا اگر تم میں عقل ہے، تو بلاشبہ یہ خوبی وجہ فضیلت ہوگی، اگر تم میں اخلاق فاضلہ پائے جاتے ہیں، تو بامروت ہو گے اور اگر تم مالدار ہو، تو باحیثیت شمار ہو گے، اور اگر تم دین دار ہو، تو متقی اور پرہیزگار ہو گے۔ ایک روایت یہ ہے، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر تم متقی ہو، تو لازماً دین دار ہو گے۔

ایک اور روایت کے مطابق جناب مالکؓ کے سلسلۂ نسب میں کچھ اختلاف ہے! مالک بن عمرو بن مالک بن برد۔ یعنی سلسلۂ نسب میں بعض نام رہ گئے ہیں، جس کا ذکر آتا ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن التیہان بن مالک بن عبید بن عمرو بن عبد الاعلم بن زعورا بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو (یعنی النبیت بن مالک بن اوس انصاری الاوسی مراد ہے) ایک روایت کی رو سے وہ بلی بن عمرو بن الحاف ابن قضاعہ کے قبیلے سے ہے۔ جو بنو عبد الاشہل کے حلیف تھے اور مالک بن التیہان ان چھ انصار میں شامل تھے جنھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ اول اور ثانی میں ملاقات کی تھی اور بنو عبد الاشہل کی روایت کے مطابق مالکؓ پہلے انصاری ہیں، جنھوں نے آپؐ سے بیعت کی، بنو النجار کا قول ہے کہ اسعد بن زرارہ

نے سب سے پہلے بیعت کی، بنو سلمہ کی رائے میں یہ اعزاز کعبؓ بن مالک کو نصیب ہوا ایک اور روایت کے مطابق البراء بن معرور نے اول از ہمہ بیعت کی۔ مالکؓ اور اسید بن حضیر بنو عبدالاشہل کے نقیب تھے۔ اول الذکر بدر و احد کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں بمقام مدینہ ۲۰ یا ۲۱ ہجری میں وفات پائی۔ ایک روایت ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں تھے اور ۳۷ ہجری میں مارے گئے! ایک روایت کے مطابق جنگِ صفین کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہ کر فوت ہوئے۔ اصمعی سے منقول ہے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حینِ حیات میں وفات پائی، لیکن یہ غلط ہے۔

احمد بن عثمان بن ابی اور حسن بن یوحن الباوری سے مروی ہے، کہ ہمیں محمد بن عبدالواحد بن عبدالرحمان اللیلی الاصفہانی نے بتایا: کہ ہمیں ابوالقاسم احمد بن منصور الخلیلی البلخی نے اور انھیں ابوالقاسم علی بن محمد الخزاعی نے اور انھیں ابوسعید الہیثم بن کلیب بن شریح بن معقل الشاشی نے انھیں ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی نے انھیں محمد بن اسماعیل بن آدم بن ابی ایاس نے، انھیں شیبان ابی معاویہ نے اور انھیں عبدالملک بن عمیر نے ابوسلمہ سے اور اس نے ابوہریرہؓ سے روایت کی، کہ ایک موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں گھر سے باہر نکلے کہ اس وقت گھر سے نکلنا اور ملنا ملانا آپ کے معمول کے خلاف تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ بھی وہاں آ گئے۔ ابوہریرہؓ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی، تو انھوں نے کہا، حضور اکرمؐ سے ملنے، آپؐ کی زیارت اور سلام و دعا کے لیے آیا ہوں۔ جلدی ہی حضرت عمرؓ بھی آ گئے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا، کہو عمر! کیسے آئے، انھوں نے گزارش کی۔ یارسول اللہ! بھوک نے لاچار کر رکھا ہے، آپ نے فرمایا۔ میرا بھی تقریباً یہی حال ہے۔ اس پر آپ اپنے رفقا کے ساتھ ابوالہیثم بن التیہان انصاری کے گھر کی طرف چل دیئے۔ جن کے پاس کھجوروں کے باغ تھے اور بکریوں کے ریوڑ۔ وہ گھر پر موجود نہ تھے، حضورؐ نے ان کی بیوی سے خاوند کے بارے میں دریافت کیا۔ تو خاتون نے جواب دیا، کہ کنوئیں سے پانی لینے گئے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ تازہ پانی کا مشکیزہ بھر لائے اور مہمانوں کو مرحبا کہہ کر ساتھ لیا اور کھجوروں کے باغ میں لے گئے۔ زمین پر فرش بچھا کر مہمانوں کو بٹھایا اور ایک درخت سے کھجوروں کا ایک خوشہ اتار لائے اور سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ تناول فرمائیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ابوالہیثم! تم نے نیم پختہ اور پختہ کھجوروں کو علیحدہ علیحدہ کیوں نہیں کیا۔ انھوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میری خواہش تھی کہ آپؐ خود حسب ذوق انتخاب فرما کر نوش جان فرمائیں۔ چنانچہ تمام حضرات نے سیر ہو کر کھایا اور ٹھنڈا پانی پیا۔ بعد از فراغت

حضور اکرمؐ نے اپنے رفقاء سے مخاطب ہو کر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ یہی وہ نعمتیں ہیں، جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔ یعنی ٹھنڈی چھاؤں، پاکیزہ کھجوریں اور میٹھا پانی۔ اس کی تخریج تینوں نے کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ثابت الانصاری: ان کا تعلق بنو النبیت یعنی عمرو بن مالک بن اوس سے تھا۔ جناب مالک اور ان کے بھائی ان لوگوں میں شامل تھے، جنھیں دھوکے سے بئر معونہ کے مقام پر شہید کر دیا گیا تھا۔ واقدی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ: ابو موسیٰ کا بیان ہے، کہ میں نے ابو عبد اللہ بن مندہ کی تحریروں کے ایک جزو پر لکھا دیکھا۔ اس میں مقاتل بن سلیمان نے ضحاک سے اور اس نے جابر بن عبد اللہ سے یہ روایت درج تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مالک بن ثعلبہ ایک امیر کبیر نوجوان تھا۔ ایک دن وہ حضورؐ کے مجلس کے قریب سے گزرا، آپ اس وقت وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ والی آیتِ مبارکہ پڑھ رہے تھے، اس نوجوان کے کان میں یہ الفاظ پڑے تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر گزارش کی یارسول اللہ! جو آیت آپ تلاوت فرما رہے تھے، آیا وہ اس آدمی کے بارے میں ہے۔ جس میں سونے چاندی کے خزانے جمع کئے ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا "ہاں مالک! بات تو یہی ہے"۔ اس پر اس جوان نے کہا، یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبوت عطا کی۔ شام کے آنے سے پہلے میں اپنا سارا مال و متاع اللہ کی راہ میں صرف کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے سارا مال و متاع اللہ کی راہ میں دے دیا۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ابی ثعلبہ: ان سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہروز کی ندی کے سیلاب کے بارے میں فرمایا کہ پانی ٹخنوں تک پہنچ جائے۔ تو اسے روک کر باقی پانی نچلے کھیت کو دیا جائے ان سے (مالک بن ابی ثعلبہ) سے محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے۔ جعفر کا قول ہے، کہ اس کی روایت یحییٰ بن یونس نے کی۔ یحییٰ کا قول ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ کیونکہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا ہے کہ جناب مالک کو حضور اکرمؐ کی صحبت

نصیب ہوئی تھی۔ کیونکہ ابن اسحاق کی کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کی ملاقات تابعین سے منقول ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن جبیر بن حبال بن ربیعہ بن دعبل الاسلمی۔ ہم ان کے نسب کا ذکر ان کے چچا حارث بن حبال کے تذکرے میں کر چکے ہیں۔ مالکؓ صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلامی لشکر میں شامل تھے۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الحارث الذہلی: ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکیر بن وائل الربعی البکری سے منسوب ہیں۔ ضخام کے لقب سے مشہور تھے۔ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے بعد بھراد کا قبیلہ بھی دربارِ رسالت میں حاضر ہوا۔ ان کا وفد بکر بن وائل کے وفد میں شامل تھا۔ فرات بن حبان اور بشیر بن خصاصیہ وغیرہ بھی ساتھ تھے۔ ابنِ مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن حارث العامری: ابو یاسر نے عبداللہ بن احمد سے اس نے اپنے والد سے اس نے ہشیم سے اس نے علی بن زید سے اس نے زرارہ بن اوفی سے۔ اس نے مالک بن حارث سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک مسلمان یتیم بچے کو اپنے ساتھ کھانے پینے میں شریک کیا، تا آنکہ اس نے خوب پیٹ بھر کر کھایا پیا۔ اس نے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔ اسی طرح جس نے ایک مسلمان غلام کو آزاد کیا۔ وہ جہنم کی آگ سے نجات پا گیا۔ خدا اس آزاد کردہ غلام کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا۔

اسے شعبہ نے علی بن زید سے اس نے اپنے چچا مالک یا ابو مالک سے اور ایک روایت میں ہے کہ مالک بن عمرو یا عمرو بن مالک سے روایت کیا ہے اور اس میں بہت اختلاف ہے۔ اسے ہم نے مالک بن عمرو السلمی کے تذکرے میں بیان کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الحارث: اسے منیع نے محمد بن میمون الخیاط سے اس نے ابن عیینہ سے اس نے زکریا سے اس نے شعبی سے بیان کیا، لیکن راوی نے نام میں غلطی کی، کیونکہ صحیح حارث بن مالک ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔

اس کی تخریج ابن مندہ اور ابو نعیم نے کی ہے۔

(اسیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الحارث: حماد بن زید نے ایوب سے اس نے ابو قلابہ سے اس نے مالک بن الحارث سے روایت کی، کہ ہم چھ آدمی حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں ۲۰ دن قیام کیا۔ آپؐ بڑے رحمدل تھے، فرمایا، جب تم اپنے اپنے علاقوں کو واپس جاؤ۔ تو اپنے لوگوں کو پڑھاؤ اور انھیں ادائے نماز کا مقررہ اوقات پر حکم دو۔ اس صحابی کے والد کا نام الحویرث ہے چنانچہ ہم اسے بعد میں بیان کریں گے، لیکن ابو موسیٰ نے اس کی تخریج اسی مقام پر کی ہے۔ ان کا صحیح نام الحویرث ہے۔

(اسیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن حارثہ: ابو موسیٰ انھیں اسماء بن حارثہ کا بھائی بتاتا ہے اور ان کا تذکرہ، اسماء کے تذکرے کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

(اسیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن حسل: یہ صاحب اپنے آدمیوں کی معیت میں بہ سلسلہ ہجرت حضور اکرمؐ کی خدمت میں باریاب ہوئے ان سے عبد اللہ الاشعری نے روایت کی ہے۔

(اسیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الحسن: بقول جعفر یحییٰ بن یونس نے اس کی تخریج کی ہے، لیکن میرے خیال میں اسے حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ حسن بن علی الحلوانی نے عمران بن ابان سے اس نے مالک بن حسن بن مالک سے۔ اس نے اپنے والد سے اس نے دادا سے روایت کی۔ کہ ایک دن حضور اکرمؐ منبر پر بیٹھے تو جبریلؑ آئے اور کہا یا رسول اللہؐ کہیے آمین، آپؐ نے تعمیل کی پھر آپؐ نے دوسرے پائے پر قدم رکھا، تو جبریلؑ نے پہلی بات کو دہرایا اور حضورؐ نے بھی اپنی بات دہرائی۔ پھر جبریلؑ نے کہا، جس نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو پایا۔ (اور ان کی کوئی خدمت نہ کی) اور مر گیا، وہ جہنمی ہے۔ خدا اسے برباد کرے۔ حضورؐ نے آمین کہی۔ اس طرح جس نے رمضان کے روزے رکھے کہ خدا سے مغفرت طلب نہ کی، خدا اسے بھی برباد کرے، حضورؐ نے آمین کہی۔ پھر جبریلؑ نے کہا جس کے سامنے آپ کا نام لیا گیا— اور اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا۔ خدا اس سے بھی سمجھے۔ حضورؐ نے آمین کہی۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن ذی حمایہ: ان سے مذکور ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر سے واپسی پر فرمایا کہ ہمیں فوری طور پر قوم کی بیٹیوں کے پاس لے چلو۔ بقول جعفر یحیٰ بن یونس نے ان کی تخریج کی ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور وہ ابن یزید بن ذی حمایہ ہیں۔ جنھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی اور ابن یزید سے ابو بکر بن ابی مریم نے ان سے روایت کی اور ابو شرجیل مالک بن ذی حمایہ نے معاویہ بن ابو سفیان سے روایت کی اور ان سے صفوان بن عمرو نے روایت کی اور احمد بن محمد بن عیسیٰ نے تاریخ الحمصیین میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن حمزہ بن ایفع بن کرب الہمدانی الناعطی: آپ اپنے دو چچاؤں، عمراور مالک کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور ناعط سے مراد بنو ربیعہ بن مرثد کا قبیلہ ہے اور حضور اکرم کے صحابی مجالد بن سعید اور عامر بن شہر اسی قبیلے سے تھے۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن الحویرث بن اشیم اللیثی: بنو لیث سے ان کی نسبت کے بارے میں اختلاف ہے۔ شباب کے مطابق ان کا نسب حسب ذیل ہے: مالک بن الحویرث بن اشیم بن زبالہ بن حبیس بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناہ بن کنانہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ان کا تعلق بنو لیث سے تھا اور انکی کنیت ابو سلیمان سعد بن لیث تھی۔ بعض لوگوں نے انکا نام مالک بن حارث لکھا ہے۔ شعبہ نے ان کا نام مالک بن حویرثہ بیان کیا ہے۔ وہ بصرے کے باشندے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے کچھ لوگوں کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے انھیں نماز سکھائی اور حکم دیا کہ جب وہ واپس جائیں تو اپنے قبیلے والوں کو نماز پڑھنا سکھائیں۔ ان سے ابو قلابہ، نصر بن عاصم اور سوار الجرمی نے روایت کی ہے۔

ہم سے الخطیب ابو الفضل عبد اللہ بن احمد نے اپنے استاد ابو داؤد الطیاسی سے یوں بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے قتادہ سے اس نے نصر بن عاصم سے اس نے مالک بن حویرث سے روایت کی کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو اس طرح رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد ہاتھ اٹھاتے تھے اسکے علاوہ بھی ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ انھوں نے ۷۴ھ میں بمقام بصرہ وفات پائی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(اسیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن حمدۃ القشیری: ہم ان کا نسب ان کے بھائی معاویہ کے تذکرے میں بیان کریں گے۔ ہمیں عبدالوہاب بن ہبتہ اللہ نے عبداللہ بن احمد سے روایت کی، کہ مجھ سے میرے باپ نے عفان سے اس نے حماد بن سلمہ سے اس نے الوقزعہ سوید بن حجیر الباہلی سے: اس نے حکیم بن معاویہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی۔ کہ اس کے بھائی مالک نے اسے کہا: معاویہ! میرے ہمسایے کو محمد رسول اللہ نے پکڑ لیا ہے، آؤ ان کے پاس چلیں وہ تمہیں پہچانتے ہیں، لیکن مجھے نہیں پہچانتے۔ میں اس کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، مالک نے گزارش کی کہ اس کے ہمسایے کو چھوڑ دیا جائے، کیونکہ وہ سب مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضورؐ نے توجہ نہ فرمائی۔ بعد میں اس آدمی کو آزاد فرما دیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(اسیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الخشخاش العنبری (عبید اور قیس کے بھائی) حصین بن ابو الحر سے روایت ہے کہ جناب مالک اور ان کے دو چچا قیس اور عبید حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے بنو عم میں سے ایک آدمی کے خلاف شکایت کی: آپ نے انہیں فرمانِ امن لکھ دیا۔ ہم یہ واقعہ عبید بن الخشخاش کے تذکرے میں بیان کر آئے ہیں۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(اسیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن خلف بن عمرو بن دارم بن اسلم بن افصی (النعمان کے بھائی) دونوں بھائی اسلامی لشکر میں غزوۂ احد میں طلایہ کی خدمت پر متعین تھے۔ دونوں اس غزوہ میں شہید ہو گئے اور ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔ سلسلۂ نسب اسی طرح ہے۔ لیکن ابوموسیٰ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔
جن کا ذکر ابن حبیب اور ابن کلبی نے کیا ہے، وہ دونوں خلف بن عوف بن دارم بن عمرو بن وائلہ بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلامان بن اسلم بن حارثہ کے بیٹے تھے۔

(اسیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ابی خولی بن عمرو بن خیثمہ بن الحارث بن معاویہ بن عوف بن سعید بن جعفی الجعفی بنو عدی بن کعب کا حلیف تھا۔ ابن اسحاق نے ان کا سلسلۂ نسب یہی بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور لوگوں نے جعفی بن مذحج لکھا ہے، لیکن ابن سلام اور ابن ہشام نے انہیں عجلی بن لجیم سے منسوب کر کے عجلی لکھا ہے، لیکن یہ غلط ہے

کیونکہ صحیح جعفی ہے۔ ہم ان کا نسب مکمل طور پر ان کے بھائی خوفی کے تذکرے میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ صاحب غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ ان دونوں بھائی کی کوئی اولاد نہ تھی۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الدخشم بن مالک بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف۔ بعض لوگوں نے ان کا سلسلۂ نسب مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرضخہ بن غنم لکھا ہے۔ یہ صاحب بقول اسحاق، موسیٰ اور واقدی العقبہ میں موجود تھے۔ ابو معشر لکھتا ہے کہ العقبہ میں موجود نہ تھے۔ واقدی سے بھی ایک روایت اسی طرح کی مروی ہے۔ غزوۂ بدر میں بالاتفاق موجود تھے۔ اس غزوے میں جو شخص قیدی بنا لیا گیا تھا۔ وہ سہل بن عمرو تھا۔ جس کے بارے میں عتبان بن مالک نے حضور اکرمؐ سے شکایت کی تھی کہ وہ منافق ہے۔ حضورؐ نے پوچھا، کیا وہ کلمۂ شہادت نہیں پڑھتا؟ عتبان نے جواب دیا، پڑھتا ہے، لیکن اس کے کلمے کا کیا اعتبار! حضورؐ نے پھر پوچھا، کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ یا رسول اللہ پڑھتا ہے، لیکن اس کی نماز کے کیا کہنے! آپ نے فرمایا۔ یہی وہ لوگ ہیں، جن کے بارے میں اللہ نے مجھے بدگمانی سے منع فرمایا ہے؛ کیونکہ ان کے اعمال ان کے حسنِ اعتقاد کی شہادت دیتے ہیں۔ یہی وہ صاحب ہیں، جنہیں حضورؐ نے مسجدِ ضرار کو آگ لگانے کے لیے بھیجا تھا۔ ان کے دوسرے رفیق کار جناب معن رضی اللہ عنہ بن عدی تھے۔ اس کی تخریج تینوں نے کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق الانصاری، خزرجی، زرقی: آپ رفاعہ بن رافع کے بھائی تھے۔ جناب مالک اپنے بھائی خلاد اور رافعہ کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ حضور اکرمؐ ایک دفعہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا۔ بعد از ادائے نماز حاضر خدمت ہوا اور حضور اکرمؐ اور حاضرین کو السلام علیکم کہا۔ حضورؐ نے جواب دیا اور فرمایا، جاؤ! پھر سے نماز ادا کرو کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ اس کی تخریج تینوں نے کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ بن البدن بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج ابواسید الساعدی: ابن ہشام نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ جناب مالک کے دادا کا نام البدن تھا نہ کہ البدی جیسا کہ ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ سے بروایت الزہری بیان کیا ہے۔ یہ صحابی انصاری، خزرجی، ساعدی

تھے۔ غزوہ بدر اور اُحد سمیت تمام غزوات میں شریک رہے۔ محمد بن اسحاق وغیرہ اور میرے چچا نے شہادت عثمان رضہ سے پیشتر یہ بات روایت کی ہے۔

ہمیں ابوجعفر نے اپنے اسناد سے یونس بن بکیر سے اس نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بنو ساعدہ کے بعض اشخاص کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے ابواسید مالک بن ربیعہ کو کہتے سُنا کہ اگر میں بدر کے موقعہ پر تمہارے ساتھ ہوتا تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھاتا، جہاں میں نے بلاشک و شبہ فرشتوں کو دیکھا تھا۔ انھوں نے حضور اکرمؐ سے بھی یہ روایت کی ہے۔ نیز حضورؐ کے صحابہ میں سے انس بن مالک، اور سہل بن سعد نے یہ روایت بیان کی۔ اس کے علاوہ بھی ان سے احادیث مروی ہیں۔

الخطیب عبداللہ بن ابی نصر نے اپنے اسناد سے جو ابوداؤد تک پہنچتا ہے، بتایا کہ ہم نے شعبہ بن قتادہ سے بروایت انس بن مالک سُنا کہ ابواسید الساعدی نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار میں بہترین قبیلہ بنوالنجار کا ہے، پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث بن خزرج پھر بنو ساعدہ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انصار کے تمام قبیلے اچھے اور بھلے لوگ ہیں۔ بقولِ واقدی وخلیفہ، ابواسید نے ۳۰ ہجری میں وفات پائی۔ مدائنی کا قول ہے کہ ۶۰ ہجری میں فوت ہوئے، یہی امیر معاویہ کا سالِ وفات ہے۔ یہی روایت ابن مندہ کی ہے۔ ایک روایت میں ۶۵ ہجری آیا ہے۔ ایک اور روایت میں ۵۰ ہجری مذکور ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ السلولی: ان کی کنیت ابومریم تھی، اور مرہ بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن کی اولاد سے تھے۔ مرہ کی اولاد اپنی والدہ سلول بنتِ ذہل بن شیبان بن ثعلبہ سے منسوب تھی۔ جو یزید بن ابی مریم کا والد تھا، یہ صحابی حدیبیہ کے موقعہ پر اسلامی لشکر میں موجود تھے اور حضور اکرمؐ سے بیعت رضوان کی تھی اور ان کا شمار کوفیوں میں تھا۔

ابویاسر بن ابی حبہ نے اپنے والد کے اسناد سے جو عبداللہ بن احمد تک جاتا ہے، بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے کہا، کہ ہم سے شریح بن نعمان نے بیان کیا، کہ مجھ سے ادریس بن عبداللہ ابومقاتل سلولی نے بیان کیا کہ مجھ سے یزید بن ابی مریم نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس نے حضور اکرمؐ کو یہ فرماتے سُنا "اے اللہ! تو سر منڈوانے والوں کو معاف فرما"۔ ایک آدمی نے حضورؐ سے تین بار گزارش کی! یارسول اللہ! جنھوں نے بال کتروائے ہیں۔

انھیں بھی اس دعا میں شامل فرمالیجیے ۔ حضورؐ نے اس کی گزارش منظور فرمالی ۔ ابو مریم کا قول ہے کہ حسن اتفاق سے میں نے سر منڈایا ہوا تھا ، اگر مجھے اس کے بدلے میں سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی ۔ ابو مریم اس امر کا گواہ ہے کہ زیاد ابوسفیان کا بیٹا تھا ۔ ہم نے اس واقعہ کو بالتفصیل ۔ الکامل فی التاریخ میں بیان کیا ہے ۔ اس نے اس کی تخریج کی ہے ۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

الرواسی : وکیع بن جراح نے اپنے والد سے اس نے طارق بن علقمہ بن صدری سے اس نے عمرو بن مالک الرواسی سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ۔ کہ اس نے بنو کلاب کے ساتھ مل کر بنو اسد پر حملہ کیا ، چنانچہ ان کے آدمیوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں سے زنا کیا ۔ جب حضورؐ کو اس ناشدنی کا علم ہوا ۔ تو آپ نے ان پر لعنت بھیجی اور ان کے لیے بددعا کی ۔ جب مالک کو پتہ چلا ، تو اپنے ہاتھوں کو باندھ کر دربارِ رسالت میں حاضر ہوا اور معافی کی تین بار درخواست کی ۔ مگر حضورؐ نے منہ پھیر لیا ۔ مالک نے کہا ، بخدا اگر خدا سے اس کی خوشنودی کی درخواست کی جائے ، تو وہ مان لیتا ہے ۔ اس پر حضورؐ نے اپنا چہرہ مبارک اس کی طرف پھیرا مالک نے عرض کیا ، یا رسول اللہ ! میں اپنے کیے پر نادم ہوں اور اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں ۔ حضور اکرمؐ نے دربارِ خداوندی میں مالک کی مغفرت کی دعا فرمائی ۔ ابو مندہ ، ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے تخریج کی ہے ۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن زاہر : ایک روایت میں ان کا نام مالک بن ازہر درج ہے اور ہم ان کا ذکر کر چکے ہیں ۔ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میسر آئی تھی ۔ یہاں ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے ۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی القرشی العامری ۔ یہ قدیم الاسلام لوگوں میں سے تھے اور اپنی بیوہ عمرہ بنت السعدی کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی ۔ یہ صحابی جناب سودہ بنت زمعہ (جو حضور اکرمؐ کے حرم میں تھیں) کے بھائی تھے ۔ ابو عمر نے تخریج کی ہے ۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

ابو السائب الثقفی : عطا بن سائب کے دادا تھے ۔ انھوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی کہ جس نے مرتے وقت کلمۂ شہادت پڑھا ۔ اسے جنت میں داخلہ مل جائے گا ۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے تخریج کی ہے ۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن سعد مجہول: ان کا شمار اعراب بصرہ میں ہوتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ نے ملیکہ بنتِ الحارث المالکیہ سے جس کا تعلق بنو مالک بن سعد سے ہے، روایت کی اس نے کہا کہ میری ماں نے میرے دادا مالک بن سعد سے سُنا کہ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے نمازِ صبح با جماعت ادا کی۔ گویا اُس نے رات عبادتِ الٰہی میں صرف کی نیز انھوں نے حضورؐ سے جرابوں پر مسح کے بارے میں پوچھا، فرمایا۔ مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن کی اجازت ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

ابوالسمح: یہ صحابی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ اور یحییٰ بن یونس نے اس روایت میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جو جعفر نے ان سے نقل کی ہے حاکم ابواحمد نیشاپوری راوی ہیں۔ کہ ابوالسمح بعد میں کہیں گم ہی ہو گئے کیونکہ ان کی جائے وفات کا علم نہیں ہو سکا۔ ہم بعد میں ان کا ذکر کنیتوں کے عنوان کے تحت بیان کریں گے۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر (اور ابجر سے مراد خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی خدری ہے جو ابوسعید خدری کے والد تھے) یہ صاحب غزوۂ احد میں شہید ہوئے تھے۔ اور انھیں غراب بن سفیان الکنانی نے قتل کیا تھا۔ جب احد میں حضورِ اکرمؐ کے چہرہ مبارک پر زخم آیا، تو مالک بن سنان نے حضورؐ کے خون کو چوس کر نگل لیا۔ اس پر حضور نے فرمایا، جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا ہے۔ وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔ ایک موقع پر جناب مالک تین دن بھوکے رہے اور کسی سے کچھ نہ مانگا، حضورؐ نے فرمایا۔ جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے، جس کی پارسائی نے اسے سوال نہ کرنے دیا۔ وہ مالک بن سنان کو دیکھے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن سنان بن مالک النمری: یہ صحابی صہیب بن سنان کے بھائی تھے۔ اسدی نے ابوعمر پر بطورِ استدراک بیان کیا۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن صعصعۃ الانصاری الخزرجی المازنی: ان کا تعلق مازن بن نجار سے تھا۔ یحییٰ بن محمود نے اس اسناد سے

جو ابوالحسین مسلم بن حجاج تک جاتا ہے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن مثنیٰ نے اس سے محمد بن ابی عدی نے اس
نے سعید سے، اس نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے اس نے مالک بن صعصعہ سے، جو ان کے قبیلے
سے تعلق رکھتا تھا، سنا! اس نے کہا کہ حضور اکرمؐ سے میں نے سُنا۔ حضورؐ نے فرمایا، کہ آپؐ بیداری اور نیند
سے ملتی جلتی حالت میں کعبے کے پاس تھے، کہ حضورؐ نے سُنا کہ ایک شخص دو (ابوبکرؓ اور عمرؓ)[1] کے درمیان تیسرے
کو بُلا رہا ہے۔ آپؐ اس کے ساتھ چل دیئے۔ پھر سونے کا ایک تھال لایا گیا۔ جس میں آبِ زمزم تھا۔ پھر آپؐ
کا سینہ (آپ نے اشارہ کر کے فرمایا) یہاں سے وہاں تک کھولا گیا۔ جناب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے
ساتھی سے پوچھا کہ حضورؐ کا اس سے کیا مقصد تھا۔ اس نے جواب دیا، کہ حضورؐ کی مراد اسفل بطن تھی (معلوم
ہوتا ہے کہ پریس کی غلطی سے اعلیٰ کی جگہ اسفل کا لفظ چھپ گیا ہے، کیونکہ دل کا مقام اوپر سینے میں ہے
پیٹ میں نہیں۔ مترجم) پھر اس نے آپ کا دل نکالا۔ زمزم کے پانی سے دھو کر اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا۔
اور ایمان اور حکمت کے انوار سے بھر دیا۔ پھر ایک سفید رنگ کی سواری لائے۔ جس کا نام براق تھا، جو خچر
سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ جس کا قدم وہاں پڑتا تھا، جہاں تک آدمی کی نگاہ جاتی تھی۔ حضور کو
اس پر سوار کیا گیا، اور آپؐ پہلے آسمان کے دروازے پر پہنچے۔ اور جبریل نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو انھوں
نے نام و پتہ دریافت کرنے کے بعد دروازہ کھول اور حضور اکرمؐ کو خوش آمدید کہا۔ وہاں آپؐ کی ملاقات
آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ تفصیل احادیث میں مذکور ہے۔ دوسرے آسمان میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت
یحییٰؑ سے۔ تیسرے میں حضرت یوسفؑ سے چوتھے میں حضرت ادریسؑ سے اور پانچویں میں حضرت ہارونؑ
سے ملاقات ہوئی۔ وہاں سے آگے بڑھے تو چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے آمنا سامنا ہو گیا۔ تو انھوں نے
حضور اکرمؐ کو سلام کیا اور اہلاً و سہلاً و مرحبا کہا اور اخ صالح اور نبی صالح کے لقب سے مخاطب کیا۔ جب حضورؐ
انھیں پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھے، تو آپؐ کے کانوں میں رونے کی آواز آئی۔ عالم قدس سے آواز آئی۔
موسیٰ! کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا، "الہ العالمین! اس جوان کو تو نے میرے بعد نبی بنا کر بھیجا، لیکن جنت
میں، ان کی امت کے آدمیوں کی تعداد، میری امت کے آدمیوں سے زیادہ ہو گی۔ بعدہٗ آپ ساتویں آسمان
میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقاتی ہوئے۔ وہ واقعات حدیث میں مذکور ہیں۔

بعدہٗ حضور اکرمؐ نے چار نہریں، جن میں دو ظاہر اور دو پوشیدہ تھیں، بہتے دیکھیں۔ آپؐ نے جبریلؑ
سے پوچھا۔ کہ یہ نہریں کیسی ہیں۔ جبریل نے کہا۔ باطنی نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں، اور ظاہری نہروں سے

[1] حدیث مخدوش ہے پیغمبر سیاسی لیڈر نہیں ہوتے۔ مترجم

مراد دریائے نیل اور دریائے فرات ہیں۔ پھر آپؐ کو جبریل بیت المعمور تک لے گئے۔ حضورؐ نے دریافت کیا بیت المعمور کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جب باہر نکلتے ہیں تو انھیں پھر دوبارہ یہاں داخل ہونے کا موقع نہیں ملتا۔ آخر میں حضور کے سامنے دو پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ آپ نے دودھ والے پیالے کو پسند کیا، جس کی جبریل علیہ السلام نے تصویب کی۔ پھر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ الی آخر القصہ۔ تینوں نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن ضمرۃ الضمری: کوفے میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ فضیل بن مرزوق نے جلہ بنت مصفح سے روایت کی ہے کہ ان کے چچا مالک بن ضمرہ نے اپنے ہتھیاروں کے بارے میں وصیت کی کہ ان کی وفات کے بعد مہاجرین بنو ضمرہ کو اس شرط پر دے جائیں کہ وہ انھیں اہل بیت کے خلاف استعمال نہ کریں۔ جناب مالک نے امیر معاویہ کے زمانے میں وفات پائی۔ جناب جلدہؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کا موقع میسر آیا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن طلحہ، جعفر کا قول ہے، کہ انھیں علی بن المدینی نے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عامر ابوعطیہ الوداعی: اہل کوفہ سے تھے اور تابعی تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ زمانۂ قبل از اسلام میں موجود تھے۔ ابوموسیٰ نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن ہانی بن خفاف، وہ حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے مندرجہ ذیل شعر ایک نعتیہ قصیدہ کا پڑھا۔

اَتَیْتُ النَّبِیَّ عَلٰی نَأیِہٖ ۔۔۔ فَبَایَعْتُہٗ غَیْرَ مُسْتَنْکِر

(ترجمہ) میں حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باوجود بعد مسافت کے حاضر ہوا اور خوشی سے ان

کی بیعت کرلی۔

جناب مالک نے اس قصیدے میں (جس میں یہ شعر مذکور ہے) قادسیہ کی جنگ اور فتح عراق کا بھی ذکر کیا ہے۔ نیز آپ ان لوگوں میں پہلے نمبر پر تھے، جنھوں نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے مدائن پر حملہ کیا تھا۔ ذیل کے رجزیہ اشعار ان ہی سے منسوب ہیں۔

أُمْضُوا فَإِنَّ الْبَحْرَ بَحْرٌ مَأْمُورٌ   وَالْأَوَّلَ الْقَاطِعَ مِنْكُمْ مَأْجُورٌ

(ترجمہ) آگے بڑھو، کہ دریا کو ہمارے حکم کے ماتحت کردیا گیا ہے اور جو شخص اس کو پہلے عبور کرے گا اسے خدا کے یہاں سے اجر ملے گا۔

قَدْ خَابَ كِسْرَى وَأَبُوهُ سَابُورُ   مَا تَصْنَعُونَ وَالْحَدِيثُ مَأْثُورٌ

(ترجمہ) کسریٰ اور اس کا باپ شاہ پور ناکام ہوچکے ہیں۔ تم کیا کر رہے ہو، حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث (هَلَكَ كِسْرَى وَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ) منقول ہے۔

بعد میں وہ حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھے۔ ان کے صاحبزادے سعد بن مالک اہل عراق کے اشراف میں شمار ہوتے تھے۔ یہ امر ابوعمر کی روایت پر غسانی کا اضافہ ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عبادہ: ایک روایت میں ان کا نام ابن عبداللہ، ابوموسیٰ الغافقی مذکور ہے۔ اور غافق کا نسب العاص بن عمرو بن مازن بن الازد بن الغوث مصری یا شامی ہے۔ یہ صحابی تھے۔ ہمیں یحییٰ بن محمود نے اپنے اسناد سے جو ابن ابی عاصم تک پہنچتا ہے، بتایا، ہم سے عقبہ بن مکرم نے ان سے عبدالغفار بن داؤد الحرانی نے، ان سے ابن لہیعہ نے، ان سے عمرو بن حارث نے یحییٰ بن میمون الحضرمی ابی وداعہ الحمیدی سے بیان کیا، کہ میں مالک بن عبادہ ابی موسیٰ الغافقی اور عقبہ بن عامر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے، کہنے لگے یا تو میں بچ گیا اور یا غرق ہوگیا۔ حضور اکرم حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہمیں خطبہ دے رہے تھے۔ فرمایا، تم قرآن کو مضبوطی سے پکڑو۔ کیونکہ تمہیں بعد میں ایک ایسی قوم سے واسطہ پڑے گا! جو احادیث کا تعاقب کریں گے۔ جسے کوئی صحیح بات معلوم ہو تو ضرور بیان کرے اور جس نے مجھ پر افترا باندھا، وہ اپنا مقام جہنم میں بنالے۔ انھوں نے ۵۸ ہجری میں وفات پائی۔ تینوں نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبادۃ الہمدانی: یہ صاحب مالک بن مرہ اور عقبہ بن نمرہ کی معیت میں ہمدانی وفد کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ ابوعمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ الاوسی: بروایت ابوموسی، جعفر کا قول ہے کہ یہ صحابی تھے۔ انھوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی۔ کہ اگر کوئی لونڈی (غیر منکوحہ) زنا کی مرتکب ہو۔ تو اسے درے مارے جائیں اگر دوبارہ اس جرم کا ارتکاب کرے، تو یہی سزا دی جائے۔ یونس نے ابن شہاب سے اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے اس نے شبل بن حامد بن مالک بن عبداللہ الاوسی سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور ابن شہاب سے اختلاف کیا ہے۔ اس سے مالک نے بروایت عبیداللہ اس نے ابوہبیرہ اور زید بن خالد سے بہ اتفاق معمر بیان کیا۔ اور عقیل نے ابن شہاب سے، اس نے عبیداللہ سے اس نے شبل بن خلید المزنی سے اس نے مالک بن عبداللہ الاوسی سے روایت کی۔ زبیدی نے اسی طرح روایت کی ہے، جو عقیل نے روایت کی ہے۔ بقول ابوعمر، اکثر محدثین یونس کی روایت کو جو ابن شہاب سے مروی ہے۔ درست کہتے ہیں۔ ابوموسی اور ابوعمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن خیبری بن افلت بن سلسلہ بن عمرو بن سلسلہ بن غنم بن ثوب بن معن بن عتود بن سلامان بن عنین بن سلامان بن ثعل بن عمرو بن الغوث بن طئی الطائیؓ: حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے دو بیٹے تھے، مروان اور ایاس اور دونوں شاعر تھے۔ یہ روایت ابن الکلبی کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن سنان بن سرح بن عمرو بن وہب بن الاقیصر بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن سعد بن مالک بن لبشر بن وہب بن شہران بن عفرس بن خلف بن افتل (یعنی خثعم ابوحکیم الخثعمی) یہ حضور اکرمؐ کے صحابی تھے۔ عبدالوہاب بن ابی حبہ نے اپنے اسناد سے جس کا سلسلہ عبداللہ بن احمد تک پہنچتا ہے بتایا کہ مجھے میرے باپ نے بتایا، کہ ہم سے وکیع نے اس نے محمد بن عبداللہ الشعیثی سے، اس نے لیث بن متوکل سے، اس نے مالک بن عبداللہ الخثعمی سے روایت کی، کہ جناب مالکؓ حضور اکرمؐ کے صحابی تھے، انھوں

نے بیان کیا، کہ آپؐ نے فرمایا، جس آدمی کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگئی۔ وکیع نے اسی طرح اس کی روایت کی ہے، لیکن صحیح نام متوکل بن لیث ہے۔

مالک نے یہ حدیث حضور اکرمؐ سے نہیں سُنی، بلکہ حضرت جابر سے سُنی ہے، جنھوں نے حضور اکرمؐ سے سُنی تھی۔ ہم نے اسے بالتفصیل کتاب الجہاد میں بیان کیا ہے۔ جناب مالک غزوۂ روم میں لشکر کے امیر تھے۔ اور امیر معاویہ کے عہد کے دوران میں، نیز اس سے پیشتر اور یزید اور عبدالملک بن مروان کے عہد میں متواتر چالیس برس اس منصب پر متعین رہے۔ جب فوت ہوئے، تو ان کی قبر پر چالیس سالہ خدمت کی قدردانی کے صلے میں فی سال ایک عَلَم کے حساب سے چالیس علم توڑے گئے۔ یہ صاحب بڑے شب زندہ دار اور صالح آدمی تھے۔ تابعی تھے۔ حضورؐ سے ملاقات ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

ابو محمد بن ابوالقاسم الدمشقی نے روایت بیان کی کہ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ ان سے ابو محمد بن الکفانی نے کہا، کہ اس سے عبدالعزیز الکنانی نے۔ اس سے ابو محمد بن ابونصر نے اس سے ابوالقاسم بن ابی العقب نے۔ اس سے احمد بن ابراہیم نے اس سے ابن عائذ نے کہا، کہ ہم سے محمد بن شعیب نے اس سے نصر بن حبیب السلامی نے بیان کیا کہ امیر معاویہ نے جناب مالک بن عبداللہ الخثعمی اور عبداللہ بن قیس الفزاری کو لکھا کہ خمس علیحدہ کرتے وقت، مالِ غنیمت سے بہترین مال میرے لیے منتخب کر لیا جائے۔ عبداللہ نے اس حکم کی تعمیل کی، لیکن مالک نے اسے قابلِ اعتنا نہ گردانا۔ جب وہ (عبداللہ) امیر معاویہ سے ملنے آئے تو انھیں فوراً باریابی کا موقعہ مل گیا اور امیر معاویہ، عزت اور احترام سے پیش آئے۔ اس پر عبداللہ نے کہا۔ اے امیر! میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، لیکن عبداللہ نے نہ کی۔ میں نے آپ کے قاصد کو فوراً بُلا لیا اور اسے اچھی اچھی اشیاء کے انتخاب کی اجازت دے دی۔ امیر نے کہا۔ ہاں یہ درست ہے، تُو نے خدا کا حکم نہ مانا، لیکن میرا حکم مان لیا۔ مالک نے خدا کا حکم مانا، لیکن میرے حکم کی پرواہ نہ کی۔ جب جناب مالک دربار میں داخل ہوئے تو امیر نے دریافت کیا تم نے کیوں میرے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ انھوں نے جواب دیا۔ خدا ہم دونوں کو غرق کرے۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تو جہنم کے ایک کونے میں گھسا بیٹھا ہو اور دوسرے کونے میں فرشتوں نے مجھے جکڑ رکھا ہو۔ تو مجھ پر لعنت بھیجے۔ میں اسے تیرا فعل قرار دوں اور تُو اسے میرا فعل قرار دے۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ امام بخاری نے مالک بن عبداللہ بن سنان اور مالک بن عبداللہ الخزاعی کو جس کا ذکر بعد میں آتا ہے علیحدہ علیحدہ دو مختلف آدمی بیان کیا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابن مندہ کے اس قول سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ دونوں آدمی حقیقتاً ایک ہیں۔ حالانکہ یہ وہم ہے۔ بلاشبہ یہ دو مختلف آدمی ہیں اور دونوں اتنے معروف آدمی ہیں کہ انھیں ایک سمجھ لینا بالکل غلط ہے۔ اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ آیا اول الذکر صحابی تھے یا نہیں۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ الخزاعی: ان کا شمار کوفیوں میں کیا جاتا ہے۔ حضور اکرمؐ کے پیچھے نماز پڑھنے اور لڑائیوں میں شریک ہونے کا انھیں موقعہ ملا۔ ایک روایت میں ان کا نام مالک بن عبید اللہ بیان کیا گیا ہے، ایک روایت میں ابن ابی عبید اللہ آیا ہے، لیکن زیادہ تر مالک بن عبید اللہ ہی مشہور ہے۔

ابوالفرج ثقفی نے اپنے اسناد میں جو ابن ابی عاصم تک پہنچتا ہے، بیان کیا کہ ہم سے ابوبکر ابن ابی شیبہ نے اس سے مروان بن معاویہ نے اس نے منصور بن حبان سے، اس نے سلیمان بن بشر الخزاعی سے اس نے اپنے ماموں مالک بن عبداللہ سے بیان کیا۔ کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک رہے اور انھوں نے آپؐ کے پیچھے نمازیں بھی پڑھیں، لیکن وہ کہتے ہیں۔ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو فرض نمازوں میں حضور اکرمؐ کی طرح مقتدیوں کی آسانی کا خیال رکھتا ہو۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ: (ایک روایت میں ان کا نام ابن عبدۃ المغافری مذکور ہے) یہ مصر میں جا بسے تھے۔ یحییٰ بن محمود نے ہمیں اس اسناد سے جو عمرو بن ضحاک تک پہنچتا ہے، بتایا کہ ہم سے عیاش بن ولید نے، اس سے عبداللہ بن یزید نے اس سے سعید بن ابی ایوب نے۔ اس سے عیاش بن عباس نے۔ اس سے جعفر بن عبداللہ نے، اس سے مالک بن عبداللہ المغافری نے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے عبداللہ بن مسعود سے فرمایا، پریشانی کی کوئی ضرورت نہیں، جو مقدر ہے، وہ ہو کر رہے گا۔ اور جو تیرا رزق ہے، وہ خود بخود پہنچ جائے گا۔ اسے نافع بن یزید نے عیاش بن عباس سے، اس نے عبداللہ بن مالک سے۔ اس نے جعفر بن عبداللہ بن الحکم سے اس نے خالد بن رافع سے روایت کی۔ ہم اسے حرف خا کے تحت بیان کر آئے ہیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ الہلالی: واقدی نے کثیر بن عبداللہ المزنی سے، اس نے عمر بن عبدالرحمن سے، اس نے عبداللہ الملک

الہلالی سے، اس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضور اکرم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! اعراف میں کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا، جو لوگ کہ اللہ کی راہ میں بغیر اجازت والدین لڑنے کو نکلے اور شہید ہو گئے۔ اب ان کا درجۂ شہادت پر فائز ہونا، دوزخ سے روکتا ہے اور والدین کی نافرمانی جنت کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

والدِ عبداللہ آخر حسبِ روایت ابو موسیٰ، عبدان نے اپنی سند سے حسن بن یحییٰ سے اس نے زہری سے، اس نے عبداللہ بن مالک سے۔ اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن منادی کرائی کہ جنت میں مسلمانوں کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فاسق و فاجر کو خدمتِ دین پر آمادہ کر دیتا ہے۔ بقولِ راوی عبدان سے اسی طرح مروی ہے۔ نیز اس نے راوی کا نام مالک بن کعب بن عبداللہ لکھا ہے، جو والد کی بجائے دادا سے منسوب ہیں۔ سفیان بن حسین نے زہری سے یہ روایت کی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبدۃ الہمدانی، ان کا ذکر اس مکتوب میں ہے، جو زرعہ بن یوسف بن ذی یزن نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت تحریر کیا تھا۔ جب اس نے معاذ بن عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ اور عقبہ بن عمرو کو حضورؐ کے پاس بھیجا تھا اور ان لوگوں کو آپ سے متعارف کرایا تھا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عتاہیہ بن حرب بن سعد الکندی، یہ صحابی مصری تھے۔ بکر بن ابراہیم نے ابن لہیعہ سے، اس نے یزید بن ابی حبیب سے، اس نے مخیس بن ظبیان سے۔ اس نے عبدالرحمان بن حسان سے، اس نے بنو جذام کے ایک آدمی سے اس نے مالک بن عتاہیہ سے سنا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے جو شخص عشار کو پائے۔ اسے قتل کر دے (عشار ایک شاعر کا نام ہے۔ جو بدگو شاعروں کی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجو کرتا تھا) یحییٰ بن القطان نے ابن لہیعہ سے اسی سند اور متن سے یہ روایت بیان کی ہے۔ اور محمد بن معاویہ نے بھی ابن لہیعہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ قتیبہ نے بھی ابن لہیعہ سے روایت کی ہے، لیکن اس نے

نہ مخیس کا ذکر کیا ہے اور نہ عبدالرحمٰن بن حسان کا۔

ابو یاسر نے اپنی سند سے ہمیں عبداللہ بن احمد سے روایت کی ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ ہم سے موسیٰ بن داؤد نے بیان کیا کہ ہم سے ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے اس نے عبدالرحمان بن حسان سے اُس نے مخیس بن ظبیان سے، اس نے بنو جذام کے ایک آدمی سے اس نے مالک بن عتاہیہ سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو شخص بھی عشار کو پالے، اسے قتل کر دے۔ اس اسناد میں عبدالرحمان کا ذکر مخیس سے پہلے آیا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عقبہ یا عقبہ بن مالک: (کہتے ہیں، آخرالذکر صحیح ہے) انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان سے بشر بن عاصم نے روایت کی ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الاسدی: ان کا تعلق بنو غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ سے تھا۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ مہاجرین ہجرت کر کے مدینے میں آرہے تھے اور بنو غنم بن دودان اسلام لاچکے تھے۔ چنانچہ یہ سارا قبیلہ (مردوں اور عورتوں سمیت) ہجرت کر کے مدینہ آگیا۔ ان میں مالک بن عمرو بھی شامل تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو البلوی: ابو موسیٰ نے ابن شاہین سے سنبر کے تذکرے میں ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو التمیمی: ان کا ذکر ان لوگوں میں ملتا ہے، جو بنو تمیم کے اس وفد میں شامل تھے۔ جو حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ابو عمر نے اختصاراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن ثابت الانصاری: ان کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ اور ابو حبہ ان کی کنیت تھی۔ ابو حاتم الرازی نے بھی ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔ ابو عمر نے اختصاراً اس کی تخریج کی ہے۔ ہم کنیتوں کے عنوان کے تحت بھی ان کا ذکر کریں گے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الراسی: طارق بن علقمہ نے ان سے روایت کی ہے اور ابوعمر نے تخریج کی ہے اور اس کا خیال ہے کہ یہ صاحب الراسی کی بجائے الکلابی ہیں۔ جن سے زرارہ بن اوفی نے روایت کی ہے۔ کیونکہ رواسا سے مراد ابن الکلاب ہی ہے اور اس کا ذکر ہم مالک العقیلی کے تحت کر آئے ہیں۔ (باوجود تلاش مجھے یہ نام نہیں ملا)

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو السلمی: یہ لوگ بنو عبدالشمس کے حلیف تھے۔ یہ صحابی اپنے دو بھائیوں ثقف اور مدلج کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ جنابِ مالک کو جنگِ یمامہ میں شہادت نصیب ہوئی۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق، جناب مالک اور ان کے دو بھائی جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے، وہ مدلج اور کثیر تھے۔ اس کی تینوں نے تخریج کی ہے، لیکن ابن مندہ اور ابونعیم کا خیال ہے کہ مالک بن عمرو، ثقف بن عمرو کے بھائی تھے۔ اور یہ لوگ بنو حجر سے ہیں، جو بنو سلیم سے منسوب ہیں۔ لیکن ابوعمر کا کہنا ہے کہ یہ لوگ سلمی ہیں، جو بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔ ہم "ثقف" کے لفظ کے تحت لکھ آئے ہیں کہ یہ لوگ اسدی ہیں یا اسلمی ہیں، لیکن انھوں نے وہاں یہ نہیں کہا تھا۔ کہ جناب مالک اسلمی ہیں۔ اس لیے ابوعمر کو اب سوچنا چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے۔

ابن الکلبی نے جناب مالک کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مالک، ثقف اور صفوان عمرو کے بیٹے تھے۔ جن کا تعلق بنو حجر بن عیاذ بن عدوان سے تھا۔ یہ غزوۂ بدر میں موجود تھے اور یہ لوگ بنو غنم بن دودان بن اسد کے حلیف تھے۔ اس بنا پر ان کا سلسلۂ نسب بنو عدوان یا سلیم سے منسلک ہوگا اور بنو غنم بن دودان ان کے حلیف ہوں گے۔ اور بنو غنم عبد شمس کے حلیف ہیں۔ جس شخص نے جناب مالک کو اسدی لکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بنو اسد کے حلیف تھے۔ اور جس نے انھیں بنو عبدِ شمس کا حلیف لکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بنو غنم کے حلیف تھے اور بنو غنم بنو عبد شمس کے۔ اور حلیف کے حلیف کو حلیف سمجھا جاتا ہے۔

(سیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول اور وہ عامر بن مالک بن النجار انصاری، خزرجی، نجاری ہیں، مالک اس جمعے کے دن فوت ہوئے تھے۔ جس دن حضور اکرمؐ مسلح ہو کر اُحد کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ آپؐ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اُحد کی طرف کوچ فرمایا تھا۔ ابوعمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(اسیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو القشیری؛ انھیں کلابی العقیلی اور انصاری بھی لکھا گیا ہے۔ اسی طرح نام کے بارے میں بھی کئی روایات ہیں: مالک بن عمرو، عمرو بن مالک، ابی بن مالک اور مالک بن حارث وغیرہ۔ علی بن زید نے زرارہ بن اوفی سے اس نے مالک بن عمرو القشیری سے روایت بیان کی، کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جس نے کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کیا۔ اس نے نارِ جہنم سے اپنا بچاؤ کر لیا۔ اس کے آزاد کردہ جسم کے بدلے میں اس کے جسم کو آزادی مل جائے گی۔ ان سے صرف اس حدیث کو علی بن زید نے زرارہ سے اس نے مالک بن عمرو سے (مذکورہ بالا اختلاف کے مطابق) بیان کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک مسلمان یتیم بچے کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس حدیث کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

امام بخاری نے مالک بن عمرو عقیلی کو مالک بن عمرو القشیری سے مختلف آدمی قرار دیا ہے۔ ابو حاتم کے خیال کے مطابق دونوں ایک ہیں۔ ابو احمد عسکری نے ابو عمر عقیلی کے تذکرے میں لکھا ہے کہ اس سے مراد مالک بن عمرو عقیلی ہیں لیکن امام بخاری نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ قرار دیا ہے۔ ہم اس پر پھر گفتگو کریں گے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(اسیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر الحنفی الکوفی، زمانۂ جاہلیت کے آدمی ہیں، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ثابت نہیں جناب سفیان ثوری نے اسماعیل بن سمیع الحنفی سے اور اس نے مالک بن عمیر سے (بقول سفیان بن ثوری وہ زمانۂ جاہلیت کے آدمی ہیں) یوں روایت بیان کی کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی "یا رسول اللہ! میرے والد نے آپ کی شان میں گستاخی کی اور میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ حضور نے ناگواری کا اظہار نہ کیا۔ بعد میں ایک اور آدمی آیا، اس نے بیان کیا، یا رسول اللہ! میرے باپ نے آپ کی شان میں گستاخی کی، مگر میں نے اسے قتل نہیں کیا۔ حضور اکرم نے اس پر بھی کسی ناگواری کا اظہار نہ فرمایا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔ بقول ابو عمر یہ روایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(اسیدنا) **مالک** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن مالک بن برہہ بن نہشل المجاشی، ابو حفص نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہی صاحب ہیں جن کا ذکر مالک بن بن برہہ کے تحت کیا جا چکا ہے۔ یہ صحابی ایک جماعت کے ساتھ حضور کی خدمت میں آئے اور حضور کے حجرے کے پاس زور زور سے چیخنے لگ گئے۔ آپ نے شور کی وجہ دریافت کی، تو معلوم ہوا کہ بنو عنبر کا وفد ہے۔ جو ملاقات

کے لیے حاضر ہوا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ انھیں کہو، کہ اندر آجائیں اور آرام کریں۔ انھوں نے کہا۔ ہم اپنے سالارِ قافلہ وردان بن محرم کا انتظار کر رہے ہیں۔ ارکانِ وفد جلدی میں اپنے سردار کو، اپنی سواریوں اور ساز و سامان کی حفاظت کے لیے وہیں چھوڑ آئے تھے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی، یارسول اللہؐ! اہلِ وفد اپنے اس سردار کا انتظار کر رہے ہیں جس نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جب وہ حضورِ اکرمؐ کے دروازے پر آیا۔ اس نے اجازت مانگی اور حضورؐ نے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اتنے میں عینیہ بن حصن، بنو عنبر کے جنگی قیدیوں کو آپؐ کے سامنے لائے، اہلِ وفد نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم آپؐ کی خدمت میں بطورِ مسلمان حاضر ہوئے ہیں۔ اس لیے ہمارے آدمیوں کو جنگی قیدی نہ گردانا جائے۔ عینیہ بن حصن نے کہا۔ بخدا تم میں سے کسی شخص کو رہائی نہیں ملے گی۔ جب تک وہ اچھائی اور برائی میں تمیز کرنا نہیں سیکھ لیتا۔

حضورِ اکرمؐ نے فرمایا، اے بنی تمیم میں تم میں سے تین کو آزاد کر دوں گا اور تین تمہیں بخش دوں گا۔ اور تین کو گرفتار کروں گا۔ اس پر اقرع بن حابس نے آپؐ سے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی۔ چنانچہ فرزدق نے عینیہ بن حصن کے منصب پہ اتراتے ہوئے کہا۔

(۱) وَعِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ قَامَ ابْنُ حَابِسٍ بِخُطَّةِ اَسْوَارٍ اِلَى الْمَجْدِ حَازِمِ

(ترجمہ) حضورِ اکرمؐ کے سامنے ابن حابس اس سرزمین میں کھڑا ہوا۔ جو شاہ سواروں کی زمین ہے۔ اور وہ عزت کی طرف احتیاط سے بڑھا۔

(۲) لَهُ اَطْلَقَ الْاَسْرٰى الَّتِي فِي قُيُوْدِهَا مُغَلَّلَةً اَعْنَاقُهَا فِي الشَّكَائِمِ

(ترجمہ) حضورؐ نے تمام ان قیدیوں کو جو ان کی قید میں تھے، چھوڑ دیا اور جن کی گردنوں میں طوق تھے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر السلمی، یہ صحابی حضورِ اکرمؐ کے ساتھ "فتح مکہ"، غزوہ حنین اور طائف میں شامل تھے۔ ان کا شمار اہلِ مدینہ میں ہوتا ہے۔ ان سے یہ روایت مروی ہے کہ وہ حضورؐ کے ساتھ مذکورہ بالا غزوات میں شریک تھے انھوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں شاعر ہوں، آپ از راہ کرم اس باب میں میری راہ نمائی فرمائیں" حضورِ اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی چیز تیرے پیٹ کو پیپ سے بھر دے، تو اس سے بہتر ہے کہ اسے اشعار سے بھرا جائے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمیرہ ابوسفیان، عبدان اور ابن شاہین وغیرہ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ایک روایت میں مالک بن عمیر ہے۔ بعض نے انھیں اسدی لکھا ہے اور بعض نے بنو عبدالقیس سے۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ ہم سے ابو یاسر بن حبہ نے اس اسناد سے جو عبداللہ بن احمد تک پہنچتا ہے۔ بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے کہا۔ کہ ہم سے یزید بن ہارون نے اس سے شعبہ نے اس نے سماک بن حرب کو یہ کہتے سُنا کہ میں نے ابوصفوان مالک بن عمیر الاسدی سے سُنا۔ محمد بن جعفر نے عمیر کی جگہ عمیرہ لکھ دیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ہجرت سے پہلے مکے میں آئے اور ایک شخص نے ان سے شلوار خریدی اور مجھ سے حسنِ سلوک سے پیش آیا۔ ابن مہدی نے شعبہ سے روایت کی ہے اور نام مالک بن عمیرہ بتایا ہے۔ سفیان نے سماک بن حرب سے اس نے سوید بن قیس سے یہی نام سُنا ہے۔ لیکن کنیت نہیں بتائی ہے۔ عمرو بن حکام اور یحییٰ بن ابی طالب نے بروایت یزید بن شعبہ ان کا نام ابن عمیرہ بیان کیا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمیلہ بن السباق بن عبدالدار؛ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے، جو غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ ابوعمر نے اختصاراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عوف الاشجعی؛ ایک روایت میں ابوعوف ہے۔ ابوموسیٰ نے (کتابتہً) ہمیں بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی زبانی سُنا کہ ہمیں سلیمان بن ابراہیم نے۔ اسے علی بن محمد الفقیہ نے، اسے احمد بن محمد بن ابراہیم نے، اسے محمد بن عبدالوہاب نے، اسے آدم بن ابوایاس نے اسے عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر نے، اسے عبداللہ بن ولید نے، محمد بن اسحاق سے جو آلِ قیس بن مخرمہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ بیان کیا کہ مالک الاشجعی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ! میرا بیٹا عوف قید میں ہے"! حضور نے فرمایا۔ اسے کہلا بھیجو، کہ کثرت سے لاحول ولا قوۃ کا ورد کرے۔ دُشمنوں نے انہیں چمڑے میں جکڑ رکھا تھا اس ورد سے وہ ان کے جسم سے علیحدہ ہو کر گر پڑا۔ ان کی ایک اونٹنی پاس کھڑی تھی، اس پر سوار ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب ان لوگوں کے گھر کے پاس سے (جنھوں نے انھیں قید کیا ہوا تھا) گزرے۔ تو زور سے نعرہ مارا۔ وہ سب ان کے پیچھے اُٹھ دوڑے، تاآنکہ وہ اپنے گھر کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ جب ان کے والد نے

ان کی آواز سنی، تو خوشی سے اچھل پڑے۔ اس پر آیت اتری: وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا: (جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے بچاؤ کی کوئی صورت پیدا کر دیتا ہے۔)

السدی راوی ہے کہ عوف بن مالک کا بیٹا قید تھا۔ اور سالم بن ابی الجعدان کی روایت ہے کہ بنو اشجع کے ایک آدمی کے لڑکے کو دشمنوں نے قید کر لیا۔ اس کا باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ (راوی نے دونوں کا نام نہیں بیان کیا۔)

مسعر نے علی بن بذیمہ سے، اس نے ابو عبیدہ سے روایت بیان کی کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی، کہ فلاں قبیلے نے میری بکریاں چرالی ہیں۔ فرمایا۔ خدا کے دربار میں عرض کر، یا کوئی اور بات اس سے ملتی جلتی فرمائی ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عوف بن سعد بن ربیعہ بن یربوع بن وائلہ بن دہمان بن نصر بن معاویہ بن بکر ہوازن النصری: ان کی کنیت ابو علی تھی۔ یہ صاحب جنگ حنین میں لشکر کفار کے سردار تھے۔ جب مسلمانوں کی شکست کے بعد کفار کو شکست ہوئی۔ ہمیں ابو جعفر نے اپنے اس اسناد سے جو یونس تک پہنچتا ہے۔ ابن اسحاق سے یوں روایت کی! اس نے بتایا، کہ اسے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمن بن جابر سے اس نے اپنے باپ جابر بن عبداللہ اور عمرو بن شعیب، زہری، عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم اور عبداللہ بن مکرم بن عبدالرحمن ثقفی سے حنین کی جنگ کے بارے میں سنا جب حضور اکرم حنین کی جنگ کے لیے ان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہ مقابلے کے

پیلے حضور کی طرف بڑھے، اس بارے میں ان کے بیانات مختلف ہیں، لیکن اس امر پر سب متفق ہیں کہ جب حضور اکرمؐ فتح مکہ سے فارغ ہوئے، تو مالک بن عوف نصری نے بنو نصر، بنو جشم، بنو سعد، بنو بکر اور بنو ہلال کے بعض فوجی دستے جمع کیے اور بنو عمرو عامر کے کچھ لوگ اور عوف بن عامر بنو مالک اور بنو ثقیف کے حلیف بھی جمع ہو گئے۔ پھر وہ سب حضور اکرمؐ پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ میدان جنگ میں پہنچ کر مالک بن عوف نے اپنے لشکر سے کہا۔ جب تم دشمن کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے نیام توڑ دو اور مسلمانوں پر اس طرح حملہ کرو کہ ان کے پاؤں اکھڑ جائیں۔

اس کے بعد ابن اسحاق کہتا ہے کہ مجھ سے عاصم نے اور اُس نے عبدالرحمان بن جابر سے اس نے اپنے والد جابر سے یوں روایت کی کہ والد نے وادی طاس کی گھاٹیوں میں اپنے لشکر کو اِدھر اُدھر چھپا دیا۔ حضور اکرمؐ تشریف لائے تو مسلمانوں کو ساتھ لیے صبح کے جھٹ پٹے میں وادی میں اُترے۔ ناگہاں کفّار کے سواروں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور مسلمان بدحواسی میں تتر بتر ہو گئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند افراد اہل بیت کے اور کچھ آدمی صحابہ سے رہ گئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے دائیں طرف منہ کر کے فرمایا "اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں۔" اس کے بعد آپ نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ اسلامی لشکر کو آواز دو کہ وہ میدانِ جنگ کی طرف مڑیں۔ حضرت عباس نے بآواز بلند پکارا "اے انصار! اے مہاجرین!" یہ آواز ان کے کان میں پڑنے کی دیر تھی کہ مسلمان لبیک لبیک کہتے واپس مڑے۔ میدانِ جنگ میں پہنچنے کی دیر تھی کہ حضور کے ارد گرد قیدیوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع کر دیے گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ مالک بن عوف اپنے گھوڑے مجاج پر سوار ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوا لیکن گھوڑا اڑ کر کھڑا ہو گیا اور اپنی جگہ سے ذرا نہ ہلا۔ اس نے گھوڑے سے مخاطب ہو کر کہا:

(۱) أَقْدِمْ مَجَاجُ إِنَّهُ يَوْمٌ نُكُرْ ۔ مِثْلِيْ عَلَىٰ مِثْلِكَ يَحْمِيْ وَيَكُرْ

ترجمہ:- اے مجاج قدم آگے بڑھا کہ آج بڑا سخت دن ہے۔ میرے جیسا آدمی تجھ جیسے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنا بچاؤ کرتا ہے اور دشمن پر بار بار حملہ آور ہوتا ہے۔

(۲) وَيَطْعَنُ الطَّعْنَةَ تَهْوِيْ وَتَهِرْ ۔ لَهَا مِنَ الْجَوْفِ نَجِيعٌ مُنْهَمِرْ

ترجمہ:- وہ گھوڑے پر سوار ہو کر نیزے سے اوپر اور نیچے زخم لگاتا ہے اور دشمن کے پیٹ سے سیاہ رنگ کا خون جاری کر دیتا ہے۔

(۳) وَيَقْلِبُ الْعَامِلَ فِيْهَا مُنْكَسِرْ ۔ إِذَا خُرَّ أَلَتْ زُمَرٌ بَعْدَ زُمَرْ

ترجمہ:- اور جنگ میں وہ بہادر سپاہی کو عاجز کر دیتا ہے، جب لوگ جوق در جوق رسوا اور ذلیل کر دیے جاتے ہیں۔

جب مشرکین جنگ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تو مالک بن عوف طائف چلا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ اگر مالک بن عوف اسلام قبول کر کے میرے پاس آجائے۔ تو میں اس کے اہل وعیال اور مال و متاع کو اس کے سپرد کر دوں گا۔ جب مالک کو یہ خبر پہنچی تو وہ مسلمان ہو گیا اور حضور جعرانہ سے روانہ ہونے کو تھے کہ مالک حاضر ہو گیا۔ آپ نے اسے سو اونٹ عنایت کیے، جس طرح کہ باقی مولفتہ القلوب کو عنایت فرمائے تھے۔ بعد میں یہ شخص پکا اور مخلص مسلمان ثابت ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی قوم اور قیس غیلان کے قبائل کا عامل مقرر فرما دیا۔ نیز آپ نے انھیں طائف پر چڑھائی کا حکم دیا۔ جس کی انھوں نے تعمیل کی۔ اور اہل طائف گھبرا اٹھے۔ اسلام لانے سے پہلے انھوں نے مندرجہ ذیل دو شعر کہے تھے۔

(۱) مَا إِنْ رَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ ... فِي النَّاسِ كُلِّهِمُ بِمِثْلِ مُحَمَّدِ

(ترجمہ) جیسا کہ میرا اندازہ ہے نہ تو میں نے دیکھا اور نہ سنا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کا کوئی آدمی تمام انسانوں میں۔

(۲) أَوْفَى وَأَعْطَى لِلْجَزِيلِ إِذَا اجْتُدِي ... وَمَتَى تَشَأْ يُخْبِرْكَ عَمَّا فِي غَدِ

(ترجمہ) آپ بڑے باوفا ہیں اور جب بخشنے پر آئیں، تو بہت بڑے کریم ہیں، اور اگر تو چاہے، تو تجھے کل پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جناب مالک رضی اللہ عنہ فتح دمشق اور حضرت سعد بن ابی وقاص کی کمان میں جنگ قادسیہ میں بھی شریک تھے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(اسیدنا) مالک بن ابی العیزاز (رضی اللہ عنہ)

ان کا ذکر پیشتر عائذ بن سعید الخیری کی حدیث میں آیا ہے۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے تخریج کی ہے۔ ابو نعیم کے قول کے مطابق بعض متاخرین نے (یعنی ابن مندہ نے) اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ان کے نام کے ساتھ الخیری کا اضافہ کیا۔ حالانکہ یہ لفظ الجسری (ج + س) ہے۔

(اسیدنا) مالک بن قدامہ (رضی اللہ عنہ)

بن عرفجہ بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم بن امرء القیس بن مالک بن اوس الانصاری الاوسی؛ ابو عمر نے ان کا سلسلۂ نسب اسی طرح لکھا ہے، لیکن بقول ابن الکلبی ان کا سلسلۂ نسب مالک بن قدامہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط ہے۔ یعنی ابن الکلبی نے عرفجہ کی جگہ الحارث کا ذکر کر کے، مالک بن کعب کا اضافہ کر دیا ہے۔

اور باقی وہی ہے ۔ موسیٰ بن عقبہ ابن اسحاق اور ابن کلبی کی روایت ہے ، کہ یہ صحابی غزوہ بدر میں شریک تھے اور ان کے بھائی المنذر بھی ۔ بنو سلم کی نسل ہی ختم ہوگئی ہے ۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے ، لیکن ابن مندہ نے غنم بن سالم لکھا ہے ، حالانکہ صحیح لفظ سلم بہ کسرۂ اول ہے ۔

(سیدنا) مالک بن قطنہ (رضی اللہ عنہ)

ان سے زیاد بن علاقہ نے روایت کی ہے ۔ ابو عمر نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے ۔

(سیدنا) مالک بن قہطم (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں قحطم آیا ہے ، جو ابو العشراء دارمی کے والد تھے ۔ ابو العشراء اور اُن کے والد کے ناموں کے بارے میں اختلاف ہے ۔ امام بخاری ان کا نام اسامہ بتاتے ہیں اور والد کا نام مالک بن قحطم ۔ یہ روایت امام احمد حنبل کی ہے ، ایک روایت کی رو سے ان کا نام عطارد بن بلز قال تھا ۔ بعض لوگ کہتے ہیں ۔ ان کا نام یسار بن بلز بن مسعود بن خولی بن حرملہ بن قتادہ تھا (جو بنو مولہ بن عبداللہ بن فقیم بن دارم سے تھا) جو بصرہ میں رہتا تھا (یہ ساری روایت ابو العشراء کے بارے میں امام بخاری سے منقول ہے)

امام احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین نے لکھا ہے کہ ابو العشراء کا نام اسامہ بن مالک تھا ، ابو عمر کا قول ہے کہ ابو العشراء کا نام بکر بن قحطم تھا ۔ اور ایک روایت میں عطارد بن برز آیا ہے ۔ (یہ فتحہ را و سکون را) یہ شخص بنو وارم بن مالک بن زید مناہ بن تمیم سے تھا (یہ کلام ابو عمر کا ہے) امام بخاری اور احمد بن حنبل وغیرہ کی رائے ہم لکھ آئے ہیں ۔ فی الجملہ اس نام کے بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے ۔

ہمیں خطیب عبداللہ بن احمد بن عبدالقاہر طوسی نے ، اسے ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسین نے اسے حسن بن احمد ابراہیم بن شاذان نے اسے عثمان بن احمد بن سماک نے اسے حسن بن سلام نے اسے عثمان نے اُسے حماد بن سلمہ نے اور اسے ابو العشراء نے اور اسے اس کے والد نے بتایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ! کیا سوائے حلق اور لبہ (وہ مقام جہاں گردن کے نچلے حصے میں ایک گڑھا ہوتا ہے) کے ذبح کرنے کی اور کوئی صورت بھی ہے ۔ آپ نے فرمایا : اگر تو ران پر زخم لگا دے ، تو اسے بھی ذبح سمجھا جائے گا ۔ عفان سے روایت ہے ، میں نے ابو العشراء کو کہتے سُنا ۔ بخدا اگر تو اس کی ران پر وار کرے گا ۔ تو تیرے لیے یہ جائز ہوگا ۔

ابو العشراء نے اپنے والد سے اس کے سوا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی ۔ ان سے حماد نے یہ حدیث سُنی ۔ اور

ان سے ائمہ حدیث، سفیانِ ثوری اور شعبہ وغیرہ نے روایت کی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن قیس بن بجید (رضی اللہ عنہ)

بنی رواس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ؛ یہ صاحب حمید اور جنبذ کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ہمیں عبدالرحمن بن عوف بن خالد بن عفیف بن بجید نے بتایا کہ حمید اور جنبذ دونوں خراسان کے رؤسا میں سے تھے۔ اور کوفے میں آلِ حمید کے سوا بنو بجید کا کوئی آدمی نہیں رہتا تھا۔ وہ سب شام کو کوچ کر گئے تھے ہشام نے جناب مالک کے بیٹے عمرو کو حضورؐ کا صحابی گردانا تھا۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن قیس بن خیثمہ (رضی اللہ عنہ)

ابنِ شاہین نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے۔ ابو خیثمہ مالک بن قیس بن ثعلبہ بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عمرو بن عوف بن خزرج۔ سوائے بدر کے تمام غزوات میں حضورؐ کے ساتھ شریک رہے۔ اور غزوہ تبوک کے موقعہ پر جب حضورؐ نے ادھر کو کوچ فرمایا، تو یہ صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دے سکے، اور پیچھے رہ گئے اور چند دنوں کے بعد مدینے سے حضورؐ کے تعاقب میں چل دیئے اور دس دن کے بعد اسلامی لشکر سے جا کر مل گئے۔

ہمیں عبیداللہ بن احمد نے اپنے استاد یونس سے اس نے ابنِ اسحاق سے یوں روایت کی کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا کہ ابو خیثمہ، بنو سالم کا بھائی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک کو روانگی کے بعد گرم دنوں میں اپنے گھر آگیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی دونوں بیویوں نے اپنے اپنے کمروں کو اس کی پذیرائی کے لیے سجایا ہوا تھا۔ اور ٹھنڈے پانی کے علاوہ عمدہ عمدہ کھانوں کا بندوبست کر رکھا تھا۔ جب گھر کے دروازے پر پہنچے اور اپنی بیویوں کو سجے سجائے کمروں اور کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ حضور اکرمؐ قیامت کی اس تپش اور گرم ہوا کے جھکڑوں میں صحراؤں کی تپتی ریت میں محوِ سفر ہوں اور میں یہاں ٹھنڈے پانی، خوشگوار موسم، دل فریب حسین عورتوں کی صحبت سے لطف اندوز ہوں۔ بخدا میں ان کمروں میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس مہم میں شامل ہو کر تلافی مافات نہ کر لوں۔ چنانچہ زادِ سفر اٹھایا اور بہ مقام تبوک جا پہنچے، صحابہ نے ایک شتر سوار کو دور سے دیکھا تو حضور اکرمؐ کو اطلاع دی۔ حضورؐ نے فرمایا ہو سکتا ہے ابو خیثمہ ہو۔ جب انھوں نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور تمام واقعہ گوش گزار کیا تو آپؐ نے تحسین فرمائی اور ان کے لیے دعا کی۔ یہ وہی صاحب ہیں جنھوں نے غزوہ تبوک کے چندے میں ایک صاع کھجوریں پیش کی تھیں اور منافقین نے مذاق اڑایا تھا۔ اس پر قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی تھی۔ اَلَّذِیۡنَ یَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ فِی الصَّدَقٰتِ: (جو لوگ ان

مسلمانوں پر (جو اپنی خوشی سے جہاد میں شریک ہوئے ہیں) انگشت نمائی کرتے ہیں الخ) ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن قیس ابوصرمہ انصاری المازنی (رضی اللہ عنہ)

اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ اور مدنی ہیں۔ ابن مندہ سے روایت ہے۔ کہ ابن ابی خیثمہ نے بروایت احمد بن حنبل ذیل کی حدیث ان سے منسوب کی ہے "جو شخص کسی کو دکھ دیتا ہے، خدا اسے دکھ دیتا ہے" کنیتوں کے عنوان کے تحت ہم ان کے مزید حالات لکھیں گے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن کعب الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، لیکن صحیح روایت کعب بن مالک ہے۔ عبدالوہاب بن بجدہ نے ولید بن مسلم سے اس نے مرزوق بن ابی ہذیل سے اس نے زہری سے، اس نے عبدالرحمان بن کعب سے۔ اس نے عبداللہ بن کعب سے، اس نے اپنے چچا مالک بن کعب سے روایت بیان کی کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبائل عرب کے تعاقب سے واپس مدینہ میں تشریف لے آئے تو آپ نے زرہ اتاری، خوشبو لگائی اور غسل فرمایا۔ یہ روایت اسی طریقے سے ابن بجدہ نے ولید سے بیان کی ہے۔ اس نے صحابی کا نام مالک بن کعب بتایا ہے۔ حالانکہ صحیح نام کعب بن مالک ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن مالک الجنی (رضی اللہ عنہ)

محمد بن خلیفۃ الاسدی نے حسن بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا، کہ میں آپ کو ایک ایسی بات سناتا ہوں، جسے سن کر آپ کو تعجب ہوگا۔ مجھے خریم بن فاتک الاسدی نے بتایا کہ میں ایک دفعہ ایک اونٹ کی تلاش میں گھر سے نکلا۔ وہ مجھے ابرق العزاف کے مقام پر مل گیا میں نے اسے رسی سے باندھ دیا۔ اور اس کی اگلی ٹانگوں پر تکیہ لگا کر بیٹھ گیا۔ یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ کی بعثت ہوئی تھی۔ میں نے کہا، میں اس وادی کے بڑے جن سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور لوگ اسی طرح کہا کرتے تھے اتنے میں ہاتف کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا:

(۱) وَيْحَكَ عُذْ بِاللّٰهِ ذِي الْجَلَالِ مُنَزِّلَ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ

ترجمہ: تیرا بھلا نہ ہو، تو خدائے ذوالجلال کے لیے یہ بات کہنے سے رک جا۔ کیونکہ وہی حلال و حرام کے احکام نازل کرنے والا ہے۔

(۲) وَوَحِّدِ اللّٰهَ وَلَا تُبَالِ مَا هَوْلُ ذِي الْجِنِّ مِنَ الْأَهْوَالِ

(ترجمہ) تم خدا کو ایک تسلیم کرو اور کسی کی پرواہ نہ کرو۔ جنوں کے ڈر کی بھلا کیا حیثیت ہے۔
اس کے علاوہ بھی اس نے بہت کچھ کہا تھا۔ میں نے جواباً کہا۔

یَا اَیُّهَا الْهَاتِفُ مَا تَخَیَّلُ اُرْشُدٌ عِنْدَکَ اَمْ تَضْلِیْلُ

(ترجمہ) اے ہاتف تم نے یہ کیا چکر چلایا ہوا ہے۔ تم میری راہنمائی کرنا چاہتے ہو یا راہِ راست سے بھٹکانا چاہتے ہو۔
ہاتف نے جواب میں کہا۔

(۱) هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ذُوالْخَیْرَاتِ جَاءَ بِیَاسِیْنَ وَحَامِیْمَاتِ

(ترجمہ) یہ اللہ کے رسول ہیں، جو بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔ جو یاسین اور حامیم لے کر آئے ہیں۔

(۲) وَسُوَرٍ بَعْدَ مُفَصَّلَاتِ مُحَرَّمَاتٍ وَمُحَلَّلَاتِ

(ترجمہ) اور مفصّل سورتوں کے علاوہ اور سورتیں بھی لائے۔ جن میں حرام حلال (جائز ناجائز) کی فہرست دی گئی ہے۔

(۳) یَاْمُرُ بِالصَّوْمِ وَبِالصَّلٰوۃِ وَیَزْجُرُ النَّاسَ عَنِ الْهَنَاتِ

(ترجمہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز روزے کا حکم دیتے ہیں اور انہیں لہو لعب سے روکتے ہیں۔

ان اشعار کے بعد میں نے اس سے پوچھا، تم کون ہو، اس نے کہا میں مالک بن مالک ہوں۔ مجھے حضور اکرم نے نصیبین (نجد) کے جنوں کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر ایسا کوئی شخص ہو، جو مجھے اپنا یہ اونٹ دے دے تاکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اسلام قبول کر لوں، اس نے کہا۔ میں یہ اونٹ اس شرط پر تمہیں دیتا ہوں کہ تم یہ امانت صحیح سلامت اس کے مالک کے گھر پہنچا دو۔ میں مدینے میں حضور کی خدمت میں اس وقت پہنچا جب لوگ نماز جمعہ ادا کرنے کو جا رہے تھے۔ جب میں نے اپنی سواری کو بٹھایا، تو حضرت ابوذر مسجد نبوی سے نکلے اور مجھے مسجد میں داخل ہونے کو کہا۔ مجھے دیکھ کر حضور اکرم نے فرمایا، کیا تمہیں علم ہے کہ جس شخص کو تم نے اونٹ دیا تھا اس نے اسے صحیح سالم تمہارے گھر پہنچا دیا ہے۔ میں نے کہا، اللہ اسے نیک بدلہ دے، حضور نے اس پر آمین کہی۔ میں ایمان لے آیا اور میں نے اپنے طور اطوار بدل لیے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی۔

(سیدنا) مالک بن منخلہ (رضی اللہ عنہ)

ان کا ذکر اس مکتوب میں ہے۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعہ بن ذی یزن کو لکھا تھا۔ اس کا ذکر جعفر نے کیا ہے، اور ابو موسیٰ نے اختصار سے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن مرارہ الرھاوی (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ان کا نام ابن مرہ اور دوسری میں ابن فزارہ ہے، لیکن صحیح ابن مرہ ہے۔ حمید بن عبدالرحمان نے ابن مسعود سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو وہاں مالک بن مرارہ بیٹھے ہوئے تھے اور عطاء بن یسیرہ نے مالک بن مرارہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہ بہشت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا، جس کے دل میں رائی کے برابر بھی غرور ہوگا اور اسی طرح وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا" اس کی تخریج تینوں نے کی ہے۔ ابو عمر لکھتا ہے کہ مالک بن مرارہ کا شمار صحابہ میں نہیں ہوتا۔ عبدالغنی بن سعید کی رائے ہے کہ مالک بن مرارہ کو حضور اکرم کی صحبت میسر آئی۔ ان کا سلسلہ نسب رہا بن یزید بن حرب بن علہ بن خالد بن مالک بن ادد سے ملتا ہے، جو مذحج کی ایک شاخ تھی۔ ابن الکلبی لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن مرارہ کو یمن میں بھیجا تھا اور طانجہ، واہبا اور سہا ان کے بیٹے تھے۔

(سیدنا) مالک المری بن ابی غطفان (رضی اللہ عنہ)

امام بخاری نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور ان سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن مرزد الرہادی (رضی اللہ عنہ)

ابن اسحاق نے ان کی ولدیت مرہ لکھی ہے ابو موسیٰ نے اسی طرح اس کی تخریج کی ہے اور جو لوگ ان کا نام مالک بن مرارہ بتاتے ہیں۔ ان سے اس نام کے پڑھنے میں غلطی ہوئی ہے۔

(سیدنا) مالک بن مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن البدن بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدۃ الانصاری الخزرجی الساعدی، یہ صحابی ابواسید الساعدی کے چچا زاد بھائی تھے۔ بدر اور احد کے غزوات میں شامل رہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ تینوں نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن اسرف (رضی اللہ عنہ)

بن اسد بن عبد مناہ بن عائذ بن ابن السعد العشیرۃ السعدی العائذی، بقول ابن الکلبی یہ صحابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

(سیدنا) مالک بن نضلہ (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ان کا نام مالک بن عوف بن نضلہ بن خدیج بن جبیب بن حدید بن غنم بن کعب بن عصیمہ بن جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن الجشمی مذکور ہے۔ یہ صاحب ابوالاحوص جشمی کے والد اور عبد اللہ بن مسعود کے ساتھی تھے۔ ان سے ابوالاحوص نے جن کا نام عوف بن مالک تھا، روایت کی ہے۔ ہمیں ابراہیم بن محمد وغیرہ نے اس اسناد سے جو ابو عیسیٰ ترمذی تک پہنچتا ہے بتایا کہ ہم سے بندار، احمد بن منیع اور محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہمیں ابو احمد نے سفیان سے اُس نے ابو اسحاق سے اُس نے ابوالاحوص سے اس نے اپنے والد سے یہ روایت بیان کی کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "یارسول اللہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرتا ہوں۔ وہ نہ تو مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور نہ مجھے مرحبا ہی کہتا ہے۔ اگر کبھی اس کا گزر میرے پاس سے ہو تو کیا میں بھی اس سے ایسا ہی سلوک کروں" فرمایا نہیں بلکہ تم اس کی خاطر مدارات کرو۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میرا لباس میلا کچیلا ہے، دریافت فرمایا، تمہاری مالی حالت کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! اللہ کے فضل سے اونٹ ہیں۔ بھیڑ بکریاں ہیں۔ فرمایا، اپنے لباس کا بھی خیال رکھا کرو۔ سبیعی سے شعبہ، اسرائیل، زہیر اور فطر بن خلیفہ اور جریر بن حازم وغیرہ اور کئی ائمہ نے روایت کی، تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن نمط الہمدانی (رضی اللہ عنہ)

خارفی، الیامی، ارحبی (حسب روایت مختلفہ) ابن الکلبی کے قول کے مطابق ان کا نام نمط بن قیس بن مالک بن سعد بن مالک بن لائی بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب اور اس کا نام مرہ بن دعام بن مالک بن معاویہ بن صعب بن دومان بن بکیل بن جشم بن حیوان بن نوف بن ہمدان ہے اور ان کی کنیت ابو ثور ہے۔ یہ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا جس میں انھیں جاگیر دی گئی تھی۔
ان کی حدیث کو غریب احادیث جمع کرنے والوں اور اہل الاخبار نے اس کی غرابت کی وجہ سے مفصلاً بیان کیا ہے لیکن محدثین کی حدیث مختصر ہے۔ ابو اسحاق ہمدانی سے مروی ہے کہ ہمدان کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن میں ابو ثور مالک بن نمط بھی تھے (ان کے لمبے لمبے بال تھے) ان کے علاوہ مالک بن ایفع ضمام بن مالک السلمانی اور عمیرہ بن مالک الخارفی بھی تھے۔ انھوں نے حضور سے اس وقت ملاقات کی۔ جب آپ تبوک سے واپس آرہے تھے۔ ان لوگوں نے لکیر دار یمنی چادریں اور عدنی پگڑیاں باندھ رکھی تھیں اور مہری اور ارحبی اونٹنیوں پر سوار تھے۔ اس موقعہ پر جناب مالک

بن نمط درج ذیل رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

اِلَیْکَ جَاوَزْنَ سَوَادَ الرِّیْفِ ۔ فِیْ هَبَوَاتِ الصَّیْفِ وَالْخَرِیْفِ ۔ مُخَطَّمَاتٌ بِحِبَالِ اللِّیْفِ ۔

۱۔ ہم آپ کی خدمت میں ایسے علاقے سے آئے ہیں جن کی بعض زمینوں میں فصلیں ہیں اور کچھ بنجر ہیں۔

۲۔ وہاں گرمیوں اور سردیوں میں غبار آلود ہوائیں چلتی ہیں۔

۳۔ ایسی اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئے ہیں جن کی ناک میں کھجور کی چھال کی مہاریں ہیں۔

اس کے علاوہ بھی جناب مالک نے اپنے بہت سے فصیح و بلیغ اشعار سنائے۔ حضور اکرم ؐ نے اہل وفد کو ایک فرمان لکھ کر دیا۔ جس میں انہیں وہ جاگیریں عطا کیں، جو انھوں نے مانگیں۔ جناب مالک بن نمط کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ انھیں ان کا عامل مقرر کر دیا تھا اور بنو ثقیف کے خلاف انھیں جہاد کا حکم دیا۔ چنانچہ جب بھی ان کا کوئی دستہ فوج باہر نکلتا۔ اس پر حملہ ہو جاتا۔

(۱) ذَکَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ فَحْمَةِ الدُّجٰی وَنَحْنُ بِاَعْلٰی رَحْرَحَانٍ وَصَلْدَدٍ

(ترجمہ) میں نے کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت یاد کیا، جب کہ ہم رحرحان (پہاڑ) اور اس کی چٹانوں کی چوٹی پر تھے۔

(۲) وَهُنَّ بِنَا خُوْصٌ طَلَائِحُ تَعْتَلِیْ بِرُکْبَانِهَا فِیْ لَاحِبٍ مُتَمَدَّدٍ

(ترجمہ) ہماری اونٹنیاں ہمیں نشیب میں لا رہی تھیں اور تھک گئی تھیں۔ یہ اونٹنیاں اپنے سواروں کو لیے صاف اور کشادہ راہوں کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔

(۳) عَلٰی کُلِّ فَتْلَاءِ الذِّرَاعَیْنِ جَسْرَةٍ فَمَرَّ بِنَا مَرَّ الْهِجَفِّ الْخَفَیْدَدِ

(ترجمہ) ان کی مضبوط ٹانگوں پر گھنے بال تھے اور وہ ہمیں یوں اڑائے لیے جا رہی تھیں جس طرح کہ تیز رفتار شتر مرغ بھاگتا ہے۔

(۴) حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ اِلٰی مِنًی صَوَادِرَ بِالرُّکْبَانِ مِنْ قَضْبِ قَرْدَدٍ

(ترجمہ) میں ان تیز رفتار اونٹنیوں کے ساتھ منی کو چل دیا۔ اور اپنے ہم سفر سواروں کے ساتھ تر بہ تر گھٹا سے سیراب ہوئے۔

(۵) بِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْنَا مُصَدَّقٌ رَسُوْلٌ اَتٰی مِنْ عِنْدِ ذِی الْعَرْشِ مُهْتَدِیْ

(ترجمہ) ہمیں بتایا گیا کہ رسول کریم جو ہم میں موجود ہیں، وہ صادق ہیں اور آپ ہی وہ رسول ہیں، جو راہِ راست دکھانے والے خدا کی طرف سے فرستادہ ہیں۔

(۶) لَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَۃٍ فَوْقَ رَحْلِھَا اَشَدَّ عَلٰی اَعْدَائِہٖ مِنْ مُحَمَّدٍ

(ترجمہ) آج تک کسی اونٹنی کے کجاوے سے، کسی شخص نے اپنے دشمنوں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت تر حملہ نہیں کیا۔

(۷) وَاَعْطٰی اِذَا مَا طَالِبُ الْعُرْفِ جَاءَہٗ وَاَمْضٰی بِحَدِّ الْمَشْرِفِیِّ الْمُھَنَّدِ

(ترجمہ) جب بھی کوئی مالی امداد مانگنے والا آپ کی خدمت میں آتا ہے، تو آپ سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں ہوتا۔ اور جب آپ مشرفی ہندی تلوار سے ضرب لگاتے ہیں۔ تو ایسی کاری ضرب اور کوئی نہیں لگا سکتا۔

ہشام الکلبی سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والے جناب مُطے تھے اور حضورؐ نے انھیں اپنے فرمان میں جو جاگیر عطا کی تھی، وہ آج تک ان کے تصرف میں ہے۔ ابو عمر نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن نمیر (رضی اللہ عنہ)

ابوبکر نے ابوعلی سے اس نے ابوبکر بن مقری سے اس نے ابویعلی الموصلی سے اُس نے ابوربیع الزہرانی سے اس نے محمد بن عبداللہ سے اُس نے عصام بن قدامہ سے اس نے مالک بن نمیر النمیری سے بیان کیا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جلسہ فرماتے، تو اپنا دایاں ہاتھ ران پر رکھ دیتے اور انگلی سے اس طرح اشارہ فرماتے۔ یہ ابن ابی علی نے بیان کیا، اور ابراہیم بن منصور نے ابن مقری سے اس کے اسناد سے روایت کی ہے، اس نے مالک بن نمیر سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ اس کی تخریج ابوموسیٰ نے کی ہے۔

(سیدنا) مالک ابن نمیلہ (رضی اللہ عنہ)

نمیلہ ان کی ماں کا نام ہے۔ یہ صاحب ہیں مالک بن ثابت المزنی جو بنو معاویہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کے حلیف تھے۔ غزوۂ بدر میں شامل تھے۔ غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے۔ یہ قول ہے ابراہیم بن سعد کا جو ابن اسحاق سے مروی ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن نویرۃ (رضی اللہ عنہ)

بن حمزہ بن شداد بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع التیمی: یہ بھی متمم بن نویرہ کا بھائی تھا۔ یہ صاحب حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور آپؐ نے انھیں بنو تمیم سے کچھ صدقات وصول کرنے پر مقرر فرما دیا۔

جب حضور اکرمؐ فوت ہو گئے اور کئی عرب مرتد ہو گئے اور سجاح نے خروج کر کے نبوت کا دعویٰ کیا، مالک نے اس

سے صلح کر لی لیکن انھوں نے اسلام کو نہ چھوڑا اور بطاح میں قیام کیا۔ جب خالد بن ولید بنو اسد اور غطفان سے فارغ ہوئے تو وہ مالک کے لیے بطاح پہنچے۔ وہاں سے سب لوگ مالک کے کہنے پر تتر بتر ہو گئے تھے۔ حضرت خالد نے جنگی قیدیوں کو برائے حفاظت تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد وہ مالک بن نویرہ اور ان کے ہم قبیلہ چند آدمیوں سے ملے۔ خالد بن ولید کا فوجی دستہ ان لوگوں کے بارے میں اختلاف کا شکار ہو گیا۔ ان لوگوں میں ابو قتادہ بھی شامل تھے اور ان کی شہادت یہ تھی کہ اس قبیلے کے لوگوں نے اذانیں دیں اور نمازیں پڑھیں۔ بوجہ اختلاف اس سرد رات کو انھیں بند کر دیا گیا۔ بعد میں از جانب خالد بن ولید منادی کرائی گئی اور منادی کرنے والے نے عربی کا ذو معنی لفظ کیا۔ جس کے ایک معنی یہ بھی تھے کہ قیدیوں کو قتل کر دو۔ جب شور و غوغا اٹھا اور جنابِ خالد تحقیق حالات کے لیے باہر نکلے، تو مالک بن نویرہ قتل ہو چکے تھے۔ انھوں نے مالک کی بیوی سے نکاح کر لیا۔

جب دربار خلافت میں یہ خبر پہنچی، تو حضرت عمر نے جناب خلیفہ سے اس دست درازی کے خلاف احتجاج کیا اور خلیفہ کو مجبور کیا کہ ان سے انتقام لیا جائے۔ حضرت ابو بکر نے ان کی طرف سے یہ عذر پیش کیا کہ خالد سے یہ فعل غلط فہمی کی بنا پر سرزد ہوا ہے اور میں اس تلوار کو جسے اللہ نے دشمنان دین پر مسلط کر رکھا ہے۔ رسوا نہیں کرنا چاہتا۔ چنانچہ انھوں نے بیت المال سے خون بہا ادا کر دیا۔

جب خالد بن ولید دربارِ خلافت میں پیش ہوئے، تو حضرت عمر نے ان سے کہا "اے اللہ کے دشمن! تم نے ایک مسلمان کو قتل کر کے اس کی بیوی سے بدکاری کی۔ ہم تمہیں سنگسار کریں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس رات کو مالک اور ان کے رفقاء کو قابو کر لیا گیا تو مسلمانوں نے انھیں کہا کہ اچھا اگر تم سچ کہتے ہو تو ہتھیار رکھ دو اور نماز پڑھ کر دکھاؤ۔ اس پر مالک نے کہا "میں باور نہیں کر سکتا کہ تمہارے آقا نے تمھیں ایسا حکم دیا ہوگا" جنابِ خالد نے کہا۔ تمہاری اس گفتگو سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے آقا نہیں ہیں۔ چنانچہ اس عذر لنگ کا سہارا لے کر انہیں قتل کرا دیا۔

اس ناگوار واقع کے بعد جناب مالک کے بھائی متمم دربارِ خلافت میں آئے اور خون بہا کا دعویٰ کیا۔ جو خلیفہ نے بیت المال سے ادا کر دیا اور ان کے قیدی چھوڑ دیے گئے۔ طبری اور کئی اور ائمہ حدیث نے اس واقعہ کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ طبری وغیرہ نے صحابہ سے اس واقعہ سے عجیب تر اور مستبعد تر واقعات نقل کیے ہیں۔ اس کا عدم ذکر باعثِ تعجب ہے۔

جنابِ مالک کے ارتداد کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت عمر نے جنابِ خالد سے کہا تھا کہ تم نے ایک مسلمان کو قتل

کیا ہے اور جناب ابوقتادہ کی شہادت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اذانیں دیں اور نمازیں پڑھیں۔ خلیفہ نے ان کے قیدی چھوڑ دیئے اور خون بہا بیت المال سے ادا کر دیا۔ ان باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مالک بن نویرہ مسلمان تھے۔

متمم بن نویرہ نے اپنے بھائی مالک کے بارے میں اپنے خیالات بایں الفاظ بیان کیے ہیں۔ "مالک اڑیل گھوڑوں اور سست قدم اونٹوں پر اندھیری سرد راتوں میں سوار ہو کر پانی سے بھری مشکیں لیے نکلتا۔ اس نے تنگ ساجبہ اوڑھا ہوتا اور خطی نیزہ اپنی ران اور رکاب کے درمیان اڑس کر رکھا ہوتا۔ رات بھر چلتا رہتا اور جب صبح ہوتی۔ تو اس کا چہرہ اس طرح سکرا رہا ہوتا، گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ اللہ اس پر رحم فرمائے۔

(سیدنا) مالک بن ہبیرہ بن خالد بن مسلم الکندی الکوفی (رحمۃ اللہ علیہ)

ان کا شمار مصریوں میں ہوتا ہے۔ ان سے ابوالخیر مرثد بن عبداللہ الیزنی نے روایت کی ہے۔ جناب مالک امیر معاویہ کی فوجوں کے کماندار رہے ہیں۔ ہمیں اسماعیل بن علی اور ابراہیم وغیرہ نے اس اسناد سے جو ترمذی تک پہنچتا ہے بتایا کہ ان سے ابوکریب نے اور اس سے عبداللہ بن مبارک اور یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے اس نے یزید بن ابی حبیب سے اس نے مرثد بن عبداللہ الیزنی سے بیان کیا کہ جب مالک بن ہبیرہ کسی شخص کی نماز جنازہ پڑھاتے، تو وہ آدمیوں کی تین صفیں بنایا کرتے اور کہتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نمازِ جنازہ میں تین صفیں بناتا ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ بہت بڑی بھلائی کرتا ہے۔ یہ روایت ابن اسحاق نے کئی آدمیوں سے روایت کی۔

ابراہیم بن سعد نے بھی ابن اسحاق سے یہ روایت نقل کی ہے، لیکن انھوں نے مرثد اور مالک کے درمیان حارث بن مالک بن مخلد کو داخل کر دیا ہے۔ اس کی تینوں نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن ہدم (رضی اللہ عنہ)

ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے اس نے ربیعہ بن لقیط سے، اس نے مالک بن ہدم سے روایت کی کہ ہم ایک لڑائی میں تھے، اور عمرو بن العاص ہمارے امیر تھے اور عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بھی اس دن وہیں تھے۔ سوئے اتفاق سے اس دن ہمارے ہاں راشن کی شدید قلت تھی، میں تلاشِ معاش میں نکلا اور ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزرا، جو کسی ایسے آدمی کے انتظار میں تھے، جو انہیں بکری ذبح کر دے۔ میں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ انھوں نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے بکری کو ذبح کیا۔ کھال اتاری اور گوشت کو حسبِ ہدایت کاٹا۔ انھوں نے مجھے حق الخدمت ادا کیا اور میں وہ گوشت لیے کیمپ میں آ گیا اور اسے پکایا اور حضرت عمر کی خدمت میں پیش کیا۔ ان کے پوچھنے پر جب میں نے واقعہ بیان کیا، تو انھوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ اسی طرح ابوعبیدہ بن جراح نے بھی کھانا گوارا نہ کیا۔ آخر میں حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر صرف اتنا فرمایا: "بکری والا" ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک بن ولید** (رضی اللہ عنہ)

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ خالد بن ولید نے، مالک بن جبر الزیادی سے روایت کی کہ جناب مالک نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ اگر تمھیں امارت دی جائے تو ادھر کو ایک قدم بھی مت اٹھاؤ، اور اگر کسی آدمی سے معاہدہ کرو تو اس سے ایک کوئی بھی مت قبول کرو اور اسی طرح یہ بھی فرمایا میں حاکم کی برائی کی وجہ سے اس کے خلاف بغاوت نہ کروں۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک بن وہب الخزاعی** (رضی اللہ عنہ)

عبدالعزیز بن ابوبکر بن مالک بن وہب الخزاعی نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا مالک بن وہب سے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے سلیط اور سفیان بن عوف الاسلمی کو دشمن کے لشکر کے بارے میں اطلاع فراہم کرنے کے لیے جنگ احزاب کے موقعہ پر مامور فرمایا۔ جب وہ صحرا میں پہنچے تو ابوسفیان کے لشکر سے آمنا سامنا ہو گیا اور اس چپقلش میں یہ دونوں صحابی مارے گئے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا یا جب ان کی لاشیں آپؐ کے سامنے لائی گئیں۔ تو آپؐ نے حکم دیا کہ دونوں شہیدوں کو ایک قبر میں دفن کر دیا جائے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مالک بن وہیب** (رضی اللہ عنہ)

بن مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی ابووقاص والد سعید بن ابی وقاص: عبدان نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے اور لکھا ہے، کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنھوں نے حبشہ کو ہجرت کی تھی، ان سے کوئی حدیث مروی نہیں ان کی وفات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حین حیات میں ہوئی۔ اس کی تخریج ابوموسیٰ نے کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ہم نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے عبدان سے اتفاق کیا ہو۔

(سیدنا) **مالک بن یخامر** (رضی اللہ عنہ)

(ایک روایت میں اُخامر آیا ہے) مذکور ہے کہ انھیں حضور اکرمؐ کی صحبت میسر آئی۔ انھوں نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے۔ خود ان سے معاویہ بن ابوسفیان، جبیر بن نفیر اور مکحول وغیرہ نے روایت کی ہے۔ یہ صحابی اہل حمص سے تھے انھوں نے ۶۹ یا ۷۰ ہجری میں وفات پائی۔ ابوعمر نے اسکی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن لیسار السکونی العوفی (رضی اللہ عنہ)

ان سے ابو بحریہ نے روایت کی۔ ان کا شمار اہلِ شام میں ہوتا ہے۔ ہمیں یحییٰ بن ابی الرجاء اصفہانی نے اس اسناد سے جو ابن ابی عاصم تک جاتا ہے۔ بتایا کہ اس سے محمد بن عوف نے، اس سے محمد بن اسماعیل بن عیاش نے اس سے میرے والد نے، اس نے ضمضم بن زرعہ سے اس نے شریح بن ابی عبید سے اس نے ابو ظبیہ سے اس نے ابو بحریہ السکونی سے اُس نے مالک بن لیسار السکونی العوفی سے روایت کی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم اللہ سے کوئی چیز مانگو، تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو سیدھا رکھو نہ کہ الٹا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابن مندہ کے قول کے مطابق ان سے ابن بجدہ نے روایت کی، نہ کہ ابن بحریہ سے۔ بقولِ ابو نعیم اس سلسلے میں ابن مندہ کو اشتباہ ہوا ہے۔ صحیح نام ابو بحریہ ہے۔

باب: میم و با

(سیدنا) مبرح بن شہاب الدین (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن ربیعہ بن سحیت بن شرحبیل الیافعی؛ یہ ابن مندہ اور ابو نعیم کا قول ہے۔ ابو عمر نے ان کا سلسلۂ نسب یوں لکھا ہے: مبرح بن شہاب بن حارث الرعینی۔ یہ بنو رعین کے ان لوگوں میں شامل تھے، جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ صحابی فتح مصر کے موقع پر حضرت عمرو بن العاص کے میسرہ کے کماندار تھے۔ ابو سعید بن یونس کا قول ہے کہ ان کی سکونت فسطاط کے نواح میں تھی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مبشر بن ابیرق (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام حارث بن عمرو بن حارث بن ہیثم بن ظفر الانصاری، اوسی ظفری تھا۔ یہ صاحب اپنے دونوں بھائیوں بشر اور بشیر کے ساتھ غزوۂ اُحد میں موجود تھے۔ ہم نے بشر اور مبشر کا ذکر تو کیا ہے، لیکن بشیر کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ وہ مرتد ہو گیا تھا اور حالتِ کفر میں مرا۔ ابن ماکولا کا بیان ہے کہ جناب مبشر کو حضور کی صحبت میں حاضری کا موقع ملا تھا اور انھوں نے استقامت کا مظاہرہ کیا۔ ان بھائیوں کا ذکر قتادہ بن نعمان کی حدیث میں آیا ہے۔

ہمیں اس بارے میں ابو عیسیٰ ترمذی کے اسناد سے کئی آدمیوں نے بتایا کہ ہم سے محمد بن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا قتادہ بن نعمان سے بیان کیا کہ ہمارے کچھ اعزہ تھے، جنھیں بنو ابیرق

کہتے تھے، وہ تین بھائی تھے، مبشر، بشر اور بشیر۔ آخر الذکر منافق تھا۔ اور صحابہ کی ہجو میں شعر کہتا تھا اور بعض لوگ اسے کچھ دے دلا کر اس کی ہمت افزائی کرتے تھے اور ہم لبید بن سہل کے تذکرے میں یہ ذکر کر آئے ہیں۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) بشر بن براء بن معرور (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب ان کے والد براء کے تذکرے میں لکھ آئے ہیں۔ یہ صحابی بقول ابن الکلبی صلح حدیبیہ اور بیعۃ الرضوان میں موجود تھے

(سیدنا) بشر بن عبد المنذر (رضی اللہ عنہ)

بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس الانصاری الاوسی۔

یہ صاحب غزوۂ بدر میں مع اپنے دونوں بھائیوں، ابولبابہ بن عبد المنذر اور رفاعہ بن عبد المنذر کے شریک تھے۔ جس میں جناب بشر شہید ہو گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے، کہ وہ بمقام خیبر قتل کر دیے گئے تھے۔

ہمیں ابو جعفر نے اپنے اس اسناد سے جو یونس بن بکیر تک پہنچتا ہے۔ ابن اسحاق سے یہ روایت نقل کی کہ بنو امیہ بن زید بن مالک بن عوف سے جو آدمی غزوۂ بدر میں شہید ہوا، وہ مبشر بن عبد المنذر تھے، لیکن لڑائی میں ان کے دو بھائی ابولبابہ اور رفاعہ بھی شریک ہوئے تھے اور بشر لاولد تھے۔

ابولبابہ کے بارے میں یہ روایت مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینے کا حکم مقرر کر کے واپس بھیج دیا تھا۔ اور بعد از فتح مالِ غنیمت سے انہیں برابر کا حصہ عطا فرمایا تھا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

باب میم وتا وثا

(سیدنا) متمم بن نویرہ تمیمی (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا تذکرہ ان کے بھائی مالک کے سلسلے میں کر چکے ہیں۔ یہ صحابی شاعر تھے۔ طبری لکھتا ہے کہ مالک بن نویرہ بن حمزہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو یربوع کے یہاں زکات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ مالک اور ان کے بھائی دونوں مسلمان ہو چکے تھے۔ ابو عمر کہتا ہے کہ مالک کو خالد بن ولید نے قتل کر دیا۔ صحابہ کرام اور بعد کے لوگوں میں ان کے اسلام کے متعلق اچھا خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بہر حال جناب متمم کے اسلام کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ صاحب

بہت اچھے شاعر تھے، بالخصوص ان کے وہ مرثیے لاجواب ہیں۔ جو انہوں نے اپنے بھائی کی موت پر کہے تھے۔

(۱) ہم سالہا سال اپنے قبیلے جذیمہ میں دو مخلص ندیموں کی طرح اکٹھے رہے، یہاں تک کہ لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوگیا تھا کہ یہ کبھی جدا نہیں ہوں گے۔

(۲) باوجود اس طول طویل قرب کے جب ہم دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے۔ تو اب یوں معلوم ہوتا ہے گویا میں اور مالک ایک رات بھی اکٹھے نہیں رہے تھے۔

کہتے ہیں، مالک کی جدائی میں اُنھوں نے اتنے آنسو بہائے تھے کہ آنکھیں بے نور ہوگئی تھیں۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مثعب سلمی (رضی اللہ عنہ)

ابو عمر المحاربی کہتا ہے۔ ابو نعیم انھیں منسوب نہیں کرتا۔ حضرمی اور طبرانی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور اشعث بن ابو الشعثاء نے ان سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں، کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتا تھا۔ صحابہ کرام میں بعض رمضان کے روزے رکھتے تھے، لیکن کوئی شخص بھی دوسرے سے تعرض نہیں کرتا تھا۔ جناب مثعب کا نام حمزہ تھا۔ حضورؐ نے بدل کر مثعب رکھ دیا۔ ابو نصر نے ان کا پورا نام ابو صالح حمزہ بن عمرو الاسلمی لکھا ہے۔ ابو حاتم رازی کے قول کے مطابق ان کا نام مثعب تھا، یا لقب مثعب تھا۔

(سیدنا) مثنیٰ بن حارثہ (رضی اللہ عنہ)

بن سلمہ بن ضمضم بن سعد بن مرہ بن ذہل بن شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ربعی شیبانی، یہ صاحب اپنے قبیلے کے وفد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ ہجری میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں خالد بن ولید سے پہلے عراق پر حملہ کرنے کے لیے انھیں روانہ کیا۔ یہی وہ صاحب ہیں جنھوں نے خلیفہ اور مسلمانوں کو ایران پر چڑھائی کے لیے اُکسایا اور بتایا کہ یہ کام بالکل آسان ہے۔ یہ صحابی بڑے بہادر، دلیر، جید الفکر اور صائب الرای تھے۔ ایرانیوں کے خلاف لڑائیوں میں اُنھوں نے بڑے مصائب اور تکالیف برداشت کیں۔

جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے مختار الثقفی کے والد ابو عبید بن مسعود الثقفی کو مثنیٰ بن حارثہ کی مدد کو روانہ کیا۔ دونوں لشکروں نے جمع ہو کر قس ناطف کے مقام پر ایرانیوں پر حملہ کر دیا۔ جس میں ابو عبید شہید ہوگئے اور مثنیٰ بن حارثہ زخمی ہوگئے اور جنگ قادسیہ سے پہلے اسی زخم سے فوت ہوگئے۔ یہ وہی صاحب ہیں جن کی بیوہ سے سعد

بن ابی وقاص نے نکاح کر لیا تھا۔ اسی خاتون نے جب قادسیہ میں ایرانیوں کو حملہ کرتے دیکھا، تو عربوں کے انداز میں اپنے مرحوم شوہر کو آواز دی، وامثنیاہ! (افسوس کہ مسلمانوں میں آج دوسرا مثنی موجود نہیں ہے) جناب سعد نے سنا، تو خاتون کو ایک تھپڑ لگایا اور پوچھا، تم نے یہ فقرہ مجھے غیرت دلانے کے لیے استعمال کیا ہے، یا مجھے میری بزدلی کا طعنہ دے رہی ہو۔ چنانچہ اَغَیْرَۃٌ وَجُبْنًا عربوں میں ضرب المثل بن گیا۔

جناب مثنی بن حارثہ نے ایرانیوں پر تابڑ توڑ اتنے حملے کیے کہ ہر طرف ان کی بہادری کی دھاک بندھ گئی جعفرت ابوبکر نے دریافت کیا۔ یہ شخص جس کے کارناموں کی خبریں ہم تک پہنچ رہی ہیں، کون ہے۔ ہم اس کے حسب نسب سے ناواقف ہیں۔ قیس بن عاصم نے گزارش کی۔ اے خلیفۃ الرسول! یہ شخص نہ تو گم نام ہے اور نہ مجہول النسب، نہ اس کے اہل قبیلہ تھوڑے ہیں اور نہ اس کی مار دھاڑ میں کمی ہے۔ یہ شخص مثنی بن حارثہ شیبانی ہے۔

جب وہ خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو جناب خلیفہ سے گزارش کی۔ آپ مجھے میرے قبیلے کا امیر بنا کر بھیج دیں میں ایرانیوں سے لڑوں گا۔ اور میرے اہل قبیلہ اس علاقے کے مخالفین کا قلع قمع کر کے رکھ دیں گے۔ خلیفہ نے ان کی گزارش کو پذیرائی بخشی اور جناب مثنی نے حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ پھر انھوں نے اپنے بھائی مسعود بن حارثہ کو طلب کمک کے لیے خلیفہ کے پاس بھیجا۔ انھوں نے خالد بن ولید کو مدد کے لیے روانہ کیا۔ خود جناب خالد کو ایرانیوں سے دو دو ہاتھ کرنے کی زبردست خواہش تھی۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل میں جانے کا پروگرام بنایا، تو حضور قبیلہ شیبان میں بھی تشریف لائے، تو معروق بن عمرو اور مثنی بن حارثہ سے آپ کی ملاقات ہوئی اور آپ نے انھیں (اہل قبیلہ کو) دعوت دی۔ ہم معروق کے تذکرے میں اس قصے کو بیان کریں گے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

باب میم و جیم

(سیدنا) مجاشع بن مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ بن وہب بن عائذ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن امرأ القیس بن بہثہ بن سلیم بن منصور السلمی۔ انھوں نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان سے ابوعثمان النہدی اور کلیب بن شہاب اور عبد الملک بن عمیر نے روایت کی ہے۔ یہ اپنے بھائی مجالد سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے اور جنگ جمل کے موقعہ پر، بصرے میں لڑائی شروع

ہونے سے پہلے ہی قتل ہو گئے تھے۔ صورتِ حال کچھ اس طرح ہے کہ حکیم بن جبلہ نے عبداللہ بن زبیر کو قتل کر دیا۔ مجاشع ابن زبیر کے ساتھ تھے۔ انھوں نے حکیم بن جبلہ کو قتل کیا اور یوں مجاشع بھی قتل کر دیے گئے۔ یہ قول ہے خلیفہ بن خیاط کا۔ باقی لوگوں کی رائے ہے کہ مجاشع اس جنگ میں قتل ہوئے، جہاں حضرت علی، طلحہ اور ابن زبیر موجود تھے، ہم اس واقعہ کو تفصیل الکامل فی التاریخ میں بیان کر چکے ہیں اور جناب مجاشع حضرت عمر کے دورِ خلافت میں اس لشکر کے کماندار تھے جس نے توّج کے شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا اور پھر اسے فتح کر لیا تھا۔

ہمیں ابو یاسر نے بروایت عبداللہ بن احمد بتایا، کہ اس نے اپنے باپ سے سُنا کہ ہم سے ابو المنذر نے۔ اس سے ابو معاویہ نے، اس سے شیبان نے اس سے یحییٰ بن ابو کثیر نے اس سے یحییٰ بن اسحاق نے اس سے مجاشع بن مسعود نے بیان کیا، کہ میں اپنے بھتیجے کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کو حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا چونکہ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہو گئی ہے۔ اس لیے اب بیعت اسلام پر ہو گی۔ اسے تینوں نے تخریج کیا ہے۔

(سیدنا) مجاشع بن سلیم (رضی اللہ عنہ)

ابو موسیٰ کا قول ہے کہ عسکری (یعنی علی) نے مجاشع بن مسعود اور مجاشع بن سلیم میں تفریق کی ہے، حالانکہ دونوں ایک ہیں اور وہ ہے مجاشع بن مسعود از بنو سلیم۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مجاعہ بن مرارہ بن سلمی (رضی اللہ عنہ)

اور ایک روایت میں ابن سلیم بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل حنفی یمامی مذکور ہے۔ جناب مجاعہ اور ان کے والد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور اکرمؐ نے انھیں عودہ، عوانہ اور الجبل کے علاقے بطور جاگیر عطا کیے اور فرمان لکھ کر دیا۔ مجاعہ بنو حنیفہ کے رؤسا میں سے تھے، تحریک ارتداد میں۔ جناب خالد بن ولید سے کچھ واقعات مذکور ہیں جن کا ذکر ہم نے اپنی کتاب الکامل فی التاریخ میں کیا ہے۔ جناب خالد کے ساتھ ایک واقعہ یوں ہے کہ مجاعہ، خالد بن ولید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ انھوں نے مسیلمہ کے آدمیوں کو دیکھا کہ انھوں نے تلواریں نیاموں سے باہر نکالی ہوئی ہیں۔ مجاعہ سے مخاطب ہو کر کہا، "مجاعہ! یہ بزدل تیری قوم کے ہیں"۔ نہیں یہ یمانیہ قبیلے کے لوگ ہیں۔ میرے لوگ تو ایسے ہیں کہ تو ان کی پشت کو نرم نہیں کر سکے گا، جب تک تو اسے چیز نہ دے"۔ کیا تو اپنے قبیلے سے اس شدت سے محبت کرتا ہے"۔ ہاں یہ درست ہے اکیونکہ وہ اولادِ آدم میں سے میرے دست و بازو ہیں۔

ہمیں عبدالوہاب بن علی الامین نے بذریعہ اس اسناد کے جو داؤد سلیمان بن اشعث تک جاتا ہے، بتایا، کہ ہمیں

محمد بن علی نے، اسے عنبر بن عبدالواحد القرشی نے، اسے رحیل بن ایاس بن نوح بن مجاعہ نے اسے ہلال بن سراج بن مجاعہ نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا مجاعہ سے روایت کی۔ کہ وہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی! "یارسول اللہ میرے بھائی کو بنو ذہل کی شاخ بنو سدوس نے قتل کر دیا ہے اس لیے مجھے اس کا خون بہا دیا جائے۔ حضور اکرم نے فرمایا، میں کافروں کا خون بہا نہیں دیا کرتا، لیکن بہرحال میں تیری امداد کروں گا۔ حضور نے انھیں ایک فرمان لکھ دیا کہ بنو ذہل کے مالِ غنیمت سے جو خمس نکالا جائے، اس میں سے سو اونٹ مجاعہ کو دے دیئے جائیں۔

مجاعہ سے ان کے بیٹے سراج کے سوا اور کسی نے روایت نہیں کی۔ ان کی نسبت سلمی کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دادا کا نام سلیم تھا۔ اس کی تخریج تینوں نے کی ہے۔

(سیدنا) مجالد بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البکاء (رضی اللہ عنہ)

(اس کا نام ربیعہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھا) ان کا شمار کوفیوں میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے کاہل نے روایت کی ہے۔ یہ صحابی اور ان کا بھتیجا بشیر بن معاویہ حضور کے دربار میں حاضر ہوئے انھیں حضور اکرم نے سورہ یٰسین، الحمد للہ رب العالمین اور معوذاتِ ثلاثہ پڑھائیں۔ نیز یہ بھی بتایا کہ ہر کام کی ابتدا بسم اللہ سے کی جائے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مجالد (رضی اللہ عنہ)

ابو عشرہ ہجیمی کے والد تھے۔ ہجیم کے تذکرے میں ہم ان کے بارے میں پھر لکھیں گے۔

(سیدنا) مجالد بن مسعود السلمی (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب، ان کے بھائی مجاشع کے تذکرے میں لکھ آئے ہیں۔ مجالد کی کنیت ابو معبد تھی۔ بصرے میں سکونت تھی۔ انھوں نے فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی کی طرح اسلام قبول کیا تھا۔ جناب مجاشع انھیں حضورؐ کی خدمت میں بیعت علی الہجرۃ کے لیے لے گئے تھے، لیکن آپ نے ان کی درخواست مسترد کر دی تھی اور بیعت علی الاسلام والجہاد منظور فرمائی تھی۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے، کہ مجالد جنگ جمل میں شہید ہو گئے تھے، لیکن جناب مجاشع کے بارے میں کچھ نہیں بتایا، حالانکہ اس جنگ میں ان کا قتل یقینی امر ہے۔ ان دونوں بھائیوں سے ابو عثمان کی روایت میں کوئی استبعاد نہیں۔ کیونکہ دونوں اکٹھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور بصرے میں دونوں کی قبریں قریب قریب ہیں۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مجدی الضمری** (رضی اللہ عنہ)

یہ صحابی حضور اکرم کے ساتھ سات غزوات میں شریک رہے۔ ابوالمفرج بن عطی بن مجدی ضمری نے اپنے باپ سے اُس نے اس کے دادا سے روایت کی کہ ہم حضور کے ساتھ غزوۂ مریسیع اور غزوہ بنو المصطلق میں شریک تھے۔ ان جنگوں میں کچھ عورتیں بطور جنگی قیدی ہمارے ہاتھ آئیں۔ ہم نے گزارش کی، یارسول اللہ! کیا ہمیں عزل کی اجازت ہے۔" کرلو اگر تمہاری مرضی ہے تو۔ خدا نے جو روح پیدا کی ہے، وہ قیامت تک باقی رہے گی۔" تینوں نے اس کی تخریج کی ہے ابن مندہ اور ابونعیم کی کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے، لیکن میرے خیال میں غزوۂ مریسیع اور غزوہ مصطلق کے درمیان واؤ نہیں، بلکہ اَو ہے، کیونکہ ایک ہی غزوے کے دو نام ہیں، اور راوی نے بربنائے شک دونوں نام لکھ دیئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) **مجدی بن قیس الاشعری** (رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب ہم ان کے بھائی ابوموسیٰ کے تذکرے میں لکھ آئے ہیں۔ ابوعمر نے ان کے بھائی ابورہم کے ترجمے میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر پر غسانی کا یہ استدراک ہے۔

(سیدنا) **مجذر بن زیاد** (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب ان کے بھائی عبداللہ بن زیاد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ وہ خاندانی لحاظ سے بلوی ہیں، اور انصار کے حلیف تھے۔ یہ وہی آدمی ہیں جنہوں نے زمانۂ جاہلیت میں سوید بن صامت کو قتل کیا تھا اور جنگ بعاث کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ بعد میں مسلمان ہوگئے اور غزوۂ بدر میں شہادت پائی۔

ہمیں بحتری بن ہشام بن خالد بن اسد بن عبدالعزیٰ نے ابوجعفر سے اس نے یونس سے، اس نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ اس سے یزید بن رومان نے اس نے عروہ بن زبیر سے، اس نے ابن شہاب، محمد بن یحییٰ بن حبان اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابوبکر وغیرہ سے غزوۂ بدر کے بارے میں بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میدانِ جنگ میں تمہارا آمنا سامنا بحتری سے ہو جائے تو اسے قتل نہ کرنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص مکے کے ان لوگوں میں سے تھا، جس نے حضور کو قیام مکہ کے دوران میں نہ تو کوئی تکلیف دی۔ اور نہ آپ کے بارے میں کبھی زبان درازی سے کام لیا۔ نیز یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا، جس نے اس رسوائے زمانہ تحریر کو، جس کی وجہ سے بنو ہاشم کو تین برس شعب ابوطالب میں گزارنا پڑے تھے، متروک العمل بنانے میں حصہ لیا تھا۔ اتفاقاً بحتری اور مجذر بن زیاد البلوی کی ملاقات ہوگئی۔ انھوں نے کہا، بحتری! رسول کریم نے ہمیں تمہارے قتل سے منع فرمادیا ہے۔" اس نے

پوچھا، میرے ساتھی (ردیف) کے بارے میں کیا فیصلہ ہوگا۔ جناب مجذر نے کہا اسے تو ہم امان نہیں دے سکتے۔ اس پر بختری نے کہا، میں یہ گوارا کر سکتا ہوں کہ مکے کی عورتیں کہیں، کہ بختری نے اپنی جان بچالی اور رفیق کو مروا دیا چنانچہ دونوں بیکی مقابلے پر تیار ہوگئے۔ مقابلے میں بختری مارا گیا۔ جناب مجذر نے حضور کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا، کہ بختری نے خود مجھے مجبور کر دیا کہ میں اس سے مقابلہ کروں۔ چنانچہ وہ مارا گیا۔

جناب مجذر غزوۂ اُحد میں حارث بن سوید بن صامت کے ہاتھوں مارے گئے، حالانکہ قاتل نے بظاہر اسلام قبول کیا ہوا تھا اور اس تاک میں تھا کہ موقعہ پاکر مجذر کو قتل کر دے۔ غزوۂ اُحد میں جب قریش نے مڑکر مسلمانوں پر حملہ کیا، تو حارث نے پیچھے سے وار کر کے مجذر کو قتل کر دیا اور بھاگ کر مکے چلا گیا، بعد از فتح مکہ اس نے پھر اسلام قبول کر لیا، لیکن حضور اکرم نے اسے مجذر کے قصاص میں قتل کرا دیا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔ اس مقابلے کے دوران میں بختری یہ شعر پڑھتا رہا: ہر دوست اپنے دوست کی حفاظت کرتا ہے۔ تاآنکہ مر جائے یا دوست کے بچاؤ کی کوئی سبیل نکالے۔

(سیدنا) مجزأۃ بن ثور (رضی اللہ عنہ)

بن عفیر بن زہیر بن کعب بن عمرو بن سدوس السدوسی: حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں قتل ہوئے۔ امام بخاری نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن ثابت نہیں اور انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر سے روایت کی ہے۔ یہ صاحب منجوف بن ثور کے بھائی تھے۔ انھوں نے ایرانیوں کے خلاف جنگ میں زبردست حصہ لیا۔ فتح تستر کے موقعہ پر ایک سو ایرانی قتل ہوئے تھے۔ جب ہرمزان گرفتار ہوا، اور حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا تو حضرت عمرؓ نے اسے قتل کا ارادہ کیا۔ کسی نے کہا، کہ میں نے اسے امان دی ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ میں اس شخص کو کیسے پناہ دے سکتا ہوں، جس نے مجزأۃ بن ثور اور براء بن مالک کو قتل کیا ہے۔ ہرمزان مسلمان ہوگیا اور حضرت عمرؓ سے جان بچا لے گیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مجزز المدلجی القائف (رضی اللہ عنہ)

ان کا پورا نسب، مجزز بن اعور بن جعدہ بن معاذ بن عتوارہ بن عمرو بن مدلج الکنانی المدلجی ہے، انھیں مجزز اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جب بھی جنگی قیدی بنائے گئے۔ ماتھے کو زخمی کر لیا۔ ہمیں ابراہیم کے علاوہ اور کئی آدمیوں نے بروایت ابو عیسیٰ ترمذی بتایا کہ ہمیں قتادہ نے، اس نے لیث سے، اس نے ابن شہاب سے اس نے عروہ سے اس نے حضرت عائشہ سے روایت کی، کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اور فرطِ مسرت

سے آپ کا چہرہ مبارک تمتا رہا تھا۔ فرمایا، عائشہ! دیکھو آج عجیب واقعہ پیش آیا۔ آج مجزز نے اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ ان کے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے اور پاؤں ننگے تھے۔ کہنے لگا۔ ان پاؤں کا آپس میں رشتہ ہے۔ ابو عمر اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مجمع بن جاریہ (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی پھر بنی عمرو بن عوف، یہ مدنی تھے اور ان کا باپ ان لوگوں میں شامل تھا۔ جنھوں نے مسجدِ ضرار بنائی تھی۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ مجمع نوجوان تھا جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمع قرآن کے کام میں حصّہ لیا تھا مگر ان کا والد منافق تھا اور مجمع مسجد ضرار میں امامت کرتے تھے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کو جلوا دیا تھا۔

جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے، کسی نے خلیفہ سے درخواست کی کہ جناب مجمع کو مسجد میں امامت کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمر نے انکار کر دیا، کیونکہ وہ مسجد ضرار میں امامت کر چکے تھے۔ جناب مجمع نے قسم کھائی کہ انھیں اس قضیہ کی ہوا تک نہ لگی تھی۔ چنانچہ اجازت مل گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے حضور اکرمؐ کے زمانے میں قرآن سوائے ایک آدھ سورت کے جمع کر رکھا تھا ہمیں ابوالفرج بن ابوالرجا نے اسے ابو علی حسن بن احمد نے بتایا کہ جناب مجمع قرآن کی قرأت کرتے اور ہمیں بیٹھا سنا کرتا۔

ہمیں احمد بن عبداللہ نے بتایا، کہ ہم سے عبداللہ بن جعفر الجائزی نے اور اسے محمد بن احمد بن مثنی نے اور اسے جعفر بن عون نے، اسے زکریا بن ابی زائدہ نے اور اسے عامر نے بتایا، کہ حضور اکرم کے زمانے میں چھ آدمیوں نے قرآن جمع کیا تھا اور وہ سب انصار تھے، معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابی بن کعب، ابوالدرداء، اسعد بن عبید اور ابوزید۔ جب حضور اکرمؐ نے انتقال فرمایا، تو جناب مجمع کے پاس صرف ایک یا دو سورتیں رہ گئی تھیں۔

ان سے ان کے بھتیجے عبدالرحمان بن یزید بن جاریہ اور یعقوب بن مجمع اور عکرمہ بن سلمہ نے بتایا کہ اسے اسماعیل بن علی وغیرہ نے بتایا کہ انھیں قتیبہ نے اسے لیث نے اسے شہاب زہری نے، اسے عبداللہ بن ثعلبہ نے، اسے عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ نے بتایا کہ اس نے اپنے چچا مجمع بن جاریہ سے سُنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت مسیحؑ دجال کو لُد کے دروازے پر قتل کریں گے۔ ابن عیینہ، عقیل اور ابن عجلان نے زہری سے اس نے عبداللہ بن عبیداللہ سے روایت کی ہے۔ اسی طرح معمر اور اوزاعی نے زہری سے اس نے عبداللہ بن عبیداللہ سے روایت کی۔ نسائی کا قول ہے کہ لیث اور اس کے تابعین کی روایت زیادہ درست ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مجمع بن یزید بن جاریہ (رضی اللہ عنہ)

وہ عبدالرحمٰن کے بھائی ہیں۔ ابن مندہ لکھتا ہے کہ میرے نزدیک، دونوں مجمع ایک ہی آدمی ہے۔ ان سے عکرمہ بن سلمہ بن ربیعہ نے روایت کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے ہمسائے کے مکان کی دیوار میں میخ ٹھونکنا چاہے، تو اسے نہ روکا جائے۔ ابو عمر کہتا ہے کہ مجمع بن یزید بن جاریہ میرا بھتیجا ہے۔ جسے حضور اکرم کی صحبت میسر آئی۔ اور آپ سے مذکورہ بالا حدیث روایت کی۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ کیونکہ یہ حدیث یا تو عمر نے حضور اکرم سے سنی یا حضرت ابوہریرہ سے۔ امام بخاری کی رائے ہیں مجمع بن یزید، عبدالرحمٰن بن یزید بن جاریہ کا بھائی ہے، ہمیں ابویاسر نے عبداللہ بن احمد سے اس نے اپنے باپ سے۔ اس نے مکی بن ابراہیم سے، اس نے عبدالمالک بن جریج سے اس نے عمرو بن دینار سے بیان کیا، کہ اسے ہشام بن یحییٰ نے بتایا کہ اسے عکرمہ بن سلمہ بن ربیعہ نے روایت کی کہ بنو مغیرہ کے دو بھائی، مجمع بن یزید بن جاریہ الانصاری سے ملے۔ انھوں نے کہا، میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اگر کوئی شخص کسی ہمسائے کی دیوار میں لکڑی ٹھونکنے لگے۔ تو اسے منع نہ کیا جائے، اس پر اس نے کہا میرے بھائی! تم نے قسم کھا کر خود ہی اپنے خلاف فیصلہ دے دیا۔ اس لیے آپ اپنا ستون میری دیوار سے پرے ہٹا لیں۔ چنانچہ انھوں نے ستون ہٹا لیا، اور اس نے اپنی لکڑی ستون میں ٹھونک دی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

باب میم وحا

(سیدنا) محارب بن مزیدہ (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطمہ بن محارب بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس العبدی؛ باپ بیٹا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا، یہ ہشام بن کلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) محتفز بن اوس المزنی (رضی اللہ عنہ)

انھوں نے حضور اکرم سے بیعت کی۔ اور ان کی اولاد نے ان سے روایت کی ہے۔ حاکم ابواحمد عسکری عبداللہ

نے تاریخ خراسان میں اس کا ذکر کیا ہے۔ احمد بن حسین نیشا پوری نے اس کی روایت کی ہے۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محجن بن ادرع الاسلمی (رضی اللہ عنہ)

یہ صحابی اسلم بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد سے ہیں۔ قدیم الاسلام مسلمان ہیں۔ ابو احمد عسکری کے بقول وہ سلمی ہیں، لیکن ایک روایت کے مطابق اسلمی ہیں۔ انہی کے بارے میں حضور اکرم نے ایک دفعہ فرمایا تھا "تم تیر اندازی کرو اور میں ابن الادرع کے ساتھ ہوں۔ بصرے میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ انھوں نے اپنی مسجد کی حدود بندی کی تھی، طویل عمر پائی تھی۔ ان سے حنظلہ بن علی اور رجاء بن ابی رجاء نے روایت کی ہے۔

ہمیں خطیب عبداللہ بن احمد نے ابوداؤد طیالسی سے اس نے ابوعوانہ سے اس نے ابو بشر سے اس نے عبداللہ بن شقیق سے اس نے رجاء جاہلی سے روایت کی۔ کہ ایک دفعہ محجن نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد تک لے گیا۔ وہاں مسجد کے دروازے پر بریدہ اسلمی بیٹھا ہوا تھا اور مسجد میں سکبہ نامی ایک شخص طول طویل نماز پڑھ رہا تھا اور بریدہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ بریدہ نے محجن سے مزاحاً کہا، کیا تم ایسی نماز پڑھنا نہیں چاہتے۔ محجن نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کہنے لگے، ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجد کو لے چلے، وہاں ایک شخص رکوع و سجود میں مصروف تھا حضور اکرم نے پوچھا، یہ کون ہے۔ محجن نے بتایا، یہ فلاں آدمی ہے اور انہوں نے اس کی تعریف و توصیف میں کافی مبالغہ کیا۔ حضور نے فرمایا۔ تم اس کی باتوں پر دھیان مت دو، ورنہ تمہیں تباہ کر دے گا۔ جب حضور حجرے کے پاس پہنچے تو ان کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ فرمایا۔ دین کی بہترین صورت یہ ہے کہ اس کی آسانی کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے یعنی دین میں آسانی پیدا کی جائے۔ بعدہٗ جناب محجن بصرے سے مدینے آ گئے اور امیر معاویہ کے آخری عہد میں فوت ہوئے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محجن بن ابی محجن الدیلی (رضی اللہ عنہ)

ان کا تعلق بنو دیل بن بکر بن عبد مناہ بن کنانہ سے تھا۔ مدنی تھے اور کنیت ابو بسر تھی۔ ان سے ان کے بیٹے بسر نے روایت کی ہے۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض بُسر اور بعض بِشر کہتے ہیں۔ یہ ثوری کا قول ہے۔ احمد بن صالح مصری کہتے ہیں کہ میں نے ایک جماعت سے ان کے نام کے بارے میں پوچھا، بعض لوگوں نے ثوری کی طرح بِشر بتایا۔ ابن ماکولا نے بُسر بیان کیا۔

بسر نے اپنے والد محجن سے روایت کی۔ ان سے زید بن اسلم نے روایت کی۔ ہمیں فتیان بن احمد بن محمد بن جوہری نے قعنبی سے اس نے مالک سے اس نے زید بن اسلم سے اس نے بسر بن محجن سے، اس نے اپنے باپ سے بیان کیا، کہ

وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نماز کے لیے اذان ہوئی۔ حضور اُٹھے، نماز ادا کی اور پھر واپس آ گئے۔ آپ نے جناب محجن سے پوچھا تم نے کیوں نماز نہ پڑھی، کیا تم مسلمان نہیں ہو، اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں گھر میں ادا کر آیا تھا۔ حضور نے فرمایا، اگر پھر کبھی ایسی صورت پیش آئے تو تم نماز جماعت میں شریک ہو جایا کرو۔ تینوں نے اس کی تخریج کی۔

(سیدنا) محادوج بن زید الهذری (رضی اللہ عنہ)

ان کی صحابیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضور سے اُنھوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ قیامت کے دن اول از ہمہ مجھے طلب کیا جائے گا۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محرز بن حارثہ (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف، اُنھیں عتاب بن اسید نے ایک بار مکے میں اپنا جانشین بنایا تھا۔ بعد میں وہ حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں پھر سے ایک دفعہ مکے کے حاکم بنائے گئے، پھر خلیفہ نے انھیں معزول کر کے قنفذ بن عمیر التیمی کو ان کی جگہ مقرر کر دیا۔ جناب محرز جنگ جمل میں مارے گئے تھے۔ ان کا شمار اہل مکہ میں ہوتا ہے۔ ابوعمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محرز بن زہیر الاسلمی مدنی (رضی اللہ عنہ)

اُنھیں حضور اکرم کی صحبت میسر آئی۔ ان کی حدیث کثیر بن زید نے ام ولد محرز سے اس نے محرز سے روایت کی، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاموشی عالم کی زینت ہے، ان کی بیٹی نے ان سے روایت کی کہ میرے ابا اکثر کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں جھوٹوں کے زمانے سے پناہ مانگتا ہوں۔ بیٹی نے پوچھا ابا، وہ کیسا زمانہ ہوگا؟ باپ نے جواب دیا، اس زمانے میں جھوٹ الم نشرح ہو چکا ہوگا، پھر ایک آدمی ان میں آ شریک ہوگا لیکن جب موضوع زیر بحث آئے گا، تو وہ بھی اپنی ٹانگ اُڑا کر گناہ میں شریک ہو جائے گا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے اور بیان کیا ہے کہ ابونعیم نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابن مندہ کو اس باب میں وہم ہوا ہے اور اس نے ان کی ولدیت ابن زہر لکھی ہے۔ جعفر نے ابن زہیر اور ابن زہر کو دو مختلف آدمی قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، محرز بن زہیر لکھا ہے۔ محمد بن نقطہ الحافظ نے محرز بن زہیر لکھا ہے۔ ایک روایت میں ابن زہر بھی ہے۔ لیکن زہیر درست ہے۔ ابوعمر نے اس کی تخریج کی ہے اور ابن مندہ کی طرح زہیر لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ وہم نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) محرز بن عامر (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار خزرجی و نجاری انصاری؛ غزوۂ بدر میں موجود تھے، لیکن جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے لیے کوچ فرمانا تھا۔ اس صبح کو یہ فوت ہو گئے۔ حضور نے انھیں ان لوگوں میں شمار کیا، جو فی الحقیقت شریکِ جنگ ہوئے تھے۔ یہ لاولد تھے۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسی نے ان کا نام ح اور ز سے لکھا ہے۔ دارِ قطنی کا خیال بھی یہی ہے۔ ابن ماکولا نے "محرز" لکھا ہے، اور ان کو بنو عمرو بن عوف کے خاندان سے شمار کیا ہے، لیکن یہ غلط ہے۔ کیونکہ ابو جعفر نے یونس سے، اس نے ابنِ اسحاق سے، ان لوگوں کے نام کے سلسلے میں جو غزوہ بدر میں موجود تھے۔ انصار سے بنو عدی بن نجار نے محرز بن عامر بن مالک کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح سلمہ نے ابن اسحاق اور عبد الملک بن ہشام سے، اس نے بکائی سے اس نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے اور اسی طرح موسی بن عقبہ نے بیان کیا ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور روایت صحیح بھی ہو۔ جب بھی اس کی کوئی حیثیت نہیں ـــــ واللہ اعلم۔

(سیدنا) محرز بن قتادہ بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ)

یہ صاحب بنو حنیفہ کو (حضور اکرم کی وفات کے بعد جب ارتداد کی لہر اُٹھی تھی) اسلام پر قائم رہنے اور ارتداد سے بچنے کی تاکید کرتے تھے۔ انھوں نے اس سلسلے میں عمدہ عمدہ اشعار کہے ہیں۔

(سیدنا) محرز القصاب (رضی اللہ عنہ)

اُنھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا۔ امام بخاری نے ان کا تذکرہ موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے اسحاق بن عثمان سے اُس نے اپنی دادی ام موسیٰ سے سُنا کہ ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ مسلمانوں کے لیے جانور ذبح کرنے کی اجازت صرف اسے دی جائے گی، جسے سورۂ فاتحہ آتی ہے اور سوائے جناب محرز کے اور کسی کو سورۂ فاتحہ نہیں آتی تھی۔ اس لیے یہ خدمت ان سے لی جاتی تھی۔ یہ بنو عدی کے آزاد کردہ غلام تھے اور زمانۂ جاہلیت میں جنگی قیدی رہے تھے۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محرز بن نضلہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ الاسدی؛ ان کی کنیت ابو نضلہ تھی اور اخرم الاسدی کے عرف سے جانے جاتے۔ بنو عبد الشمس کے حلیف تھے اور بنو عبد الاشہل انھیں اپنا حلیف بتاتے تھے۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ مہاجرین ہجرت کرکے مدینہ آرہے تھے اور بنو دودان بھی اسلام لا چکے تھے چنانچہ اس قبیلہ کے تمام مرد اور عورتیں

ہجرت کر کے مدینے میں آ گئے اور انھی میں محرز بن نضلہ بھی ۔ انھوں نے غزوۂ بدر، احد اور خندق میں شرکت کی اور غزوۂ ذی قرد میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ انھیں مسعدہ بن حکمہ نے قتل کیا۔ اس وقت ان کی عمر ۳۷ یا ۳۸ برس تھی۔ موسیٰ بن نے ان کا نام محرز بن وہب لکھا ہے اور ان کا ذکر شرکائے بدر میں کیا ہے۔ ان کی تخریج تینوں نے کی ہے۔

(سیدنا) محرز (رضی اللہ عنہ)

یہ غیر منسوب ہیں۔ ابراہیم بن محمد بن ثاقب جو بنو عبدالدار کا بھائی ہے۔ اس نے عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ ایک رات کو محرز میرے پاس آیا۔ ہم نے اسے رات کے کھانے کی دعوت دی۔ محرز پوچھنے لگا۔ کیا اس وقت کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے۔ میں نے پوچھا تمھیں اس وقت کسی اور کی ضرورت کیوں پیش آ گئی ہے۔ اس نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ زندگی بھر معمول رہا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محرش الکعبی (رضی اللہ عنہ)

ابن ماکولا نے حرف اول پر پیش (ضمہ) اور حرف ثالث را کو مشدد کر کے کسرہ پڑھا ہے۔ ابو عمر نے بکسر میم و سکون حا بیان کیا ہے۔ علی بن مدینی آخر الذکر کو درست کہتا ہے۔ ابو عمر نے اسماعیل بن امیہ سے اس نے مزاحم سے اس نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید سے اس نے محرش الکعبی سے روایت کی۔ کہ ایک رات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ سے نکلے اور پھر اس نے حدیث نقل کی۔ ابن المدائنی کہتا ہے۔ کہ مزاحم سے مراد مزاحم بن ابی مزاحم ہے اس سے ابن جریج وغیرہ نے روایت کی ہے اور اس سے مراد مزاحم بن زفر نہیں ہے۔

ابو حفص الفلاس کا بیان ہے کہ میں مکہ کے ایک شیخ کو جس کا نام سالم تھا ملا۔ اور منیٰ تک اس سے ایک اونٹ کرائے پر لیا۔ اس نے مجھ سے یہ حدیث سنانے کی خواہش کی۔ کہنے لگا۔ محرش بن عبداللہ میرا دادا تھا۔ پھر اس نے وہ حدیث بیان کی اور نیز بتایا کہ کس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ میں نے پوچھا تم نے یہ حدیث کس سے سنی۔ کہا مجھ سے میرے باپ اور اہل خانہ نے بیان کی۔

اکثر اہل حدیث نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: محرش بن سوید بن عبداللہ بن مرہ الخزاعی الکعبی۔ ان کا شمار اہل مکہ میں ہوتا ہے۔ ان سے صرف ایک حدیث روایت کی گئی ہے۔ ایک دفعہ رسول اکرم نے جعرانہ سے عمرے

کا ارادہ کیا۔ پھر آپ دوسری صبح کو مکہ میں پائے گئے۔ گویا کہ آپ نے رات وہیں بسر کی تھی۔ میں نے حضور کی پیٹھ دیکھی گویا چاندی کا ٹکڑا تھی۔ ہم سے کئی آدمیوں نے ابوعیسیٰ ترمذی سے روایت کی۔ اس نے بندار سے۔ اس نے یحییٰ بن سعید سے اس نے ابن جریج سے اس نے مزاحم سے اس نے عبدالعزیز بن عبداللہ سے اس نے مکحول سے اس نے محرش الکعبی سے یہ روایت بیان کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو جعرانہ سے عمرہ کرنے کے ارادے سے نکلے۔ مکے میں تشریف لائے اور عمرہ ادا کیا۔ پھر راتوں رات وہاں سے روانہ ہو کر صبح کو ایسے وقت جعرانہ پہنچ گئے۔ گویا آپ نے رات وہیں بسر کی تھی۔ دوسرے دن آپ بوقت زوال وادی سرف سے روانہ ہو کر جامع الطریق تک آئے۔ اسی وجہ سے لوگوں کو حضور اکرمؐ کے عمرے کا علم نہ ہوسکا۔ ابوعمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محسن بن علی (رضی اللہ عنہ)

بن ابی طالب بن عبدالمطلب قرشی ہاشمی: آپ جناب فاطمہ کے صاحبزادے تھے۔ ہمیں ابواحمد عبدالوہاب بن ابی منصور الامین نے ابوالفضل محمد بن ناصر سے، اس نے ابوطاہر بن ابی الصقرؒ الانباری سے، اس نے ابوالبرکات بن نطیف الفراء سے۔ اس نے حسن بن رشیق سے، اس نے ابوالبشر الدولابی سے، اس نے محمد بن عوف الطائی سے، اس نے ابونعیم اور عبداللہ بن موسیٰ سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا، ہم سے اسرائیل نے، اس سے ابواسحاق نے، اس سے ہانی بن ہانی نے، اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب امام حسن پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا۔ حضور تشریف لائے۔ فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ پوچھا کیا نام رکھا؟ میں نے عرض کیا، حرب۔ فرمایا: نہیں یہ حسن ہے۔ یہی صورت جناب حسین کی پیدائش کے وقت پیش آئی۔ میں نے نام حرب بتایا۔ تو آپ نے حسین تجویز کیا۔ تیسری دفعہ محسن پیدا ہوئے تو میں نے حرب ہی نام رکھا تھا۔ حضور نے محسن رکھ دیا۔ پھر فرمایا: میں نے ان بچوں کے نام حضرت ہارون کے بچوں کے نام پر شبر، شبیر اور مشبر رکھ دیے ہیں۔ کئی راویوں نے ابواسحاق سے اس طرح نقل کیا ہے۔ سالم بن ابی الجعدہ نے حضرت علی سے روایت کی ہے، لیکن محسن کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح ابوالخلیل نے سلمان سے ذکر کیا ہے۔ محسن بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محصن الانصاری (رضی اللہ عنہ)

یہ جعفر کا قول ہے اور اس نے مروان بن معاویہ سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابی شمیلۃ الانصاری سے جو اہل قبا سے تھا۔ اس نے سلمہ بن محصن الانصاری سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص صبح کو اپنی جماعت میں امن وامان میں بیدار ہو اور اس کا جسم بہ خیر وعافیت ہو، اور اس دن کے کھانے

کا معقول بندولست ہو۔ یوں سمجھے اگو یا تمام دُنیا اسے عطا کر دی گئی ہے۔ جعفر نے اسی طرح روایت کی ہے اور اس کا ترجمہ بیان کیا ہے۔ راویوں میں تھوڑا سا فرق ہے: سلمہ بن عبداللہ محصن نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کئی راویوں نے اس روایت کو مروان سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ہم اس کا ذکر عبیداللہ کے ترجمے میں کر چکے ہیں۔ ہمیں یحییٰ بن محمود نے اجازۃً ابن ابی عاصم سے۔ اس نے کثیر بن عبیداللہ الحذاء سے، اس نے مروان بن معاویہ سے اس نے عبدالرحمان بن شبیلۃ الانصاری سے۔ اس نے سلمہ بن عبیداللہ بن محصن الانصاری سے اس نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا روایت کے مطابق حدیث ارشاد فرمائی۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے

(سیدنا) محصن بن وحوح الانصاری الاوسی (رضی اللہ عنہ)

یہ صاحب اپنے بھائی محصن کے ساتھ قادسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ ہم ان کا نسب ان کے باپ کے ترجمے میں بیان کریں گے دونوں بھائی لاولد مرے۔ ابن الکلبی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(سیدنا) محلم بن جثامہ (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام یزید بن قیس بن ربیعہ بن عبداللہ بن یعمر الشداخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناہ بن کنانۃ الکنانی اللیثی ہے۔ ان کے بھائی کا نام صعب تھا۔ ہمیں عبداللہ نے یونس سے اس نے ابن اسحاق سے، اس نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے اس نے قعقاع بن عبداللہ بن ابی حدرد سے اس نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چشمہ اضم کی طرف روانہ فرمایا۔ میرے ساتھ ابوقتادہ اور محلم بن جثامہ کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ جب ہم وادی میں داخل ہوئے تو ہمارے پاس سے شتر سوار عامر بن اخبط الاشجعی گذرا اور ہمیں مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہا۔ ہم تو رک گئے، لیکن محلم بن جثامہ نے اسے قتل کر کے اس کے اونٹ اور ساز و سامان پر قبضہ کر لیا کیونکہ ان میں پہلے سے عداوت چلی آ رہی تھی۔ واپسی پر ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا: (اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں چلو پھر، تو سوچ سمجھ سے کام لو، اور جو شخص تمہیں سلام کہے، اسے یہ مت کہو کہ تم مومن نہیں ہو) طبری لکھتا ہے کہ محلم بن جثامہ نے حضور اکرم کی زندگی ہی میں وفات پائی، اور جب اسے دفن کیا گیا، تو زمین نے اسے باہر اگل دیا۔ پھر لاش کو دو پہاڑیوں کے درمیان پھینک کر اوپر پتھر ڈال دیے گئے۔ حضور نے فرمایا: معمولاً تو زمین بُرے سے بُرے آدمی کو بھی اپنے اندر سمو لیتی ہے، لیکن اس شخص نے (بدنیتی سے) ایک مسلمان کو قتل کیا تھا۔

چنانچہ اللہ نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بایں انداز فرمایا۔

ابو عمر لکھتا ہے کہ یہ شخص محلم بن جثامہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ تو آخری عمر میں حمص میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور ابن الزبیر کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئے۔ اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں علماء میں بڑا اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے، یہ مقداد کے بارے میں نازل ہوئی کوئی کہتا ہے۔ اسامہ کے بارے میں، بعض کی رائے میں اس سے مراد غالب اللیثی ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس کا نزول ایک دستہ فوج کے بارے میں ہوا تھا۔ مگر ان اقوال کے ثالثوں کا نام کسی نے نہیں بتایا۔ بعض نے اور بھی کئی لوگوں کے نام لیے ہیں۔ اور اس قتل کو قتلِ خطا لکھا ہے۔ ہم ملیکل کے ترجمے میں پھر محلم کا ذکر کریں گے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمّد بن ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب، ان کے والد ابو معاذ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ صحابی حضور اکرم کے زمانے میں پیدا ہوئے، اپنے والد اور حضرت عمر سے روایت کی۔ خود ان سے حضرمی بن لاحق اور بشیر بن سعید نے روایت کی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمّد بن احیحہ بن جلاح (رضی اللہ عنہ)

بن حریش بن جحجبا بن عوف بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن اوس الانصاری الاوسی، انھیں صحابہ میں شمار کیا گیا ہے عبدان کا قول ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ سب سے پہلے اس شخص کا نام محمّد رکھا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ صاحب ان لوگوں میں سے نہیں، جن کا محمّد بن عدی کی حدیث میں ذکر ہے کہ جب لوگوں کے کانوں میں یہ بات پڑی کہ عنقریب جس نبی کا ظہور متوقع ہے ان کا نام نامی محمّد ہوگا، تو لوگوں نے اپنے بچوں کا نام محمّد رکھنا شروع کر دیا۔ ان میں محمّد بن سفیان بن مجاشع، محمّد بن براء، محمّد بن اُحیحہ، محمّد بن مالک، محمّد بن خزاعی بن علقمہ، محمّد بن عدی بن ربیعہ بن جشم بن سعد شامل ہیں۔ اس کی تخریج ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے کی ہے۔

لیکن مجھے اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ سب لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ حیثیت زمانہ سابق ہیں۔ انھیں اس نام کا کیسے علم ہو گیا تھا۔ مثلاً احیحہ بن جلاح نے عبد المطلب کی ماں سے نکاح کیا تھا اور اس خاتون کا نام سلمٰی بنتِ عمرو تھا۔ پس جو شخص والدہ عبد المطلب کا شوہر ہو اور پھر عبد المطلب نے لمبی عمر پائی تھی۔ اس کا بیٹا حضور اکرم کا معاصر کیسے ہو سکتا ہے۔ مزید براں ابن مندہ، ابو نعیم اور ابو عمر نے بیان کیا ہے کہ منذر بن محمّد بن عقبہ بن احیحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں شامل تھے اور غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے منذر اور عقبہ

کا ذکر نہ کر کے غلطی کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن اسلم بن بجرۃ الانصاری (رضی اللہ عنہ)

بنو حارث بن خزرج کے بھائی تھے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اُن کے والد کو حضور کی صحبت میسر آئی۔ محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اسنے محمد بن اسلم بن بجرۃ الانصاری سے، جو بنو حارث بن خزرج کا بھائی تھا اور کافی بوڑھا ہو چکا تھا۔ روایت کی کہ وہ جب بھی شہر میں آتا اور بازار میں خرید و فروخت کر چکتا اور واپس گھر کو لوٹتا اور چادر اُتار کر رکھتا، تو اسے یاد آجاتا کہ اس نے مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا نہیں کی، تو اسے اس فروگذاشت پر افسوس ہوتا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جو شخص اس شہر (مدینے) میں وارد ہو، اسے چاہیئے کہ میری مسجد میں دو رکعت ادا کرے۔ چنانچہ وہ پھر گھر سے لوٹ کر مدینۃ النبی میں آتا۔ دو رکعت نماز ادا کرتا اور واپس چلا جاتا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے مختصراً اسی طرح بیان کیا ہے۔ ابو عمر کا قول ہے کہ محمد بن اسلم کی حدیث مرسل ہے۔ اس نے نہ تو حدیث نقل کی اور نہ نسب ہی بیان کیا۔ اس لیے پتہ نہیں چلتا کہ یہ وہی آدمی ہے یا کوئی اور۔

(سیدنا) محمد بن اسماعیل الانصاری (رضی اللہ عنہ)

محمد بن ابی حمید نے محمد بن المنکدر سے اس نے محمد بن انصاری سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے۔ اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کی۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ اسے اسماعیل بن ثابت بن قیس بن شماس نے دیکھا۔ ابو نعیم کا قول ہے کہ یہ خیال غلط ہے کیونکہ اسماعیل کا ثابت کی اولاد ہونا ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اصل میں محمد بن ثابت ہے۔ اور اسماعیل اور یوسف اس کے بیٹے تھے اور ابو نعیم نے محمد بن ابی حمید سے۔ اس نے اسماعیل انصاری سے۔ اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے سُنا، ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی، یارسول اللہ! مجھے مختصر سی نصیحت فرمایئے، حضور نے فرمایا، جو کچھ لوگوں کے پاس دیکھے، اس سے اپنی توقعات منقطع کرلے اور طمع کو پاس بھی نہ آنے دے، کیونکہ یہ دائمی فقر ہے۔ بقولِ ابو نعیم۔ اس اسماعیل سے مراد اسماعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس ہے۔

بعض راویوں کو اس روایت میں اشتباہ پڑ گیا ہے، چنانچہ انھوں نے محمد بن حمید اور محمد بن اسماعیل کے درمیان محمد بن المنکدر کا اضافہ کر دیا ہے اور اس میں عجیب بات یہ ہے کہ ابن مندہ نے اپنے ترجمہ کی بنیاد ان لوگوں پر رکھی، جن کا نام محمد تھا اور تخریج حدیث کرتے وقت روایت بایں انداز بیان کی ہے: محمد بن اسماعیل نے اپنے باپ سے

اور اس نے اپنے دادا سے روایت کی۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو ترجمہ میں محمد بن اسماعیل کا ذکر غلط ہے۔ اگر وہ اسماعیل بن محمد عن ابیہ کہتا۔ تو زیادہ مناسب ہوتا۔ ابونعیم اور ابن مندہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن اسود بن خلف (رضی اللہ عنہ)

بن اسعد بن بیاضہ بن سبیع بن خلف بن جعثمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو بن ربیعۃ الخزاعی اور وہ طلحہ الطلحات بن عبداللہ بن خلف کا عمزاد تھا۔ اس کا نسب شباب العصفری بن خیاط نے بیان کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی کہ ہر اونٹ کے کوہان پر شیطان ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے یہی روایت کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن اشعث بن قیس الکندی (رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب ہم ان کے والد کے ترجمہ میں بیان کر چکے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے تھے حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ان سے ابومنصور بن مکارم بن سعد المودب نے ابوزکریا بن ایاس الازدی سے روایت کی، کہ ہم سے محمد بن احمد بن ابوالمثنی نے، ان سے سعید بن سلیمان نے ان سے خالد بن عبداللہ نے۔ ان سے حصین نے ان سے عمرو بن قیس نے ان سے محمد بن اشعث نے بیان کیا، کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضور نے ایک دفعہ یہود کا ذکر کیا اور فرمایا، کہ یہ قوم ہم سے جمعے کے بارے میں حسد کرتی ہے، اسی طرح درباره قبلہ بھی۔ ہم نے ان دونوں چیزوں کو پالیا، اور یہ بدبخت نہ پاسکے۔

زبیر بن بکار نے محمد بن حسن سے روایت کی، کہ ایسے لوگ جن کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تھی، وہ حسب ذیل تھے محمد بن طلحہ، محمد بن علی، محمد بن اشعث اور محمد بن سعد آخر الذکر کو ابن زبیر نے موصل کا امیر مقرر کیا تھا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابونعیم کا خیال ہے کہ حضور اکرم سے ان کی صحبت ثابت نہیں ہے۔

(سیدنا) محمد بن انس بن فضالۃ الانصاری الظفری (رضی اللہ عنہ)

اور ایک روایت میں ان کا نام محمد بن فضالہ بن انس ہے ان کے والد اور دادا دونوں کو حضور اکرم کی صحبت میسر آئی ادریس بن محمد بن یونس بن محمد بن انس بن فضالہ الظفری نے اپنے دادے یونس بن محمد سے اس نے اپنے باپ محمد بن انس سے روایت کی کہ میں ابھی چند ہفتوں کا تھا کہ حضور ہمارے گھر تشریف لائے اور مجھے آپ کے سامنے لایا گیا حضور نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت فرمائی۔ نیز فرمایا کہ اس کا نام میرے نام پر رکھ دو، لیکن کنیت نہ رکھنا۔ میں نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور کے ساتھ حج کیا تھا۔

اور عمرو بن ابی فروہ نے اپنے اہل خانہ کے عمر رسیدہ لوگوں سے روایت کی، کہ انس بن فضالہ غزوہ احد میں شہید ہوئے

تھے۔ انھیں محمد بن انس اٹھا کر حضور اکرم کے سامنے لائے۔ چنانچہ حضور نے عذق کا ٹیلہ انھیں بخش دیا، جسے نہ ہبہ کیا جا سکتا اور نہ بیچا جا سکتا ہے۔ فضیل بن سلیمان نے، یونس بن محمدّ بن فضالہ سے روایت کی کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے تھے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابو نعیم نے یہ ترجمہ محمد بن فضالہ کے لیے مخصوص کیا ہے۔ مگر ابن مندہ اور ابو عمر نے محمدّ بن انس بن فضالہ کے لیے اور دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) محمدّ الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں الدرسی ہے، انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی تھی اور ان کا ذکر حضرت انس کی حدیث میں ہے۔ حماد نے ثابت سے انھوں نے حضرت انس سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسولِ کریم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی۔ اس وقت آپ کے پاس انصار کا ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا نام محمدّ تھا حضور اکرم نے فرمایا، اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے تک پہنچنے سے پہلے قیامت آجائے گی[1]۔ اس حدیث کو حماد بن زید نے معبد بن ہلال سے اور اُس نے حضرت انس سے روایت کی، لیکن اُنھوں نے لڑکے کا نام نہیں لیا۔ روایت ہے کہ اس کا نام سعد تھا۔ اسی روایت کو ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے، انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی لیکن لڑکے کا نام نہیں لیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدّ الانصاری (رضی اللہ عنہ)

سلام بن ابی الصہباء نے ثابت سے روایت کی کہ میں حج کو گیا اور ایک ایسے علاقے میں جا نکلا۔ جہاں دو بھائی جن میں ایک کا نام محمدّ تھا بیٹھے ہوئے تھے اور وسواس کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کر کے ابنِ مندہ پر استدراک کیا ہے، لیکن ابنِ مندہ نے اس کی تخریج کی ہے، اس لیے استدراک کی کوئی ضرورت نہیں۔

(سیدنا) محمدّ بن ایاس البکیر کنانی (رضی اللہ عنہ)

ہم اس کے نسب کا ذکر اس کے والد کے تذکرے میں کر آئے ہیں۔ انھیں رسول اکرم کی صحبت میسر تھی۔ ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے، لیکن صحابیت کا انتساب درست نہیں۔

(سیدنا) محمدّ بن براء الکنانی اللیثی (رضی اللہ عنہ)

بنو عنوارہ سے بھی تعلق تھا۔ ان کا نام جاہلیت ہی میں محمدّ رکھا گیا تھا، اسی طرح محمدّ بن سفیان کا بھی جیسا کہ ہم محمد

[1] حیرت ہے کہ ابن اثیر نے اسے حدیث کیسے جانا۔ اسے کون حضور سے منسوب کر سکتا ہے۔ مترجم

بن احیحہ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ابوموسیٰ نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدّ بن ابی برزہ (رضی اللہ عنہ)

ابراہیم بن سعد نے عبداللہ بن عامر سے، اس نے ایک آدمی سے جس کا نام محمدّ بن ابی برزہ تھا سنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔ اسی طرح ابراہیم بن سعد نے عبداللہ سے، اس نے محمدّ بن برزہ سے سنا، اور یہ سند صحیح تر ہے۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدّ بن بشیر الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ان سے ان کے بیٹے یحییٰ نے روایت کی کہ حضور اکرم نے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو اس کا مال، مکانوں کی تعمیر میں صرف کرا دیتا ہے۔

یہ وہ صاحب ہیں۔ جنھوں نے اس وقت جب حضرت خالد بن ولید نے حیرہ کو فتح کیا۔ خریم بن اوس الطائی کے حق میں شہادت دی تھی کہ حضور اکرم نے خریم کو شیماء بنت نفیلہ عطا کی تھی۔ جو خریم کو دے دی گئی۔ ہم اس واقعہ کو خریم کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں اس کے گواہ محمدّ بن مسلمہ اور محمدّ بن بشیر تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق گواہ محمدّ بن مسلمہ اور عبداللہ بن عمر تھے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدّ بن ثابت بن قیس بن شماس (رضی اللہ عنہ)

ان کے نسب کا ذکر ان کے والد کے ترجمے میں کیا جا چکا ہے۔ یہ صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے جب حضور کے سامنے لائے گئے تو آپ نے ان کا نام محمدّ رکھا اور انھیں کھجور کی گھٹی دی۔ انھوں نے مدینے ہی میں سکونت رکھی اور یزید کے عہد میں ایام حرہ میں قتل کر دیے گئے۔

اسماعیل بن محمدّ بن ثابت بن قیس بن شماس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کے والد ثابت بن قیس نے اس کی ماں جمیلہ بنت ابی سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس وقت محمدّ اس کے پیٹ میں تھا۔ جب وضع حمل ہوا۔ تو جمیلہ نے قسم کھائی کہ وہ ہرگز اسے دودھ نہیں پلائے گی۔ اس پر ثابت بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضور اکرم کی خدمت میں لائے اور واقعہ بیان کیا۔ حضور نے فرمایا: اسے میرے قریب لاؤ۔ چنانچہ میں بچے کو حضور کے قریب لے گیا۔ اس کے بعد حضور اکرم نے بچے کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ محمدّ نام رکھا اور کھجور کی گھٹی دی۔ فرمایا: اسے لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس کا رازق ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدؐ بن جد بن قیس (رضی اللہ عنہ)

بقولِ ابن قداح فتح مکہ میں موجود تھے۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدؐ بن جابر بن عزاب (رضی اللہ عنہ)

فتح مصر میں موجود تھے۔ ان کا شمار صحابہ میں ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدؐ بن جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)

یہ صاحب حضرت جعفر طیار کے صاحبزادے تھے۔ ان کی پیدائش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئی۔ وہ حبشہ میں پیدا ہوئے اور جب مدینے میں آئے، تو بچے تھے۔ جب حضور کو جنگ موتہ کے نتیجے میں حضرت جعفر کی شہادت کی خبر ملی، تو آپ ان کے گھر تشریف لائے، فرمایا۔ میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاؤ چنانچہ عبداللہ، محمدؐ اور عون کو اٹھا لائے اور حضور نے انھیں اپنی رانوں پر بٹھالیا۔ دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں دنیا اور آخرت میں ان کا ولی ہوں۔ نیز فرمایا کہ محمدؐ شکل و شباہت میں اپنے چچا ابوطالب سے ملتا جلتا ہے۔ یہ وہی محمدؐ ہیں جنھوں نے حضرت علی کی صاحبزادی ام کلثوم سے، حضرت عمر کی شہادت کے بعد نکاح کر لیا تھا۔ بقولِ واقدی جناب محمدؐ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ ایک روایت کے مطابق وہ بمقام تستر شہید ہوئے تھے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدؐ بن ابی جہم (رضی اللہ عنہ)

بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی القرشی العدوی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے اور ایام حرہ میں بمقام مدینہ ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

ابونعیم لکھتا ہے، ہمیں ابوموسیٰ نے اسے ابوعلی نے اسے ابونعیم نے اسے محمدؐ بن احمد بن حسن نے۔ اسے محمدؐ بن عثمان بن ابی شیبہ نے، اسے احمد بن عیسیٰ نے اسے عبداللہ بن وہب نے اسے ابن لہیعہ نے، خالد بن یزید سے اس نے سعید بن ابی ہلال سے اس نے محمدؐ بن ابی الجہم سے سنا۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اونٹ چرانے کے لیے ملازم رکھا۔ اتفاقاً ایک آدمی کا وہاں سے گزر ہوا، اس نے دیکھا کہ اس نے اپنی شرمگاہ کو ننگا کیا ہوا تھا، حضور کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ جس شخص کو علی الاعلان خدا سے شرم نہیں آئی۔ وہ اس سے علیحدگی میں کیونکر شرمائے گا اس لیے اس کی مزدوری ادا کر کے اسے فارغ کر دو۔

ابونعیم لکھتا ہے کہ محمدؐ بن عثمان بن ابی شیبہ نے اقوالِ صحابہ میں اس کا ذکر کیا ہے، لیکن میں اسے درست نہیں سمجھتا۔

اس کی ابونعیم، ابواسحاق اور ابوموسیٰ نے تخریج کی ہے

(سیدنا) محمّد بن حاطب (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح القرشی الجمحی : یہ صاحب حبشہ میں پیدا ہوئے۔ انکی والدہ کا نام ام جمیل فاطمہ بنت مجلل یا جویریہ تھا۔ ایک اور روایت کے مطابق اسماء بنت مجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی قرشیہ عامریہ نام تھا۔ بیوی نے اپنے شوہر حاطب کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی۔ اور وہاں محمّد اور حارث اس کے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ محمّد کی کنیت ابوالقاسم یا ابوابراہیم تھی اور یہ پہلے آدمی ہیں جن کا نام بعداز بعثت محمّد رکھا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب اس کے باپ نے حبشہ کو ہجرت کی۔ تو محمّد چھوٹے سے لڑکے تھے۔

ہمیں ابویاسر نے بہ سند خود عبداللہ سے، اس نے اپنے والد سے، اُس نے ابراہیم بن ابوالعباس اور یونس بن محمّد سے سُنا، انھیں عبدالرحمان بن عثمان بن ابراہیم بن محمّد بن حاطب نے اپنی ماں کی زبانی بیان کیا۔ کہ مَیں تجھے لیے حبشہ سے چلی اور مدینہ سے ایک آدھ دن کی مسافت کے فاصلے پر پڑاؤ کیا۔ مَیں نے تیرے لیے کھانے کو کچھ پکانا چاہا لیکن لکڑیاں ختم ہوگئیں اور میں ان کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ جب ہانڈی پک چکی اور میں نے اُٹھائی تو تمھارے بازو پر گر پڑی مدینے پہنچی، تو تجھے رسولِ اکرم کے پاس لے گئی۔ مَیں نے کہا! یارسول اللہ! یہ محمّد بن حاطب ہے اور یہ پہلا بچہ ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نام ہے۔ حضور نے تمھارے منہ میں آب دہن ڈالا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر تمھارے لیے دُعا فرمائی، پھر حضور نے اپنا لعاب دہن تمھارے ہاتھوں پر لگایا۔ حسبِ ذیل دُعا فرمائی، اِذْهَبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اِشْفِ، اَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا: اے انسانوں کے خدا، بیماری کو دُور فرما، تو شفا بخش کہ تو ہی شفا بخشنے والا ہے۔ تیری شفا کے بغیر کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا جو بیماری کو نہیں چھوڑتی۔ میں ابھی حضور کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی کہ تیرا ہاتھ بالکل تندرُست ہوگیا۔

مصعب کہتے ہیں کہ محمّد بن حاطب کو اسماء بنت عمیس نے اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ دودھ پلایا تھا چنانچہ وہ دونوں اس تعلق کی وجہ سے عمر بھر ساتھ ساتھ رہے۔ ان سے ابوبلج، سماک بن حرب اور ابوعون الثقفی نے روایت کی ہے۔

ہمیں ابراہیم بن محمّد وغیرہ نے محمّد بن عیسیٰ سے، انھوں نے احمد بن منیع سے، انھوں نے ہشیم سے، انھوں نے ابوبلج سے، انھوں نے محمّد بن حاطب سے بیان کیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دف کی آواز، حلال اور

حرام میں مابہ الامتیاز ہے۔

ہشام بن کلبی نے بتایا کہ محمدؐ بن حاطب حضرت علی کے ساتھ جمل، صفین اور نہروان کی جنگوں میں موجود رہے۔ ان کی وفات بقولِ ابوعمر عبدالملک بن مروان کے عہدِ حکومت میں مکّے میں ۷۴ھ میں واقع ہوئی۔ ایک روایت میں کوفے کا ذکر ہے۔ ابونعیم کہتا ہے کہ انھوں نے کوفے میں ۸۶ھ میں وفات پائی۔ ایک اور روایت کی رو سے ۷۴ھ میں مکّے میں وفات پائی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدؐ بن حبیب المصری (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں نصری آیا ہے، لیکن مصری درست ہے۔ ہمیں یحییٰ بن محمود نے اذناً بہ سند خود ابن ابی عاصم سے اسے حوطی نے انھیں ابوالمغیرہ نے انھیں ولید بن سلیمان بن ابی سائب نے انھیں بسر بن عبیداللہ بن محیریز نے، اسے عبیداللہ بن سعدی نے اسے محمدؐ بن حبیب نے بتایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک کفّار مارے جاتے رہیں گے یا جب تک کفار سے جنگیں ہوتی رہیں گی، ہجرت ختم نہیں ہوگی۔

اور حسان بن ضمری نے ابن سعدی سے اور انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ ابن مندہ کہتا ہے کہ یہ اسناد درست ہے۔ کیونکہ محمدؐ بن حبیب نہ تو شامیوں میں تھا، نہ مصریوں میں، سوائے اس محمدؐ بن حبیب کے، جو ابورزین العقیلی سے روایت کرتا ہے۔ واللہ اعلم، تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدؐ بن ابی حدرد (رضی اللہ عنہ)

بقولِ ابن مندہ ان کی روایت کردہ حدیث میں اختلاف ہے اور حضور اکرم سے ان کی رفاقت ثابت نہیں۔ اور ہم ان کا نسب ان کے والد کے ذکر میں بیان کر چکے ہیں۔ محمدؐ بن اسماعیل نیشاپوری نے ان کے والد سے، اس نے عبید بن ہشام سے اس نے عبیداللہ بن عمرو سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے محمدؐ بن ابی حدرد سے روایت کی، کہ وہ حضور اکرم کی خدمت میں، اپنی شادی کے سلسلے میں طلب امداد کے لیے حاضر ہوئے، حضور نے دریافت فرمایا کہ تم نے کتنا مہر مقرر کیا ہے۔ انھوں نے کہا، دو سو درہم۔ فرمایا۔ اگر تم اسے بطحان سے اٹھالاتے۔ جب بھی اس پر اضافہ نہ کرتے، ثوری، عبدالوہاب اور ابوضمرہ نے یحییٰ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں، کہ محمدؐ بن ابراہیم نے ابوحدرد سے روایت کی ہے۔

ہمیں ابوجعفر نے اپنے اسناد سے یونس سے۔ اس نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ جعفر بن عبداللہ بن اسلم نے ابوحدرد سے روایت کی کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر دو سو درہم مقرر کیا۔ میں حضور اکرم

کی خدمت میں طلب مدد کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا تم نے اس کا مہر کتنا مقرر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا دوسو درہم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم اسے کسی وادی سے پکڑتے، جب بھی اس پہ اضافہ نہ کرتے۔ بعدہ ابی حدرد کے غزوۂ غابہ کا ذکر کیا۔ یہی اسناد درست ہے اور وہ روایت جو محمدؐ بن ابی حدرد سے مروی ہے۔ غلط ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدؐ بن ابی حذیفہ (رضی اللہ عنہ)

بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف قریشی ہاشمی: ان کی کنیت ابوالقاسم تھی، حضور اکرم کے زمانے میں حبشہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو العامریہ تھیں۔ یہ صاحب معاویہ بن ابوسفیان کے ماموں کے بیٹے تھے۔ جب ان کے والد ابوحذیفہ قتل ہو گئے۔ تو حضرت عثمان نے محمدؐ کو اپنی کفالت میں لے لیا جب وہ جوان ہوئے، تو مصر چلے گئے۔

سوئے اتفاق سے یہ نوجوان، حضرت عثمان کا بدترین معاند ثابت ہوا۔ یہ شخص ان لوگوں میں پیش پیش تھا۔ جو محاصرے کے بعد خلیفہ کے محل میں داخل ہوئے اور انہیں قتل کر دیا۔ محمدؐ بھاگ کر خلیل کو چلا گیا، جو لبنان کا ایک پہاڑ ہے۔ وہاں وہ پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

حاجی خلیفہ لکھتا ہے کہ محمدؐ کو حضرت علی نے حاکم مصر مقرر کیا تھا۔ پھر اسے معزول کر کے قیس بن سعد بن عبادؓ کو حکومت دی تھی۔ پھر اسے بھی معزول کر دیا گیا لیکن صحیح امر یہ ہے کہ جب حضرت عثمان قتل ہوئے، تو ان دِنوں محمد مصر میں تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے مصریوں کو حضرت عثمان کے خلاف اتنا اکسایا کہ وہ لوگ خلیفہ کے خلاف مدینے کی طرف چل پڑے۔

جن دنوں یہ لوگ مدینے پر چڑھ دوڑے، ان دنوں حاکم مصر از جانب حضرت عثمان عبداللہ بن سعد تھا۔ وہ بھی وہاں سے چلا گیا اور اپنی جگہ ایک خلیفہ مقرر کر تا گیا۔ اس پر محمدؐ نے والی مصر پر جسے عبداللہ اپنا جانشین بنا گیا تھا حملہ کر کے اسے نکال دیا۔ اور خود حاکم بن بیٹھا۔ جب حضرت عثمان شہید ہو گئے۔ تو حضرت علی نے قیس بن سعد کو حاکم مصر مقرر کیا اور محمدؐ کو معزول کر دیا۔

جب امیر معاویہ خلیفہ بنے تو محمدؐ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جہاں سے وہ بھاگ نکلا، لیکن امیر معاویہ کے آزاد کردہ غلام رشدین نے پکڑ کر قتل کر دیا۔ اور یوں ابوحذیفہ اور عتبہ کے بیٹے ولید کی اولاد کے بغیر، باقی لوگ ختم ہو گئے۔ ولید کے خاندان کے کچھ لوگ شام میں موجود ہیں۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدؐ بن حزم (رضی اللہ عنہ)

یہ انصاری تھے، جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ قیامت کے دن خدا کے سامنے ستر امتیں پیش ہوں گی۔ ہم ان سب سے زیادہ معزز اور باوقار ہوں گے۔ ابونعیم لکھتا ہے کہ ابوالعباس ہروی نے اس صحابی کا ذکر ان لوگوں کے ذکر کے ساتھ کیا ہے۔ جن کا نام محمدؐ تھا۔ محمد بن حزم سے قتادہ نے جو تابعی ہیں روایت کی جس صحابی کا نام محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا ذکر بعد میں آئے گا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدؐ بن خطاب (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن معمر جمحی، یہ صحابی محمدؐ بن حاطب کے عمزاد تھے۔ ان کی پیدائش حبشہ میں ہوئی۔ بقول ابوعمرو وہ اپنے عمزاد سے عمر میں بڑے تھے۔ اگر یہ درست ہے تو بلاشبہ وہ پہلے آدمی ہیں جن کا نام محمدؐ رکھا گیا، اور حبشہ سے لائے گئے تھے۔ ابوعمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمدؐ بن حمید بن عبدالرحمٰن الغفاری (رضی اللہ عنہ)

علی بن سعید العسکری نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن اسحاق نے محمدؐ بن یحییٰ بن حبان سے، اس نے اعرج سے، اس نے حمید بن عبدالرحمٰن الغفاری سے روایت کی۔ کہ میں ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں نے دل میں خیال کیا کہ میں حضور اکرم کی نماز بہ نظر غائر ملاحظہ کروں گا۔ چنانچہ آپ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی حضور نے اونٹنی کا پالان زمین پر بچھایا۔ اپنی بعض چھوٹی موٹی اشیاء احتیاط سے باندھیں۔ پھر رات کے چند گھنٹوں کے لیے سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ جاگ اٹھے۔ انگڑائی لی اور آسمان کو دیکھ کر آل عمران کی ان فی خلق السموات پانچ آیات تلاوت فرمائیں پھر مسواک لے کر دانت صاف کیے، وضو کیا، اور چار رکعت نماز ادا کی۔ اس طریقے سے کہ رکوع سجود اور قیام کم و بیش برابر تھے پھر بیٹھ گئے اور آسمان کو دیکھ کر پھر مذکورہ بالا آیات تین مرتبہ تلاوت فرمائیں۔ پھر رکوع کیا اور وتر کی نماز ادا کی۔ پھر آپ نے نماز ختم کر دی۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بادل کو اٹھاتا ہے۔ پھر وہ اچھی طرح بولتا ہے اور اچھی طرح ہنستا ہے۔

اس کی روایت یحییٰ الحمانی نے محمدؐ بن خالد سے اور ہیثم بن حمید نے ابراہیم بن سعد سے اس نے اپنے والد سے بیان کی۔ اس نے بیان کیا کہ ہم حمید بن عبدالرحمٰن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ مسجد نبوی میں بنو غفاری کے ایک بزرگ سردار سے ہمیں شرف ملاقات حاصل ہوا۔ اس نے ہمیں حدیث سنائی۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج

کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن حویطب القرشی (رضی اللہ عنہ)

ان کی حدیث خصیف الجزری نے بیان کی ہے، اس کی تخریج ابوعمر نے کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن خثیم ابویزید المحاربی (رضی اللہ عنہ)

بقولِ امام بخاری حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے عمار بن یاسر سے روایت کی۔ ان سے محمد بن کعب القرظی نے روایت کی۔

یونس بن بکیر نے، محمد بن اسحاق سے، اس نے یزید بن محمد بن خثیم سے۔ اس نے محمد بن کعب القرظی سے، اس نے محمد بن خثیم بن یزید سے، اس نے عمار بن یاسر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں حدیث بیان کی۔ اور اس کو محمد بن سلمہ و بکر الاسواری نے محمد بن اسحاق سے اُس نے محمد بن یزید بن خثیم سے روایت کی، کہ محمد بن کعب نے اسے بتایا۔ کہ تمھارے والد یزید بن خثیم نے یہ حدیث بیان کی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن رافع (رضی اللہ عنہ)

عبدان نے اس کا ذکر کیا ہے، لیکن اسے ان کی صحابیت کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ ہاں البتہ بعض محدثین نے انھیں صحابی گردانا ہے اور ان سے وہ حدیث منسوب کی ہے، جو اسرائیل بن عبدالاعلی سے، اس نے اسحاق بن حکیم سے اس نے محمد بن رافع سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایسی قوم کی طرف بھیجا۔ جن کی کھجوروں میں پھل نہیں لگتا تھا۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم (رضی اللہ عنہ)

ان کی کنیت ابوحمزہ تھی اور عبدالمطلب بن ربیعہ کے بھائی تھے۔ روایت ہے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ لیکن نہ اس کا کوئی ثبوت ملا ہے، اور نہ انھوں نے حضور اکرم سے کوئی روایت ہی بیان کی ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن رکانہ (رضی اللہ عنہ)

ابن منیع نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے، حالانکہ وہ تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولی تھے۔ ان کا اصلی نام مانا ہیہ تھا۔ آپ نے محمد رکھ دیا۔ حاکم ابوعبداللہ نے ان کا ذکر ان صحابہ میں کیا ہے۔ جو ترکِ وطن کر کے خراسان آ گئے تھے۔ عبداللہ بن محمد بن مقاتل بن محمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن محمد نے جو حضور اکرم کے مولی تھے، بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ مقاتل بن محمد بن موسیٰ سے، اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ محمد کا نام مانا ہیہ تھا اور وہ ایک مجوسی تاجر تھا۔ انھوں نے حضور کا نام نامی سنا اور مرو سے بہ غرضِ تجارت روانہ ہوئے اور مدینہ میں آ گئے۔ اسلام لے آئے۔ اور حضور اکرم نے ان کا نام محمد رکھا اور اپنا مولی (دوست مقرب) قرار دیا۔ بعد از قبولِ اسلام۔ وہ واپس چلے گئے۔ ان کا مکان جامع مسجد کے آمنے سامنے تھا۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن زہیر بن ابی جبل (رضی اللہ عنہ)

حسن بن سفیان نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے؛ ہمیں ابوموسیٰ نے کتابۃً بتایا کہ اسے حسن بن احمد نے، اسے احمد بن عبداللہ نے اسے ابوعلی محمد بن احمد بن حسین نے، اسے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اسے اس کے باپ نے اسے محمد بن جعفر نے اسے شعبہ نے، اس نے ابوعمران الجونی سے اس نے محمد بن زہیر بن ابی جبل سے روایت کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو چھت پر ننگا سوئے، مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ اسی طرح جو شخص طوفانی سمندر میں سفر کرے، میں اس کے بارے میں بھی کوئی ذمہ داری نہیں لوں گا۔

ابونعیم لکھتا ہے، کہ میرے خیال کے مطابق انھیں حضور اکرم کی صحبت میسر نہیں ہوئی۔ اور ابوعمران الجونی کو کئی صحابہ سے ملاقات کا موقع ملا۔ انھیں خضارمہ گروہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ ابن مندہ کہتا ہے کہ محمد بن زہیر مرسل ہے۔ یعنی انھیں حضور اکرم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ ان سے وہیب بن ورد نے روایت کی اور شعبہ نے ابوعمران الجونی سے انھوں نے محمد بن زہیر بن ابی زہیر سے مرسلاً روایت کی۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن زید الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ان سے ابوحاتم الرازی نے تخریج کی۔ عمرو بن قیس نے ابن ابی لیلیٰ سے، اس نے عطا سے اس نے محمد بن زید سے روایت کی کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکار کا گوشت لایا گیا۔ آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں نے احرام باندھا ہوا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن سعد المجہول (رضی اللہ عنہ)

ان سے خالد بن ابی خالد نے روایت کی ہے۔ قاضی ابو احمد نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ ان کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے انھیں مرسل قرار دیا ہے۔ خالد بن خالد نے روایت کی کہ میں نے سلعہ میں محمد بن سعد سے بیعت کی، انھوں نے کہا میرے قریب آؤ تاکہ میں چھوؤں۔ کیونکہ حضور اکرم نے فرمایا، چھونے میں برکت ہے۔ یہ حدیث محمد بن مسلمہ کے نام سے مشہور ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن سفیان (رضی اللہ عنہ)

بن مجاشع بن دارم التمیمی دارمی، ان کا ذکر محمد بن عدی بن ربیعہ اور محمد بن احیحہ بن جلاح وغیرہ کی حدیث میں مذکور ہے، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ ابو نعیم کہتا ہے کہ انہی ناموں کے بارے میں مجھ سے احمد بن اسحاق نے کہا، کہ ہم سے محمد بن احمد بن سلیمان ہروی نے کتاب الدلائل میں بیان کیا۔ کہ یہ لوگ جن کے نام ان کے بزرگوں نے حضور اکرم کی پیدائش سے پہلے محمد رکھا تھا، انھیں راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ وہ لوگ حسب ذیل ہیں۔ محمد بن عدی بن ربیعہ، محمد بن احیحہ، محمد بن حمران بن مالک الجعفی اور محمد بن خزاعی بن علقمہ ماسی کی تخریج ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے کی ہے۔

میں محمد بن احیحہ کے ترجمے میں، اس سلسلے میں کافی لکھ چکا ہوں۔ مزید وضاحت کے لیے کہتا ہوں کہ محمد بن سفیان کی اولاد میں سے جو لوگ حضور اکرم کے معاصر تھے۔ اس (محمد بن سفیان) کے بعد کئی نسلیں شمار ہوتی ہیں۔ مثلاً اقرع بن حابس اپنے قبیلے کا اسلام لانے سے پہلے سردار اور مقدم تھا، بعد میں مسلمان ہو گیا۔ اس کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ اقرع بن حابس بن عقال بن محمد بن سفیان۔ اگر محمد بن سفیان کو صحابی مانا جائے تو ضرور ہے کہ اس کے بعد آنے والے لوگ اقرع تک عقال اور حابس بھی صحابی شمار ہوں گے۔ اسی غالب ابو الفرزدق کو (جس کا سلسلہ نسب غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عقال بن محمد ہے اور جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاصر تھا) بھی صحابی ماننا پڑے گا۔ نیز اسی طرح کے اور کئی آدمیوں کو۔ اس لیے ہم محمد بن سفیان کو اور اس کے ہم عصر ان لوگوں کو جن کا نام محمد تھا، صحابی نہیں کہہ سکتے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابو نعیم کہتا ہے کہ بعض وہم پرستوں (غلط گو راویوں) نے محمد بن سفیان کو سعید بن زیادہ بن قائد بن زیاد بن ابی ہند الدارمی کی اس حدیث میں ذکر کیا ہے۔ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بیت جبرین، بیت عینون اور بیت ابراہیم سے جاگیریں عطا کیں اور اس فرمان پر خلفائے راشدین اور امیر معاویہ کے دستخط ہیں۔ بعض راویوں نے معاویہ

بن سفیان کو غلطی سے محمدؐ بن سفیان سمجھ لیا اور اسے صحابہ میں شمار کر دیا۔ حالانکہ اس نام کا کوئی صحابی نہیں تھا۔

(سیدنا) محمد بن ابی سلمہ بن عبد الاسد المخزومی (رضی اللہ عنہ)

ان کی پیدائش حضور اکرم کے عہد میں ہوئی۔ ابن مندہ نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابوموسیٰ نے بھی اس کی تخریج کی ہے وہ کہتا ہے کہ ابن شاہین نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے، بغوی کہتا ہے کہ میں نے بعض ایسی کتابیں دیکھی ہیں، جن میں ان راویوں کا ذکر ہے، جنہوں نے حضور سے سماع کیا یا آپ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے کسی کا نام بھی۔ اس فہرست میں شامل نہیں۔ لیکن محمد بن ابی سلمہ کے بارے میں یہ خیال درست نہیں۔ کیونکہ یہ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں فوت ہوئے۔ ان کی بیوہ امِ سلمہ سے حضور نے نکاح کیا اور ان کی اولاد کو اپنے دامن تربیت میں لے لیا۔ ان وجوہ کی بنا پر ان سے بڑھ کر اور کسے درجۂ صحابیت حاصل ہو سکتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ ابوموسیٰ کو اس استدراک کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

(سیدنا) محمد ابوسلیمان (رضی اللہ عنہ)

ان کا شمار اہلِ مدینہ میں ہے اور ایک جماعت نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے لیکن یہ وہم ہے۔

عاصم بن سوید الانصاری نے (جن کا تعلق اہلِ قبا سے ہے) سلیمان بن محمد الکرمانی سے اس نے اپنے والد سے سنا انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا، جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا، اور پھر وہ مسجدِ قبا کو نماز پڑھنے کے لیے گیا۔ اسے اس عمل پر عمرے کا ثواب ملے گا۔

قاضی ابواحمد کہتا ہے کہ میرے خیال میں اس شخص کو حضور اکرم کی صحبت نصیب نہیں ہو سکی۔ ابونعیم نے اس اسناد کو بہ طریقِ ذیل بیان کیا ہے۔ محمد بن سلیمان الکرمانی نے اپنے باپ سے اس نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی۔ یہ روایت قتیبہ نے مجمع بن یعقوب سے اس نے محمد بن سلیمان سے بیان کی۔ اسے سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ اور حاتم بن اسماعیل نے مجمع بن یعقوب کی روایت کے مطابق بیان کیا ہے ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن سہیل (رضی اللہ عنہ)

ابوموسیٰ کہتا ہے کہ بعض لوگوں نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ عثمان بن عمر نے شعبہ سے اس نے واقد بن محمدؐ سے اس نے صفوان بن سلیم سے، اس نے محمد بن سہل بن ابی خیثمہ سے یا سہل بن ابی خیثمہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم کسی چیز کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو تو اس کے قریب کھڑے ہو، تاکہ شیطان

تم میں اور تمہاری نماز میں حائل نہ ہو: اسے معاذ بن معاذ اور یزید بن ہارون نے شعبہ سے اسی طرح روایت کیا۔ اسی طرح اسے ابن عیینہ نے صفوان سے اس نے نافع بن جبیر سے اس نے سہل سے بلاشبہ روایت کیا۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن شرجیل الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ان کا تعلق بنوعبدالدار سے تھا۔ امام بخاری نے ان کا ذکر الوحدان میں کیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی صحبت ثابت نہیں۔ یزید بن قسیط، یزید بن خصیفہ اور محمد بن منکدر نے ان سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جو انھوں نے حضرت ابوہریرہ کے واسطے سے حضور اکرم سے سُنیں۔

ابونعیم لکھتا ہے کہ صحیح نام محمود بن شرجیل ہے اور ان سے عبداللہ بن التیمی کی حدیث نقل کی ہے۔ اس نے منکدر بن محمد بن منکدر سے اس نے محمد بن منکدر سے اس نے محمد بن شرجیل سے روایت کی کہ بنوعبدالدار کے ایک فرد نے بیان کیا۔ کہ میں نے سعد بن معاذ کی قبر سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی۔ اس سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی۔

محمد بن عمرو بن علقمہ نے ابن المنکدر سے اس نے محمود بن شرجیل سے روایت کی۔ ابومندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن شرید (رضی اللہ عنہ)

بن سوید الثقفی: محمد بن حسین بن مکرم نے محمد بن یحییٰ القطعی سے اس نے زیاد بن ربیع سے اُس نے محمد بن عمرو سے اُس نے ابوسلمہ سے اُس نے ابوہریرہ سے روایت کی۔ کہ محمد بن شرید ایک کالی سی لونڈی کو ساتھ لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی "یارسول اللہ! میری ماں نے ایک مومنہ لونڈی کی منت مانی تھی، میں آپ سے یہ دریافت کرنے حاضر ہوا ہوں، آیا اس سے کام چل جائے گا؟" حضور نے اس پر لونڈی سے دریافت کیا، تیرا رب کہاں ہے، اُس نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھایا، پھر پوچھا میں کون ہوں؟ اُس نے جواب دیا اللہ کے رسول، حضور نے محمد بن شرید سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ یہ مسلمان ہے، اسے آزاد کردو۔ ابن مندہ کی روایت بھی اسی طرح کی ہے۔

ابونعیم کہتا ہے، کہ یہ شخص عمرو بن شرید ہے۔ اُس نے اپنے استاد ——— ابراہیم بن حرب العسکری سے۔ اس نے محمد بن یحییٰ القطعی سے، اس نے باسنادہ ابوہریرہ سے روایت کی کہ محمد بن شرید ایک سیاہ فام غلام کو لایا۔ باقی حسب سابق ہے لیکن شرید کی اولاد میں محمد نامی کوئی آدمی نہ تھا اور اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے محمد بن عمرو سے۔ اس نے ابوسلمہ سے،

اس نے شریدبن سوید سے روایت کی کہ میری ماں نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے ایک مسلمان لونڈی آزاد کی جائے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن صفوان الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے (۱) صفوان بن محمد (۲) عبداللہ بن صفوان (۳) خالد بن صفوان۔ یہ کوفی تھے اور شعبی کے بغیر کسی اور نے ان سے روایت نہیں کی۔

ابو یاسر نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن جعفر سے، اس نے شعبہ سے اس نے عاصم الاحول سے، اس نے شعبی سے اس نے محمد بن صفوان سے روایت کی، کہ اس نے دو خرگوش شکار کیے اور مروہ پر ذبح کر کے حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے ان کے کھانے کی اجازت دے دی۔

ابوالاحوص نے اسے عاصم سے اس نے شعبی سے اس نے محمد بن صفوان سے روایت کیا۔ ابو عوانہ نے یہ روایت عاصم سے اس نے شعبی سے بیان کی اور آگے محمد بن صفوان یا صفوان بن محمد لکھا ہے۔ اسی طرح حصین نے شعبی سے اور آخر میں محمد بن صیفی تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ابو عمر کہتا ہے۔ یہ دو آدمی ہیں۔ محمد بن صفوان اور محمد بن صیفی الانصاری جس کا ذکر آگے آئے گا اور اسے وہ درست خیال کرتا ہے۔ واقدی کی روایت کے مطابق ان کا نام ابو مرحب محمد بن صفوان ہے۔ شعبی نے ان سے خرگوش کے بارے میں روایت کی ہے۔ ان کی نسل آگے نہیں چلی تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن صیفی (رضی اللہ عنہ)

بن امیہ بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی: ان کی والدہ کا نام ہندہ بنت عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا، اور ہندہ کی والدہ کا نام حضرت خدیجہ بنت خویلد تھا۔ ان سے کوئی روایت مروی نہیں اور نہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصاحبت ہی ثابت ہے۔ یہ ابو عمر کی رائے ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا نام محمد بن صیفی المخزومی لکھا ہے۔ ابن شاہین کہتا ہے کہ یہ صحابی انصاری نہ تھے۔ ان کا سلسلہ نسب محمد بن صیفی بن امیہ بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن سلیمان کو سنا، کہ وہ اپنی تصنیف کتاب المصابیح میں انھیں لنسب قداح سے شمار کرتا ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن صیفی الانصاری (رضی اللہ عنہ)

کوفیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے بقول ابو عمر سوائے شعبی کے اور کسی نے کوئی حدیث روایت نہیں کی اشعبی

کی روایت کردہ حدیث کا تعلق صوم عاشورہ سے ہے) ابن مندہ اور ابو نعیم نے محمد بن سعد الواقدی سے روایت کی ہے کہ محمد بن صیفی اور محمد بن صفوان دو مختلف آدمی تھے۔ شعبی نے دونوں سے روایت کی ہے، اور دونوں کوفہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ابواحمد عسکری نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے؛ محمد بن صیفی بن حارث بن عبید بن عنان بن عامر بن خطمہ۔ بعض اور لوگوں نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے؛ محمد بن صفوان بن سہل اور بقول ان کے دونوں ایک ہیں۔ ابوحاتم نے دونوں میں یوں فرق کیا ہے کہ محمد بن صیفی مدنی ہیں اور محمد بن صفوان کوفی ہیں۔ اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ محمد بن صیفی مخزومی تھے۔ ابن ابی خیثمہ کی رائے ہے کہ دونوں حضرات کا تعلق انصار سے ہے۔

عبدالوہاب بن ہبتہ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ہیثم سے اس نے حصین سے اس نے شعبی سے اس نے محمد بن صیفی سے روایت کی کہ عشورہ کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حاضرین سے استفسار فرمایا۔ کہ کیا تم نے آج کا روزہ رکھا ہے۔ بعض نے ہاں کہا اور بعض نے کہا نہ۔ حضور نے فرمایا جنھوں نے روزہ نہیں رکھا۔ وہ اب سے کھانا پینا بند کر دیں۔ نیز حکم دیا کہ قرب و جوار کے لوگوں کو بتا دو۔ وہ آج کے دن کا روزہ اسی طریقے سے رکھ لیں تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ضمرہ (رضی اللہ عنہ)

بن اسود بن عباد بن غنم بن سواد؛ حضور اکرم نے ان کا نام محمد رکھا تھا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر موجود تھے۔ اس کی تخریج ابوموسیٰ نے کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن طلحہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبیداللہ القرشی التیمی؛ ہم ان کا نسب ان کے باپ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ان کے والد انھیں اٹھا کر حضور اکرم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور محمد نام رکھا اور اپنی کنیت بھی عطا فرمائی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ ان کی والدہ حمنہ بنت جحش تھیں، جو ام المومنین زینب کی ہمشیرہ تھیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور اکرم نے ان کی کنیت ابوسلیمان رکھی تو جناب طلحہ نے گزارش کی۔ یارسول اللہ! ابوالقاسم کی اجازت فرما دیجئے، ارشاد ہوا نہیں۔ میں نام اور کنیت جمع نہیں کرنا چاہتا یہ ابو سلیمان ہے، لیکن پہلی روایت درست ہے۔

ابوراشد بن حفص الزہری کا بیان ہے کہ میں صحابہ کی اولاد میں سے چار ایسے آدمیوں کو جانتا ہوں۔ جن کے نام

محمد اور کنیت ابوالقاسم تھی۔ محمد بن علی، محمد بن ابی بکر، محمد بن طلحہ اور محمد بن سعد بن ابی وقاص۔ محمد بن طلحہ کا لقب بوجہ کثرتِ عبادت سجاد پڑ گیا تھا۔ یہ صاحب اپنے والد سمیت جنگ جمل میں ۳۶ھ میں مارے گئے تھے۔ ہر چند ان کا رحجان حضرت علی کی طرف تھا لیکن باپ کی پیروی میں حضرت عائشہ کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ جب حضرت علی نے انھیں مرے ہوئے دیکھا تو کہا، یہ سجاد ہے، جو اپنی پارسائی کے باوجود، باپ کی وجہ سے مارا گیا۔ وہ جناب طلحہ کی اولاد میں سر برآوردہ تھے۔ حضرت علی نے اپنے لشکر کو تاکید فرما دی تھی کہ انھیں قتل نہ کیا جائے۔ جناب محمد حضرت علی کے خلاف بالکل لڑنا نہیں چاہتے تھے لیکن باپ کے حکم سے مجبوراً شریک قتال ہوئے۔ زرہ اتار کر پھینک دی اور اس کے اوپر کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ جب کوئی آدمی ان پر حملہ آور ہوتا تو اسے قرآن کی قسم دیتے۔ تا آنکہ ایک آدمی نے حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا۔ پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

۱۔ وہ درویش خدا پرست جو اللہ کے احکام پر سختی سے ڈٹا رہا۔ کسی کو دکھ نہیں دیتا تھا اور جہاں تک آنکھوں کی بصارت کام کرتی تھی، وہ مسلمان تھا۔

۲۔ میں نے نیزے سے اس کی زرہ کو پھاڑ دیا۔ چنانچہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔

۳۔ اس کے سوا اس کا اور کوئی قصور نہ تھا کہ وہ حضرت علی کا تابع اور پیروکار نہ تھا اور جو شخص حق کا ساتھ نہ دے۔ اس سے زیادتی ہو ہی جاتی ہے۔

۴۔ وہ مجھے حامیم کی قسم دیتا تھا۔ اور میرا نیزہ تنا ہوا تھا۔ تو نے میدانِ جنگ میں آنے سے پہلے کیوں حامیم نہیں پڑھی تھی۔

کہتے ہیں کہ انھیں کعب بن مدلج نے جو بنو اسد بن خزیمہ سے متعلق تھا، قتل کیا تھا۔ ایک روایت ہے کہ انھیں شداد بن معاویہ عبسی نے قتل کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا قاتل اشتر النخعی تھا۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ قاتل کا نام عصام بن مقشعر النصری تھا۔ ان کے علاوہ بعض اور آدمیوں کا نام بھی لیا گیا ہے۔

محمد بن حاطب سے مروی ہے کہ جب ہم جمل کے دن لڑائی سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ، امام حسن عمار بن یاسر، صعصعہ بن صوحان، اشتر اور محمد بن ابوبکر مقتولوں میں گھوم پھر رہے تھے۔ حضرت حسن نے ایک مقتول کو منہ کے بل گرا دیکھا۔ حضرت حسن نے اسے سیدھا کیا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ بخدا یہ قریش کی اولاد تھا۔ حضرت علی نے دریافت کیا، بیٹا! مقتول کون ہے۔ انھوں نے کہا، محمد بن طلحہ۔ حضرت علی نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ بخدا میں نے اسے ایک جوانِ صالح پایا۔

پھر جناب علی افسردہ اور پریشان خاطر ہو گئے۔ حضرت حسن نے کہا۔ اباّ جان! میں نے آپ کو ادھر آنے سے بارہا منع کیا تھا۔ لیکن آپ فلاں فلاں آدمی کی باتوں میں آ گئے۔ بیٹا! اگر اس ناشدنی واقعہ نے ہونا تھا تو میں کیوں نہ آج سے بیس برس پہلے مر گیا۔

ابو یاسر بن ابی حبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے بیان کیا۔ اس نے اپنے باپ سے اس سے عفان نے اس سے ابو عوانہ نے اس سے ہلال الوزان نے، اس سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا، کہ حضرت عمر نے ابن عبدالحمید کو جس کا نام محمد تھا، دیکھا کہ ایک شخص کا نام لے کر اسے برا بھلا کہہ رہا تھا اور بے تحاشا کوس رہا تھا۔ حضرت عمر نے اسے بلایا۔ اے فلاں! میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری وجہ سے محمد کو برا بھلا کہا جا رہا ہے۔ بخدا جب تک تو زندہ ہے تجھے ہرگز اس نام سے مخاطب نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اس کا نام بدل کر عبدالرحمان رکھ دیا۔ اس کے بعد جناب طلحہ کے خاندان کو طلب کیا۔ ان میں اس نام کے سات آدمی تھے۔ محمد بن طلحہ سب سے بڑا اور ان کا لیڈر تھا۔ حضرت عمر نے ان کے نام بدلنے کا ارادہ کیا۔ اس پر جناب محمد بن طلحہ نے کہا۔ امیر المومنین! میں خدا کا نام لے کر عرض کرتا ہوں کہ حضور نے میرا نام محمد رکھا۔

اس پر حضرت عمر نے کہا۔ اٹھو چلیں، جس کا نام حضور اکرم نے تجویز فرمایا۔ اس میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عاصم (رضی اللہ عنہ)

بن ثابت بن ابی الاقلح: ان کا نسب ان کے باپ کے ترجمے میں لکھ آیا ہوں۔ وہ انصاری ہیں۔ ان کا ذکر اس حدیث میں مذکور ہے، جو ان کے والد عاصم کے غزوۂ رجیع میں تیسرے سال ہجری میں شہادت کے بارے میں مروی ہے۔ جناب محمد کو مصاحبت کا شرف حاصل ہوا ہو گا۔ ابن مندہ نے اس کی تخریج کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ بیعت رضوان کے موقعہ پر موجود تھے۔ نیز اس کے بعد تمام غزوات میں جو صلح حدیبیہ کے بعد وقوع پذیر ہوئے شامل رہے ابو موسیٰ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔ اس لیے استدراک بلاوجہ ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ)

بن ابی بن سلول: یہ عبداللہ مجہول کے بھائی تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں صحبت میسر نہیں ہوئی جعفر بن عبداللہ سالمی نے ربیع بن بدر سے۔ اس نے راشد الحمانی سے اس نے ثابت البنانی سے اس نے محمد بن عبداللہ بن ابی سے روایت کی کہ ہم رسولِ کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے انصار! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طہارت

کو بہ نظرِ تحسین دیکھا ہے۔ کیا تم بتاؤ گے کہ تم کیا کرتے تھے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں کچھ اہل کتاب بھی بود و باش رکھتے تھے۔ جب وہ بیت الخلاء سے واپس آتے، تو پانی سے طہارت کیا کرتے۔ یہ حدیث اسی طرح بیان ہوئی ہے، اور جعفر السالمی سے روایت کی گئی ہے، لیکن یہ غلط ہے اور درست اسناد حسب ذیل ہے: محمد بن عبداللہ بن سلام۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ)

بن جحش الاسدی: ہم نے ان کا نسب ان کے والد کے ترجمہ میں بیان کیا ہے۔ یہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے اور ان کی والدہ فاطمہ بنت ابی خنیس تھی۔ اور کنیت ابو عبداللہ تھی۔ انھوں نے اپنے والد اور دو چچاؤں کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی۔ وہاں سے واپسی پر انھوں نے والد کے ساتھ ہجرت کی۔ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر آئی۔ نیز انھوں نے حضور سے روایت بھی کی ہم نے اس کتاب میں ان کے چچا اور پھوپھیوں کا ذکر کیا ہے۔

جب عبداللہ بن جحش احد کی طرف روانہ ہوئے، تو انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹے محمد کا وصی مقرر کیا اور بیٹے کے لیے خیبر میں کچھ مال خریدا، اور مدینہ کے چوک دقیق میں اس کے لیے ایک مکان بھی خریدا۔

واقدی لکھتا ہے کہ محمد کی پیدائش ہجرت سے پانچ برس پہلے ہوئی تھی اور محمد بن طلحہ بن عبداللہ، محمد بن عبداللہ کی پھوپھی کا بیٹا تھا۔ کیونکہ محمد بن طلحہ کی والدہ جحش کی بیٹی تھی۔

ہمیں ابن ابی حبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے یہ بات بتائی۔ کہ مجھے میرے باپ نے اور اسے محمد بن بشر نے اسے محمد بن عمرو نے اور اسے ابو کثیر نے، اسے محمد بن عبداللہ بن جحش نے بتایا کہ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا، یا رسول اللہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو مجھے کیا ملے گا، فرمایا جنت۔ جب وہ چلے گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں، جبریل نے ابھی میرے کان میں کہا ہے کہ قرض کا حساب کتاب دینا ہوگا۔

(سیدنا) محمد بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن عبد ربہ الانصاری: ان کی پیدائش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہوئی۔ ابن مندہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ)

بن سلام حارث الاسرائیلی ؛ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ انصار کے حلیف تھے اور ان کے والد یہود کے جلیل القدر عالم تھے۔ ان سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے۔ فرمایا اللہ نے تمہاری طہارت کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ کیا تم مجھے اس کے بارے میں بتاؤ گے۔ انھوں نے عرض کیا ہمیں توریت میں پانی سے استنجا کا حکم دیا گیا ہے۔

عبد اللہ بن سلام مسلمان ہو گئے تھے، چنانچہ ہم ان کا تذکرہ کر آئے ہیں۔ ان کے لڑکے کو حضور اکرمؐ کی زیارت کا موقع ملا اور انھوں نے حضور سے روایت بھی کی۔ اس کی تینوں نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ)

بن عثمان ؛ یہ محمد بن ابوبکر الصدیق ہیں۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا۔ ہم ان کا نسب ان کے والد کے ترجمے میں لکھ آئے تھے۔ ان کی ولادت حجۃ الوداع کے موقعہ پر ذوالحلیفہ میں ذوالعقدہ کی ۲۵ تاریخ کو ہوئی۔ ان کی والدہ رفع حاجت کے لیے نکلی تھیں کہ وضع حمل ہو گیا۔ حضرت ابوبکر نے رسول کریم سے اس باب میں شرعی حکم دریافت کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہانے کے بعد تہلیل و تسبیح کی اجازت ہے، لیکن جب تک وہ پاک نہ ہو، کعبے کا طواف نہ کرے۔

ابوالحرم مکی بن ریان بن شبتہ النحوی نے باسنادہ یحییٰ بن یحییٰ سے اس نے مالک سے اس نے عبدالرحمان بن قاسم سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی کہ میرے بطن سے محمد بن ابوبکر صحرا میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر سے حضور اکرم نے فرمایا کہ غسل کے بعد تہلیل و تسبیح پڑھ لیا کرے۔ حضرت عائشہ نے ان کی کنیت ابوالقاسم رکھی تھی اور جب بعد میں ان کو خدا نے بیٹا دیا، تو اس کا نام قاسم رکھا گیا۔ حضرت عائشہ انھیں صحابہ کے زمانے میں اسی کنیت سے پکارتی تھیں اور کوئی مضائقہ نہیں تھا۔

حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت علی نے اسماء سے نکاح کر لیا اور جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے بعد ابوبکر نے ان سے شادی کر لی تھی۔ محمد رضی اللہ عنہ حضرت علی کے ربیب ہو گئے۔ اور جنگ جمل میں ان کے ساتھ تھے۔ صفین کی جنگ میں بھی حضرت علی کے لشکر میں تھے۔ بعد میں وہ مصر کے والی مقرر ہوئے اور وہیں قتل ہو گئے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے، جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تھا۔ جب انھیں قتل کرنے کے لیے ان کے محل میں داخل ہوئے۔ تو خلیفہ نے کہا۔ اگر تیرا باپ تجھے اس حالت میں دیکھتا، تو اسے تیری اس حرکت پر رنج

ہوتا۔ چنانچہ وہ علیحدہ ہو گئے اور محل سے باہر نکل گئے بعد میں جب وہ مصر کے والی تھے اور حضرت علی کی شہادت کے بعد عمرو بن عاص نے مصر پر حملہ کیا تو محمدؓ کو شکست ہو گئی اور بھاگ کر ایک غار میں پناہ لی۔ پکڑے گئے اور قتل کر دیئے گئے۔ اور ان کی میت کو ایک مردہ گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلا دیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق انہیں معاویہ بن خدیج نے قتل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن عاص نے انہیں بھوکا رکھ کر ہلاک کیا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ کو بھائی کی وفات کا علم ہوا۔ تو انھیں سخت دکھ ہوا! فرمایا، میں مرحوم کو اپنا بھائی اور بیٹا سمجھتی تھی اور چونکہ انھیں آگ میں جلایا گیا تھا۔ اس لیے حضرت عائشہ نے اس واقعہ کے بعد کبھی بھی بھُنا ہوا گوشت نہیں کھایا۔ چونکہ مرحوم صاحب فضل اور عبادت گزار آدمی تھے۔ اس لیے حضرت علی ان کو اچھا جانتے تھے اور وہ یحییٰ بن علی اور عبداللہ بن جعفر کے اخیافی بھائی تھے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ)

بن ابوبکر الصدیق: ان کا نام عبداللہ بن عثمان تھا اور عرف ابوعتیق تھا۔ قریشی تھے۔ بنو تیم سے۔ انھیں اور ان کے والد کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر آئی۔ اسی طرح ان کے دادے ابوبکر صدیق اور پردادے ابوقحافہ کو بھی یہ اعزاز نصیب ہوا۔ اس لحاظ سے یہ خاندان منفرد ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ)

مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، محمد بن عبداللہ حضرمی نے المغاریدہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم انھیں غیر منصل قرار دیتا ہے۔ صفوان بن سلیم نے عبداللہ بن یزید سے جو اسود کا مولی ہے اور محمد بن عبدالرحمٰن سے جو رسول کریم کا مولی ہے۔ روایت کی کہ جس شخص نے کسی عورت کی شرمگاہ کو ننگا کیا۔ اس پر اس کا مہر واجب ہو گیا۔

ابوموسیٰ، ابونعیم کی رائے کو غلط نہیں گردانتا۔ کیونکہ جو راوی درمیان میں رہ گیا ہے وہ ابن السلمانی ہے اور عبدان بن محمد بن عیسیٰ المروزی نے اپنی کتاب معرفتہ الصحابہ میں اس کا ترجمہ لکھا ہے اور ان کی طرف سے یہ حدیث قتیبہ سے اس نے لیث سے اس نے عبیداللہ سے روایت کی ہے اور اس کے اسناد میں محمد بن ثوبان کا ذکر کیا ہے۔ عبدان لکھتا ہے۔ مجھے اس کا علم تو نہیں، آیا انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا نہیں۔ لیکن بعض حضرات کی مسانید میں ان کا نام دیکھا ہے۔ ابوموسیٰ کہتا ہے۔ کہ یہ شخص محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان ہے، جو حضرت ابوہریرہ کے تابعین میں سے ہیں۔ اور ان سے اجازۃً ابوموسیٰ نے قاضی ابوسہل بن عزیزہ سے۔ اس نے عبدالوہاب بن محمد سے اس نے اپنے والد سے، اُس نے احمد بن محمد بن عباس سے۔ اس نے بشر بن موسیٰ سے اس نے یحییٰ بن اسحاق سے۔ اس نے

یحییٰ بن ایوب سے اس نے عبید اللہ بن ابی جعفر سے اُس نے صفوان بن سلیم سے، اس نے عبد اللہ بن یزید مولی اسود بن سفیان سے، اس نے محمد بن عبد الرحمان بن ثوبان سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولی ہیں۔ اسی طرح کی حدیث بیان کی۔ ابو موسیٰ لکھتا ہے کہ ہم نے محمد بن عبد الرحمان بن ثوبان اور اس طرح کے اور کئی لوگوں کا ذکر اس لیے کیا ہے تاکہ معاملہ گڈ مڈ نہ ہو جائے یعنی شبہات نہ اُٹھ کھڑے ہوں اور یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ چونکہ حفاظ نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے، اس لیے یہ ضرور صحابی ہیں، لیکن ہم نے ان کا نام چھوڑ دیا اور صحابہ میں ان کا شمار نہیں کیا۔ تاکہ ہم پر اس طرح اعتراض نہ کیا جائے۔ جیسا کہ ابو زکریا نے ان کے دادا کے بارے میں اعتراض کیا تھا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ابی عبس (رضی اللہ عنہ)

بن جبر الانصاری: ابن منیع نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور ان کے والد سے حدیث کی روایت بھی کی ہے۔ ابن مندہ نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عدی (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ بن سعد بن سواءۃ بن جشم بن سعد: ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔ عبد الملک بن ابی سویۃ المنقری نے اپنے والد کے دادا خلیفہ سے (اور خلیفہ مسلم تھا) روایت کی ہے کہ میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا کہ تیرے باپ نے تیرا نام محمد کیسے رکھا۔ اس پر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ مجھے میرے باپ عدی بن ربیعہ نے بتایا کہ وہ اور سفیان بن مجاشع، یزید بن ربیعہ بن کابنہ اور اسامہ بن مالک بن عنبر، ابن جفنہ سے ملنے کو روانہ ہوئے۔ جب ہم اس کے گھر کے قریب پہنچے، تو دم لینے کو ایک تالاب کے کنارے درختوں کے نیچے ٹھہر گئے۔ وہاں ایک راہب آ نکلا۔ کہنے لگا کہ تمہاری زبان اس علاقے کے لوگوں کی زبان سے مختلف ہے۔ ہم نے کہا، تمہارا اندازہ ٹھیک ہے۔ ہمارا تعلق بنو مضر سے ہے۔ پوچھا، کس قبیلے سے؟ ہم نے کہا۔ خندف سے۔ اس نے[1] کہا، جلد ہی تم میں ایک نبی کی بعثت ہونے والی ہے۔ تم اس میں شامل ہونے سے تساہل نہ کرنا۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ ہم نے پوچھا، ان کا نام کیا ہوگا۔ اس نے کہا، محمد۔ اس کے بعد ہم ابن جفنہ کے پاس گئے اور بعد از فراغت اپنے گھروں کو چل دیے۔ اس کے بعد اللہ نے ہمیں اولادِ نرینہ سے سرفراز فرمایا۔ اور ہم سب نے اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

میری رائے ہے کہ اس شخص کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ اس کا زمانہ آپ

[1] حدیث مخدوش ہے، راہب غیب دان نہیں ہو سکتا۔ (مترجم)

سے پہلے ہے۔ ہم اس بات کا ذکر محمد بن سفیان اور محمد بن احیحہ کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔

(سیدنا) محمد بن عطیہ (رضی اللہ عنہ)

السعدی ابو عروہ ؛ عبداللہ بن ضحاک اور رواد بن جراح نے اوزاعی سے، اس نے محمد بن خراشہ سے اس نے اپنے والد سے روایت کی۔ جب تو تین چیزیں ہوتی دیکھے گا۔ تو آبادی کو بربادی اور بربادی کو آبادی نصیب ہو گی۔ ۱۔ ناپسندیدہ کو پسندیدہ (۲) اور پسندیدہ کو ناپسندیدہ قرار دیا جائے (۳) آدمی امانت کو یوں ہڑپ کر جائے جس طرح اونٹ درختوں کے پتوں کو ہڑپ کر جاتا ہے۔

ابو مغیرہ نے اوزاعی سے اس نے محمد بن خراشہ سے، اس نے محمد بن عروہ سے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اس لیے اس حدیث کو عروہ سے منسوب کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسکی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن علیۃ القرشی (رضی اللہ عنہ)

ان کا ذکر صرف ایک حدیث میں ہے۔ جسے عمرو بن حارث نے یزید بن ابی حبیب سے اس نے اسلم ابو عمران سے اس نے ہبیب بن مغفل سے روایت کی کہ اس نے محمد بن علیہ کو دیکھا، کہ وہ اپنے ازار کا پلو زمین پر گھسیٹتے جا رہے تھے۔ انھیں ہبیب نے بھی دیکھا اور کہا، کہ تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے نہیں سنا کہ جو شخص اپنی ازار کا پلو زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔ وہ گویا نارِ جہنم میں یہ عمل کر رہا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابو نعیم لکھتا ہے، کہ ابن مندہ کے اس قول سے کہ ہبیب نے محمد بن علیہ کو حضور کا انتباہ یاد کرایا، ثابت ہوتا ہے کہ جناب محمد بن علیہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور ابو بکر بن مالک نے عبداللہ بن احمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ہارون بن معروف سے روایت کی کہ ہمیں عبداللہ بن وہب نے، اس نے عمرو بن حارث سے اس نے یزید بن ابی حبیب سے، اس نے اسلم ابو عمران سے اس نے ہبیب بن مغفل سے سنا۔ کہ اس نے محمد القرشی کو اپنی ازار زمین پر گھسیٹتے دیکھا۔ اس نے کہا، کیا تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے نہیں سنا کہ جو شخص ازار کو اس طرح سے زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے۔ گویا وہ یہ عمل جہنم میں سرانجام دے رہا ہے۔

ابن لہیعہ نے اس روایت کو یزید بن ابی حبیب سے نقل کیا ہے۔ اور محمد بن علیہ کا نام نہیں لیا۔ وہ لکھتا ہے کہ بعض لوگوں نے جناب محمد کو اس لیے صحابہ میں شمار کیا ہے کہ وہ ہبیب کی محفل میں موجود تھے۔ لیکن صحابہ کی مجلس میں حاضری یا ان سے گفتگو کو صحابی بننے کے لیے کافی سمجھا جائے تو اس کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے گا۔ لیکن متقدمین میں سے کسی شخص نے محمد بن علیہ کو صحابہ میں شمار نہیں کیا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ابونعیم نے ابن مندہ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے میں مبالغہ کیا ہے۔ اور اسے جہالت سے تعبیر کیا ہے کہ ابن مندہ نے صحابہ کی محفل میں حاضری اور ان سے بات چیت کو صحابی بننے کے لیے کافی سمجھا ہے۔ کیونکہ اگر اس دلیل کو درست قرار دیا جائے تو تمام تابعی صحابی بن جائیں گے۔ لیکن ابن مندہ یا کسی اور نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ ابن مندہ نے تو اس حدیث میں یہ الفاظ استعمال کیے ہیں: "ہبیب نے محمد القرشی کو اس حالت میں دیکھ کر کہا۔ کیا تم نے حضور اکرم کا ارشاد نہیں سنا"۔ اس پر ابن مندہ کہتا ہے۔ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے محمد القرشی نے حضور اکرم کی زیارت کی اور آپ کی گفتگو سنی۔ ایک اور روایت میں گفتگو سننے کا ذکر نہیں ہے، لیکن اس سے ابن مندہ کو ہم الزام نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ابن مندہ اور خود ابونعیم کے علاوہ اور بھی کئی لوگ ہمیشہ اس طرح کرتے آئے ہیں۔ نیز ابن ماکولا نے انھیں (محمد القرشی کو) صحابہ میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور ان کا تعلق مصر سے تھا اور ان کی حدیث، ہبیب بن مغفل اور مسلمہ بن مخلد کی حدیث میں مذکور ہے۔ اس سے ابن مندہ کے قول کی تائید ہوتی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عمرو (رضی اللہ عنہ)

بن حزم الانصاری: ان کا نسب ہم ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ان کی کنیت ابوالقاسم یا ابوسلیمان تھی۔ ایک روایت میں ابوعبدالملک آیا ہے۔ ان کی پیدائش ہجرت کے دسویں برس نجران میں ہوئی۔ ان کے والد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وہاں کے عامل تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کی پیدائش رسولِ اکرم کی وفات سے دو سال پہلے ہوئی۔ والدہ نے محمد نام اور ابوسلیمان کنیت رکھی اور آپ کو اطلاع دی۔ حضور نے نام تو وہی رہنے دیا، لیکن کنیت بدل کر ابوعبدالملک کر دی۔ محمد بن عمرو امّتِ مسلمہ کے عالم اور فقیہ شمار ہوتے تھے۔ انھوں نے اپنے والد اور بعض صحابہ سے بھی روایت کی ہے اور خود ان سے کئی فقہائے مدینہ نے روایت کی ہے اور جناب محمد بن عمرو ۶۳ ہجری میں یزید کے عہد میں ایامِ حرہ میں قتل کیے گئے۔

مدائنی لکھتا ہے کہ ایک شامی نے خواب میں دیکھا کہ وہ لڑائی میں محمد نامی ایک شخص کو قتل کرے گا اور داخلِ جہنم ہو گا۔ جب یزید نے مدینے پر حملے کے لیے لشکر روانہ کیا تو اس آدمی کو بھی اس سپاہ میں شامل کر دیا۔ یہ شخص بھی لشکر کے ساتھ مدینے پہنچ گیا۔ مگر خواب کے ڈر سے لڑائی میں حصہ نہ لیا۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو مقتولین میں گھومتا پھرتا تھا۔ کہ اس کی نگاہ محمد بن عمرو پر پڑی۔ جو زخمی ہو چکے تھے۔ محمد نے شامی کو برا بھلا کہا اور اس نے طیش میں جناب محمد کو قتل کر دیا۔ پھر اسے اپنا خواب یاد آیا چنانچہ مدینے کا ایک آدمی ساتھ لے کر پھر سے مقتولین

میں گھومنے لگا۔ جب مدنی نے جناب محمد کو مقتولین میں دیکھا۔ تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ جس نے اس شخص کو قتل کیا ہے۔ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ شامی نے پوچھا۔ یہ کون ہے، مدنی نے جواب دیا۔ یہ محمد بن عمرو ہیں۔ قریب تھا کہ شامی وفورِ غم سے مر جائے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عمرو (رضی اللہ عنہ)

بن عاص: ان کا نسب ہم ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ عدوی کا قول ہے کہ انھیں رسولِ کریم کی صحبت میسّر آئی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو یہ جوان تھے۔ واقدی لکھتا ہے کہ محمد بن عمرو بن عاص جنگ صفین میں موجود تھے۔ انھوں نے لڑائی میں حصّہ لیا، لیکن ان کے بھائی عبداللہ شریک نہ ہوئے۔ یہی رائے زبیر کی ہے۔ محمد بن عمرو بے اولاد مرے؛ زہری لکھتا ہے کہ جناب محمد نے میدانِ جنگ میں اپنی بہادری کے خوب خوب جوہر دکھائے اور ذیل کے اشعار کہے۔

(۱) اگر جنگِ جمل؛ صفین کے میدانِ جنگ میں کسی دن میرے مقام اور طریق جنگ کا مشاہدہ کرتی۔ تو دہشت سے اس کے بال سفید ہو جاتے۔

(۲) جس دن اہلِ عراق ہم پر حملہ آور ہوئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا، گویا سمندر میں طوفان اٹھا ہے کہ جس کی موجیں اوپر نیچے تہ در تہ ہیں۔

(۳) اور ہم یوں ان کی طرف بڑھے، گویا ہمارے بہادروں کی صفیں کالی گھٹائیں تھیں۔ جنھیں جنوب کی ہواؤں نے ہلکا کر دیا ہے۔

(۴) عراقیوں نے ہم سے کہا، ہماری رائے ہے، کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لو۔ ہم نے کہا۔ ہماری رائے یہ ہے، کہ تم ہم سے لڑو۔

(۵) ان کے تیر اندازوں نے ہم پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور ہم نے تلواریں ہاتھوں میں لیں اور ان پر ٹوٹ پڑے۔

(۶) جب ہم نے ان سے کہا کہ بھاگ جاؤ، تو ان کی سپاہ کے دستے سامنے آگئے اور مقابلے میں ڈٹ گئے۔

(۷) نہ تو عراقیوں نے پیٹھ پھیری تا کہ بھاگ جائیں اور ہم بھی ان کی طرح مقابلہ کر رہے تھے اور تلواریں چلا رہے تھے۔

تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عمیر (رضی اللہ عنہ)۔

بن عطارد: ان کا ذکر صحابہ میں ہوا ہے لیکن نہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ثابت ہے نہ زیارت، یہ صاحب اپنے زمانے میں اہلِ کوفہ کے سردار تھے جن دنوں یہ آذربائیجان کے حاکم تھے۔ تو ہزار گھوڑوں پر سوار ہزار آدمیوں نے حملہ کیا، جن میں اہلِ کوفہ بھی تھے۔ حماد بن سلمہ نے ابو عمران جونی سے، اس نے محمد بن عمیر بن عطارد سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم اپنے بعض اصحاب کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ جبریل نازل ہوئے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ میں انگلی چبھوئی اور جبریل ایک درخت کی طرف چل دیئے۔ جس میں پرندوں کے گھونسلے کی طرح دو نشست گاہیں تھیں، ایک میں جبریلؑ خود بیٹھ گئے اور دوسرے میں حضور اکرم کو بٹھا دیا۔ اس پر انھیں نور نے ڈھانپ لیا، چنانچہ جبریلؑ بیہوش ہو کر گر پڑے، حضورؐ کو خیال آیا۔ کہ جبریل کے دل میں مجھ سے زیادہ اللہ کا ڈر ہے۔ اسی اثناء میں مجھ پر خدا کی طرف سے القا ہوا، "آیا تم نبی اور اللہ کے بندے ہو۔ یا نبی اور فرشتے اور جنت کے والی ہو" جبریل علیہ السلام نے مجھے اشارے سے سمجھایا کہ آپ انکسار کا اظہار کریں۔ چنانچہ میں نے کہا کہ میں نبی اور بندہ ہوں۔

ابو عمران جونی کو ایک سے زیادہ صحابہ کی صحبت اور رویت کا اتفاق ہوا۔ جن میں انسؓ اور جندبؓ شامل ہیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ابی عمیرۃ المزنی (رضی اللہ عنہ)

انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر آئی۔ ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے۔ ان سے جبیر بن بن نفیر نے روایت کی۔

ہمیں یحییٰ بن محمود نے باسنادہ جو ابن ابی عاصم تک پہنچتا ہے۔ کنا بتہٗ بتایا، اسے دحیم نے اسے ولید بن مسلم نے ثور بن یزید سے، اس نے خالد بن معدان سے۔ اس نے جبیر بن نفیر سے اس نے محمد بن عمیرہ سے جو حضور اکرم صلی اللہ صلی وسلم کے صحابی تھے۔ روایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی آدمی پیدا ہوتے ہی اللہ کی عبادت میں سجدہ ریز ہو جائے اور مرتے دم تک۔ اسی حالت میں پڑا رہے، تو قیامت کے دن جب اسے اس کا اجر و ثواب ملے گا، تو اس عمر بھر کی عبادت کو کمتر خیال کرے گا۔ اور اس کی خواہش ہو گی کہ کاش اسے عبادت کا اور موقعہ ملتا۔

ابن ابی عاصم نے اس کو اسی طرح موقوفاً روایت کیا ہے اور یحییٰ بن سعد نے خالد بن معدان سے روایت

کی ہے اور کہا ہے، کہ عتبہ بن عبد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اس کی تخریج ابن مندہ اور ابونعیم نے کی ہے۔ عمیرہ بہ فتح عین وکسر میم ہے۔

(سیدنا) محمد بن فضالہ (رضی اللہ عنہ)

بن انس، ایک روایت میں محمد بن انس بن فضالہ ہے اور ہم اس نام پر محمد بن انس کے تحت بحث کر چکے ہیں۔ ابونعیم نے اس کی اسی طرح تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن قیس الاشعری (رضی اللہ عنہ)

ابوموسیٰ اشعری کے بھائی تھے۔ ہم ان کا نسب ابوموسیٰ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ طلحہ بن یحییٰ نے ابی بردہ سے اس نے ابن ابی موسیٰ سے اس نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اور میرا بھائی بذریعہ سمندر (یمن سے) مکے پہنچے اور میرے ساتھ ابوبردہ بن قیس، ابوعامر بن قیس، ابورہم بن قیس اور محمد بن قیس کے علاوہ پچاس آدمی قبیلہ اشعری کے اور چھ افراد قبیلہ عک کے تھے۔ چنانچہ ہم پھر سمندر کے راستے سے مدینے پہنچے۔ حضور اکرم نے فرمایا، لوگوں نے ایک ہجرت کی ہے اور تم نے دو ہجرتیں کی ہیں۔

ابن ابی بردہ نے اپنے بزرگوں سے اسی طرح روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم روانہ ہوئے اور میرے ساتھ میرے بھائی تھے۔ انھوں نے محمد بن قیس کا ذکر نہیں کیا۔ ابومندہ اور ابونعیم کی تخریج یہی ہے لیکن ابونعیم کہتا ہے کہ یہ فاش غلطی ہے۔

ابوکریب نے ابواسامہ سے اس نے برید سے اس نے ابوبردہ سے اس نے ابوموسیٰ سے روایت کی، کہ ہم یمن سے روانہ ہوئے اور ہم تین بھائیوں کے علاوہ ہمارے اپنے قبیلے کے پچاس سے کچھ زیادہ افراد ساتھ تھے ہمارا جہاز ہمیں حبشہ میں لے آیا، جہاں نجاشی حکمران تھا اور جعفر طیار اور ان کے ساتھی وہیں ٹھہرے ہوئے تھا۔ وہاں سے ہم سب جہاز میں سوار ہو کر خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ وہ زمانہ تھا کہ خیبر فتح ہو چکا تھا۔ جب مال غنیمت کی تقسیم ہوئی تو آپ نے اس معرکے سے غیر حاضر ہونے والوں میں سے کسی اور کو، سوائے جعفر طیار اور ان کے رفیقان سفر کے کچھ عطا نہیں فرمایا۔ نیز ارشاد کیا۔ کہ تم نے لوگوں کی ایک ہجرت کے مقابلے میں دو ہجرتیں کی ہیں۔ ایک ہجرت نجاشی تک اور دوسری وہاں سے مجھ تک۔

روایت ماقبل میں فاش غلطی یہ ہے کہ یہ حضرات حبشہ سے مکے گئے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ

حضرت ابو موسیٰ اشعری غزوہ خیبر ہی کے دن پہنچے تھے۔

(سیدنا) محمد بن قیس (رضی اللہ عنہ)

بن مخرمہ بن مطلب بن عبد المناف بن قصی؛ عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز لکھتے ہیں کہ میں نے ابن ابی داؤد کی کتاب میں جو صحابہ کے بارے میں ہے دیکھا کہ مصنف نے محمد بن قیس بن مخرمہ کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ حالانکہ میں نہیں سمجھتا کہ اس نے حضور اکرمؐ سے کوئی حدیث سُنی ہے۔

احمد بن عبد اللہ بن یونس نے ثوری سے اس نے عبد اللہ بن مؤمل سے۔ اُس نے محمد بن عباد بن جعفر سے اُس نے محمد بن قیس بن مخرمہ سے سُنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حرمین میں فوت ہُوا۔ وہ قیامت کے دن امن و امان میں اُٹھے گا۔ عزیانی نے ثوری سے۔ اُس نے محمد بن قیس بن مخرمہ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ ابو احمد عسکری نے قیس بن مخرمہ کے ترجمے میں لکھا ہے کہ ان کے دونوں بیٹے محمد اور عبد اللہ جو ابھی بچے تھے وہ والد کے ساتھ ہو لیے تھے اور جس حدیث کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ محمد بن قیس کی زبانی روایت کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن کعب (رضی اللہ عنہ)

بن مالک الانصاری؛ ہم ان کا نسب ان کے والد کے ترجمے میں؛ اس حدیث کے سلسلے میں جو ابو امامہ ثعلبہ بن ثعلبہ سے مروی ہے۔ لکھ آئے ہیں۔

عکرمہ بن عمار نے طارق بن قاسم بن عبد الرحمان سے، انھوں نے عبد اللہ بن کعب بن مالک سے انھوں نے ابو امامہ سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے دوسرے کا مال اپنے قبضہ میں لینے کے لیے جھوٹی قسم کھائی اور اس میں سے کوئی چیز اپنے دائیں ہاتھ سے اٹھالی، تو جنت اس آدمی سے بیزار ہو گئی اور جہنم کی آگ اس کے لیے ضروری ہو گئی۔ اس پہ تیرے بھائی محمد بن کعب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یارسول اللہ معمولی چیز ہو جب بھی؟ پس آپ نے پیلو کے درخت کی چھوٹی سی ٹہنی (جو حضور نے دو انگلیوں میں پکڑی ہوئی تھی) کو پھیرا اور فرمایا۔ ہاں خواہ وہ اتنی سی لکڑی ہی کیوں نہ ہو۔

اور نصر بن محمد جرشی نے عکرمہ سے روایت کی ہے اور محمد کے قول کا اس نے ذکر نہیں کیا اور معبد بن کعب بن مالک نے اپنے بھائی عبد اللہ بن کعب سے۔ انھوں نے ابو امامہ بن ثعلبہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے پوچھا۔ "یارسول اللہ! خواہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو" ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں

کہ اس حدیث میں محمد کا ذکر فاش غلطی ہے۔ نضر الجرشی نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ مگر محمد کا نام نہیں لیا۔ اور معبد نے اپنے بھائی عبداللہ سے اس نے ابوامامہ سے روایت کی، اور محمد کا ذکر نہیں کیا اور وہ روایت صحیح ہے جس میں محمد بن کعب کا ذکر بایں انداز ہے کہ انھوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے اور انھوں نے ابوامامہ سے روایت کی۔ اسی طرح ولید بن کثیر نے محمد بن کعب سے اور انھوں نے اپنے بھائی سے روایت کی۔ جیسا ہم بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) محمد بن محمود (رضی اللہ عنہ)

عبدان بن مروزی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور نیز انھیں حضور اکرمؐ سے شرف سماع حاصل ہوا، اور ابوسعید الاشج نے ابوخالد سے۔ انھوں نے یحییٰ بن سعید سے انھوں نے محمد بن محمود سے سنا کہ رسول کریمؐ نے ایک اندھے کو وضو کرتے دیکھا جب وہ اپنے ہاتھ اور منہ دھو چکا تو آپ نے اسے فرمایا کہ پاؤں کے تلووں کو بھی اچھی طرح دھو۔ چنانچہ اس نے تعمیل ارشاد میں پاؤں کو اچھی طرح دھویا۔

عبدان کہتے ہیں کہ ہمیں حسن بن ابی امیہ۔ اور ابوموسیٰ نے بتایا کہ ہمیں ابن نمیر نے۔ انھوں نے یحییٰ سے اسی طرح سنا۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ محمد بن محمود بن عبداللہ بن مسلمہ نے میرے بھائی محمد بن مسلمہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی اور ان سے ان کے بیٹے سلیمان نے روایت کی۔ اور یحییٰ بن سعید نے محمد بن محمود سے روایت کی۔ ابوموسیٰ نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن مخلد (رضی اللہ عنہ)

بن سحیم بن مسنور بن عامر بن عدی بن کعب بن نضلہ: یہ صحابی فتح مکہ میں موجود تھے۔ ابوموسیٰ نے اختصاراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ)

بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس الانصاری اوسی، حارثیؓ، یہ بنو عبدالاشہل کے حلیف تھے، اور کنیت عبدالرحمٰن تھی۔ ایک روایت میں ابوعبداللہ مذکور ہے۔ سوائے تبوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ان کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ وہ مدینہ کو چھوڑ کر کہیں نہ جا سکے۔

عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انھوں نے ابن اسحاق سے انصار کے قبیلے بنو عبدالاشہل سے ان لوگوں کے ناموں کے سلسلے میں جو بدر میں موجود تھے بتایا کہ ان کے حلیفوں میں محمد بن مسلمہ بھی تھے۔ جن کا

تعلق بنو حارثہ سے تھا۔ یہ محمد بن مسلمہ ان لوگوں میں شامل تھے، جنھوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا تھا۔ بعض غزوات کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مدینے کی امارت تفویض فرمائی۔ ایک روایت کے رو سے اس غزوے کا نام قرقرۃ الکدر، اور ایک دوسری روایت کے مطابق غزوہ تبوک تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے دورِ خلافت میں جہینہ قبیلے سے وصولی زکات کے لیے مقرر کیا تھا۔ نیز وہ اس دور میں تمام عمالِ حکومت کے حاکم اعلیٰ تھے۔ جب کبھی کسی عامل کے خلاف دربارِ خلافت میں شکایات موصول ہوتیں۔ خلیفہ تحقیق احوال کے لیے انھیں روانہ کرتے تھے۔ نیز چونکہ خلیفہ کو ان پر اعتماد تھا۔ اس لیے سرکاری محاصل کی وصولی کے لیے بھی انہی کو بھیجا جاتا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد، اُمتِ محمدیہ بحران کا شکار ہو گئی۔ تو انھوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور لکڑی کی تلوار سنبھال لی۔ کہتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا تھا۔

ہمیں عبداللہ بن احمد طوسی نے، انہیں جعفر بن احمد قادری نے، انھیں عبیداللہ ابن عمر بن شاہین نے، انھیں عبداللہ بن ابراہیم بن ماشی نے، انھیں حسین بن علویہ قطان نے، انھیں سعید بن علیی نے، انھیں طاہر بن حماد نے، انھیں سفیان ثوری نے انھیں سلیمان احول نے، انھیں طاؤس نے بتایا کہ جناب محمد بن مسلمہ نے بتایا کہ رسول کریم نے مجھے ایک تلوار دے کر فرمایا کہ اس سے مشرکین کے خلاف جنگ کرو اور جب مسلمانوں میں باہم اختلاف پیدا ہو جائے، تو اسے پتھر پر مار کر توڑ دو اور گھر کی چٹائی بن جاؤ۔ چنانچہ وہ اس دور کے جھگڑوں سے علیحدہ ہو گئے سعد بن ابی وقاص۔ اسامہ بن زید، عبداللہ بن عمر وغیرہ کئی لوگ خانہ نشین ہو گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ مرحب یہودی کو انہی نے قتل کیا تھا، لیکن اہل سیر اور مورخین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مرحب کا قاتل لکھا ہے اور یہی درست ہے۔ حذیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ محمد بن مسلمہ ایسے آدمی ہیں، جنہیں اس بحران سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

راوی بیان کرتا ہے، کہ ہم بمقامِ ربذہ آئے، وہاں ایک خیمے میں ہم نے محمد بن مسلمہ کو دیکھا۔ ہم نے ان سے پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم ان کے شہروں میں سے کوئی چیز نہیں لیتے۔ جب تک اس کی حقیقت بالکل واضح نہ ہو جائے۔

ان کی وفات مدینہ میں ۴۶ھ یا ۴۷ ہجری میں ہوئی۔ کہتے ہیں کہ ان کی عمر ۷۷ برس تھی۔ ان کا رنگ سفید و سرخ قد لمبا اور سر کے بال اڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے دس لڑکے اور سات لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑیں۔ تینوں نے اس

کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محمد ابومهند المزنی** (رضی اللہ عنہ)

مطین نے الوحدان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نصر بن مزاحم نے عمر الاعرج المزنی سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی کو دو دفعہ قرض دیتا ہے۔ اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کہ وہ ایک دفعہ صدقہ کرے۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ حضور اکرمؐ سے ان کی صحبت ثابت نہیں۔

(سیدنا) **محمد بن نبیط بن جابر** (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ان کا نام محمد رکھا اور گھٹی دی۔ یہ ابن القداح کا بیان ہے۔ ابوموسیٰ نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محمد بن نضلہ الاسدی** (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب ان کے بھائی محرز کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ دونوں ہجرت کر کے مدینے آگئے تھے اور ان کے والد نضلہ انصار کے حلیف تھے۔ ابن اسحاق نے دونوں بھائیوں کی ہجرت کی تصدیق کی ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محمد بن ہشام** (رضی اللہ عنہ)

ان کا شمار اہل مدینہ سے ہوتا ہے۔ ان کا نام صحابہ میں لیا جاتا ہے، لیکن غیر معروف آدمی ہیں۔ قاضی ابواحمد نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ مدنی ہیں اور غیر معروف۔ ان سے مروی حدیث کی لیث نے تصدیق نہیں کی ابن الہاد نے صفوان بن نافع سے اُنھوں نے محمد بن ہشام سے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ تمہاری باہمی گفتگو امانت ہوتی ہے اس لیے مومن کیلئے یہ حلال نہیں۔ کہ وہ اپنے بھائی سے بُری بات منسوب کرے۔
علی بن المدینی سے کسی نے ان کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے کہا غیر معروف ہے۔ میں اسے نہیں جانتا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محمد بن ہلال بن معلّی** (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام رکھا۔ فتح مکہ کے موقعے پر موجود تھے۔ ابوموسیٰ نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن یغد بذویہ (رضی اللہ عنہ)

کہتے ہیں ان کا نام لبفودان تھا۔ حضور نے ان کا نام محمد رکھا۔ ایک روایت کے مطابق ان کا نام یفودان تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام محمد رکھ دیا۔ ابو اسحاق بن یاسین نے ان کا تذکرہ (اپنی کتاب تاریخ الہرات میں) ان صحابہ کے ساتھ کیا ہے۔ جو کسی نہ کسی طرح ہرات آ گئے تھے۔

ابو اسحاق ابراہیم بن علی بالویہ الزنجانی بہراہ سے انھوں نے محمد بن مردان شاہ زنجانی سے (جسے وہ قابلِ اعتماد خیال کرتے ہیں اور اس باب میں ان سے ۱۶۹ آدمی متفق ہیں) انھوں نے احمد بن عبدۃ الجرجانی سے، انھوں نے لبفودان بن یغد بذویہ الہروی سے روایت کی کہ میں نے شرک کی حالت میں رسول اکرم کے ساتھ جنگ کی۔ پھر میں اسلام لے آیا۔ اور آپؐ نے میرا نام محمد رکھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب دعائیں کم ہو جاتی ہیں تو آسمانی بلاؤں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ جب بادشاہ ظالم ہو تو بارش رک جاتی ہے۔ جب باہمی خیانت کی گرم بازاری ہو تو حکومت کفار کو مل جاتی ہے۔ جب زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو مویشی مرنا شروع ہو جاتے ہیں اور جب زنا کا دور دورہ ہو تو بھونچال آنے لگ جاتے ہیں اور جب جھوٹی شہادتوں کا زور شور ہو۔ تو طاعون پھیل جاتا ہے۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم مومن کا دوست ہے۔ عقل اس کی راہ نما ہے۔ عمل اس کا مددگار اور تواضع اس کے لشکر کی کمانڈار ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد غیر منسوب (رضی اللہ عنہ)

ابو حفص بن شاہین نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ سلام بن ابی الصہباء نے ثابت سے روایت کی، ایک سال میں حج کو گیا، اور ایک ایسے حلقے میں جا پہنچا۔ جس میں دو ایسے آدمی بیٹھے تھے، جو حضور اکرم کی صحبت میں بیٹھ چکے تھے، وہ دونوں بھائی تھے۔ ان میں ایک کا نام محمد تھا اور وہ دونوں "وسواس" پر تبادلۂ خیال کر رہے تھے وہ کہنے لگے۔ اتنے میں رسولِ کریمؐ تشریف لے آئے، حضور نے دریافت فرمایا، کس بات پر بحث کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم وسواس کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ بخدا اگر ہم سے ایک، آسمان سے زمین پر گر پڑے، تو ہمیں یہ اس سے کہیں بہتر معلوم ہوتا ہے، کہ ہم اپنے توہمات کا ذکر ہی کریں۔ آپؐ نے دریافت کیا۔ کیا تمہیں ایسی صورتحال پیش آئی ہے۔ انھوں نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا۔ یہ خالص ایمان ہے۔ اس پر جناب ثابت نے تمنا کی، کاش اللہ تعالیٰ ہمیں اس محض سے بچائے رکھے۔ اس پر ان دونوں

بھائیوں نے مجھے یہ کہہ کر جھڑکا، کہ ہم تمہیں رسول کریمؐ کی حدیث سنا رہے ہیں اور تم کہتے ہو کہ اللہ تمہیں اس سے پہلے ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محمود بن ربیع** (رضی اللہ عنہ)

بن سراقۃ الانصاری الخزرجی؛ کہتے ہیں کہ ان کا تعلق بنو حارث بن خزرج سے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ بنو سالم بن عوف سے، ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان کا تعلق بنو عبد الاشہل سے تھا۔ اس بنا پر وہ اوسی ہوئے۔ ان کی کنیت ابونعیم اور ایک روایت کے مطابق ابومحمد تھی۔ اور ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے اور انھوں نے اس ڈول سے، جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن پانی میں ملا کر اس پانی کو ان کے کنویں میں انڈیلا تھا، گھونٹ بھر پانی اپنے لیے علیحدہ کر لیا تھا۔ حالانکہ اس وقت ان کی عمر چار یا پانچ سال کی تھی۔ ان سے انس بن مالک، زہری اور رجاء بن حیات نے روایت کی ہے۔ انھوں نے ۹۹ یا ۹۶ ہجری میں وفات پائی۔ تینوں نے اسکی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محمود بن ربیعہ** (رضی اللہ عنہ)

ان کا تعلق انصار سے ہے اور مندرجہ ذیل حدیث، جو ان سے مروی ہے، کا مخرج اہل مصر اور اہل خراسان تھے، اَکَالُ الْمَرْاَۃِ وَالدَّیْنُ الَّذِیْ لَا یُؤدیٰ: ابوعمر نے اختصاراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محمود بن عمر بن سعد** (رضی اللہ عنہ)

عبدان نے ان کا یہی نام لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث[1] نقل کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ نے میری اُمت میں سے تین لاکھ کی مغفرت کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ اس تعداد کو بڑھائیے۔ اسکے اسناد میں اختلاف ہے ۱۔ سعید بن بشیر نے قتادہ سے انھوں نے ابوبکر بن انس سے انھوں نے محمود بن عمیر سے ۲۔ معمر نے قتادہ سے انھوں نے انس سے یا نضر بن انس سے اور انھوں نے انس سے ۳۔ معاذ بن ہشام نے اپنے باپ سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے ابوبکر بن عمیر سے، انھوں نے اپنے باپ سے ۴۔ ثابت نے ابویزید سے اور انھوں نے عمر یا عامر بن عمیر سے، انھوں نے ابوبکر بن عمیر سے۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محمود بن عمیر** (رضی اللہ عنہ)

بن سعد الانصاری، ان سے حدیث ابوبکر بن انس نے روایت کی۔ سعید بن بشیر نے قتادہ سے، انھوں نے ابوبکر بن انس سے انھوں نے محمود بن عمیر سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرے خاندان سے تین لاکھ کو جنت عطا کرے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اس تعداد

[1] حدیث مخدوش ہے۔ مترجم

کو بڑھا دیجئے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا، اتنے؟ (یعنی پانچ لاکھ) حضرت ابوبکر نے پھر درخواست کی، یارسول اللہ اس تعداد میں اور اضافہ فرمائیے۔ آپؐ نے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔ فرمایا، کیا اتنے؟؟ حضرت ابوبکر نے پھر عرض کیا، یا رسول اللہ حضور اضافہ فرما دیجئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے۔ کہنے لگے۔ ابوبکر بس بھی کرو، یہی کافی ہے، اگر اللہ چاہے تو کسی ایک فعل کے بدلے میں جتنی تعداد کو چاہے جنت میں داخل کر دے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عمر نے ٹھیک کہا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

یہ وہی نام ہے جس کی تخریج ابوموسیٰ نے اس سے پہلے ترجمے میں کی ہے اور انھوں نے محمود بن عمرو لکھا ہے اور اس کے اسناد میں راویوں کے اختلاف کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ اعادے کی ضرورت نہیں۔

(سیدنا) محمود بن لبید (رضی اللہ عنہ)

بن رافع بن امرؤالقیس بن زید بن عبدالاشہل الانصاری اوسی اشہلی؛ یہ حضور اکرم کے عہد میں پیدا ہوئے مدینے میں سکونت اختیار کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث روایت کیں۔ ان میں وہ حدیث بھی ہے جو عمارہ بن غزیہ نے عاصم بن عمر سے انھوں نے محمود بن لبید سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی دنیا میں حفاظت کرنا چاہتا ہے تو اس کی اس طرح حفاظت فرماتا ہے۔ جس طرح تم اپنے مریض کی حفاظت کرتے ہو۔

امام احمد بن حنبل، ابن ابی خیثمہ، ابراہیم بن منذر، یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر سے مروی ہے کہ یہ صاحب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے اور امام بخاری نے ان کا ذکر محمود بن ربیع کے بعد کیا ہے اور ابن ابی حاتم کا قول ہے کہ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر آئی۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں کہ میرے والد ان کی صحبت کے قائل نہ تھے۔ ابوعمر کہتے ہیں کہ امام بخاری کی رائے بہتر ہے، کیونکہ جو احادیث ان سے مروی ہیں۔ وہ اس کی واضح شہادت ہیں، اس لیے انھیں صحابہ میں شمار کرنا چاہیئے۔ نیز وہ محمود بن ربیع سے عمر میں بڑے ہیں۔ امام مسلم نے انھیں تابعین کے طبقہ دوم میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے کوئی کام نہیں کیا اور ان سے کوئی ایسی روایت نہیں سنی گئی۔ جو دوسرے نہیں سنی گئی۔ محمد بن لبید علما سے تھے۔ انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی اور انھوں نے ۹۶ ہجری میں وفات پائی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمود بن مسلمہ الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ہم نے ان کا نسب ان کے بھائی محمد کے ترجمے میں بیان کر دیا ہے۔ جناب محمود غزوہ احد، خندق اور خیبر

میں موجود تھے۔ اور اسی غزوے میں ان کی شہادت ہوئی۔
خیبر کے قلعہ جات میں سے ناعم سب سے پہلے فتح ہوا اور اسی قلعے کے پاس جناب محمود شہید ہوئے۔ ان کے سر پر چکی کا پتھر لڑھکایا گیا تھا۔ جس سے وہ مر گئے تھے۔
ہمیں یونس بن بکیر نے حسین بن واقد المروزی سے، انھوں نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی کہ خیبر کے دن سب سے پہلے علم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔ انھوں نے پوری کوشش کی، لیکن سب سے مضبوط قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ دوسرے دن علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا گیا، لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے۔
محمود بن سلمہ قتل ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب ان پر چکی کا پتھر لڑھکایا گیا۔ تو ماتھے کی کھال ادھڑ کر نیچے آ گئی چنانچہ وہ اسی حالت میں تین دن کے بعد فوت ہو گئے۔ یہ ہجری کا چھٹا سال تھا۔ انھیں اور عامر بن ربیع کو بروایت ابونعیم ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ تینوں نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمول (رضی اللہ عنہ)

یہ انصاری ہیں۔ اس کی تخریج ابوموسیٰ نے کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ صفوان بن سلیم نے محمول الانصاری سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے شرک کی قسم کھائی اور پھر گناہ کا ارتکاب کیا، گویا اس نے شرک کیا۔ اسی طرح جس نے کفر کی قسم کھائی اور پھر مرتکب گناہ ہوا۔ گویا اس نے کفر کیا۔

(سیدنا) محمیہ بن جزء (رضی اللہ عنہ)

بن عبدیغوث بن حویج بن عمرو بن زبید الاصغر الزبیدی: کلبی لکھتے ہیں کہ وہ بنو جمح کے حلیف تھے، ایک روایت ہے کہ بنو سہم کے حلیف تھے۔ ابونعیم لکھتے ہیں کہ جناب محمیہ، عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی کے چچا تھے قدیم الاسلام ہیں اور جن لوگوں نے حبشہ میں ہجرت کی تھی۔ ان میں شامل تھے اور عرصے تک وہاں مقیم رہے اور مریسیع پہلی جنگ ہے، جس میں وہ شریک ہوئے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خمس کا عامل مقرر فرمایا تھا۔
عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب جمع ہوئے۔ میں اپنے باپ کے ساتھ اور فضل اپنے باپ کے ساتھ تھے۔ اول الذکر میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیوں نہ ہم ان دو کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کریں تاکہ آپ ان دونوں کو صدقات

کی وصولی کرنے پر متعین فرمادیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ محمیہ کو بلا لاؤ، وہ صدقات کی وصولی پر متعین تھے۔ حضور اکرم نے فرمایا۔ ان دونوں سے ان کی بیویوں کے مہر وصول کرو۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محیصہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس الانصاری، الاوسی، حارثی؛ ان کی کنیت ابوسعد تھی۔ مدنی تھے۔ حضور اکرمؐ نے انھیں فدک کے پاس اشاعتِ اسلام کے لیے روانہ کیا۔ غزوہ اُحد، خندق اور بعد کے غزوات میں شامل رہے۔ وہ حویصہ بن مسعود کے بھائی تھے، اور بھائی سے عمر میں چھوٹے تھے اور اپنے بھائی حویصہ سے پہلے ایمان لائے تھے۔ کیونکہ وہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ اور حویصہ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن سبینہ یہودی کے قتل کا حکم دیا، تو جناب محیصہ نے اس بدگو یہودی پر حملہ کرکے اسے قتل کر دیا۔ حالانکہ ان کا آپس میں میل ملاپ تھا اور باہمی قول قرار تھا۔ حویصہ ابھی تک مشرف بالاسلام نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ حویصہ کو بھائی کے اس فعل کا حد درجہ رنج ہوا اور بھائی کو پیٹا اور کہا، اے دشمنِ خدا! تو نے اس شخص کو قتل کیا ہے کہ تیرے پیٹ کی آدھی چربی اس کی کرم فرمائی کی ممنون ہے۔ جناب محیصہ نے جواب دیا۔ مجھے اس کے قتل کا حکم اس ذات نے دیا تھا کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا حکم دیتی تو میں تیری گردن اُڑا دیتا۔ حویصہ نے سن کر کہا کہ کیا مذہب سے تیری گرویدگی کا یہ عالم ہے۔ اس پر جناب حویصہ مسلمان ہوگئے۔

ہمیں عبدالوہاب بن علی بن سکینہ نے باسنادہ، ابوداؤد سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں، ہمیں قعنبی نے مالک سے اُنھوں نے ابنِ شہاب سے، اُنھوں نے ابنِ محیصہ سے، انھوں نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ میرے والد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حجام کی اجرت کے بارے میں دریافت کیا۔ حضور نے انھیں منع کر دیا، لیکن وہ بار بار پوچھتے رہے اور اجازت مانگتے رہے، آخرکار آپؐ نے انھیں اس شرط پر اجازت دے دی۔ کہ وہ اسے ہر اچھی اور ہر معمولی چیز سے حصّہ دے گا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

باب میم و خا

(سیدنا) مخارق بن عبداللہ البجلی (رضی اللہ عنہ)

وہ مغیرہ بن زیاد بن مخارق الموصلی کے دادا تھے۔ ہمیں ابی مضور بن مکارم بن احمد الموصلی المودب نے باسنادہ ابوزکریا زید بن ایاس سے روایت کی کہ ہمیں مغیرہ بن خضر بن زیاد بن مغیرہ بن زیاد البجلی نے اپنے والد سے، انھوں نے اپنے بزرگوں سے بتایا کہ مخارق بن عبداللہ، جریر بن عبداللہ البجلی کے ساتھ فتح ذی الخلصہ میں موجود تھے ابوزکریا کہتے ہیں کہ مغیرہ بن خضر بن زیاد نے اپنے بزرگوں سے روایت کی ہے کہ یہ لوگ ان لوگوں کی معیت میں جو بجیلہ سے آئے تھے۔ کوفہ سے موصل آئے تھے۔

(سیدنا) مخارق بن عبداللہ شیبانی (رضی اللہ عنہ)

ابواحمد عسکری نے جو قابوس کے والد ہیں بتایا کہ مخارق کا شمار کوفیوں میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کے والد کے بغیر اور کسی نے کوئی روایت بیان نہیں کی۔

سماک بن حرب نے قابوس بن مخارق سے اور انھوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ام الفضل جناب حسن کو اٹھائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں۔ انھوں نے حضور کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ ام الفضل نے حضور کے کپڑوں کو دھونا چاہا۔ تو آپ نے فرمایا کہ لڑکی کا پیشاب دھو دینا چاہیئے مگر لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دینا چاہیے۔ یہی کافی ہے۔

اس روایت کے اسناد میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اسطرح روایت کی ہے۔ بعض نے قابوس سے اور انھوں نے ام الفضل سے روایت کی ہے اور درمیان میں مخارق کا نام نہیں لیا۔ سماک کے متعلق بھی کافی اختلاف ہے۔ ان سے یہ حدیث ثابت نہ ہوسکی۔ اس کے علاوہ بھی احادیث ان سے مروی ہیں۔ ان میں بھی کافی گڑبڑ ہے۔

انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور گزارش کی۔ یارسول اللہ! اگر کوئی آدمی میرے پاس آکر مجھ سے میرا مال چھیننا چاہے، تو مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ تینوں نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مخارق الہلالی (رضی اللہ عنہ)

عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حرب بن قبیصہ بن مخارق الہلالی نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا سے

روایت کی ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ انھوں نے اپنی ران ننگی کی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اسے ڈھانپ لو کہ یہ بھی سترگاہ کا حکم رکھتی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مخاشن الحمیری (رضی اللہ عنہ)

جو انصار کے حلیف تھے۔ جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مخبر بن معاویہ (رضی اللہ عنہ)

جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہشام بن عمار نے اسماعیل بن عیاش سے، انہوں نے یحییٰ بن جابر الحضرمی سے انھوں نے اپنے چچا مخبر بن معاویہ سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ نحوست کوئی چیز نہیں۔ ہاں البتہ کبھی کوئی گھوڑا، عورت اور مکان مبارک نکل آتا ہے۔ علی بن حجر اور حسن بن عرفہ نے اسماعیل سے روایت کی اور انھوں نے اپنے چچا حکیم بن معاویہ نمیری سے نقل کی۔ ابو موسیٰ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مختار بن حارثہ (رضی اللہ عنہ)

ابو بکر بن ابی علی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ مغازی ابن اسحاق میں ان کا تذکرہ آیا ہے۔ ابو موسیٰ نے اسی طرح مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مختار بن ابی عبید (رضی اللہ عنہ)

بن عمر بن عمیر بن عوف بن عقبہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف الثقفی ابو اسحاق، انکے والد جلیل القدر صحابہ سے تھے اور جناب مختار کی پیدائش ہجرت کے سال میں ہوئی۔ انھیں حضور اکرم کی نہ تو صحبت میسر آئی اور نہ انھوں نے کوئی حدیث ہی آپ سے سنی اور ان کی روایات غیر حسن ہیں۔ ان سے شعبی وغیرہ نے روایت کی، لیکن ان کے درمیان تعلقات کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ آخر میں دونوں میں سے کسی ایک کی بات نہیں سنی جاتی تھی۔

مختار حضرت حسین کا بدلہ لینے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ چنانچہ شیعہ کی ایک بڑی جماعت کوفے میں ان کے گرد جمع ہو گئی اور کوفے پر قبضہ کر لیا اور قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ شمر بن ذی الجوشن اور خولی بن زید الاصبحی کو قتل کیا۔ آخر الذکر وہ شخص ہے جس نے حضرت امام کا سر میدانِ جنگ سے اٹھا کر کوفے پہنچایا تھا۔ پھر عمر بن سعد بن ابی وقاص کو، جو یزیدی لشکر کا کماندار تھا۔ نیز اس کے بیٹے حفص کو اور پھر عبید اللہ بن زیاد کو، جو شام میں تھا اور مختار سے لڑنے کے لیے کوفہ پر حملہ آور ہوا تھا قتل کیا۔ مختار نے اشتر النخعی کو ایک لشکر دے کر ابن زیاد کے خلاف بھیجا تھا جس میں ابن زیاد مارا گیا تھا۔ یہ جنگ موصل کے نواح میں ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے

مسلمان اس کا بہت احترام کرتے تھے اور وہ اس آزمائش میں بڑا کامیاب رہا تھا۔ ہم نے اس کا ذکر بالتفصیل الکامل فی التاریخ میں بیان کیا ہے۔ وہ عبداللہ بن عمر، ابن عباس اور ابن حنفیہ وغیرہ کی مالی امداد کیا کرتا تھا۔ اور یہ حضرات قبول کر لیتے تھے۔ عبداللہ بن عمر مختار کے بہنوئی تھے۔ ان کی بہن کا نام صفیہ بنت عبید تھا۔ آخر میں مصعب بن زبیر نے بصرہ سے اہل بصرہ کے ایک لشکر اور نیز کوفیوں کے ایک ہجوم کے ساتھ حملہ کیا اور مختار ۶۷ ہجری میں مارا گیا۔ کوفے میں اس کی امارت صرف ڈیڑھ سال تک چل سکی۔ اس نے ستڑسٹھ برس کی عمر پائی۔ ابوعمر نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مختار بن قیس (رضی اللہ عنہ)

یہ ان ہدایات کے وقت موجود تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء حضرمی کے لیے بھی تھیں۔ جب انھیں بحرین بھیجا تھا۔

(سیدنا) مخربہ (رضی اللہ عنہ)

ابن ماکولا نے ان کا نسب یوں لکھا ہے: مخربہ بن عدی الجذامی الضبی، جعفر بن کمیل بن وبرہ بن حارثہ بن اُمیّہ بن خبیب نے بیان کیا۔ میں نے عصمہ بن کہیل سے اُنھوں نے اپنے بزرگوں سے اُنھوں نے حارثہ بن عدی سے سُنا اُنھوں نے کہا کہ میں اور میرا بھائی مخربہ اس وفد میں موجود تھے، جو حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ لشکر جو ہم پر حملہ آور ہوا تھا موجود تھا۔ ہمیں انکے لشکر سے جو تکلیف پہنچی تھی ہم نے اسکے بارے میں حضور اکرمؐ سے شکایت کی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا، تم جاؤ، اور اپنے جانوروں سے جو جانور سامنے آئے۔ اسے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرو جو شخص اس ذبیحہ کو کھالے، اسے چھوڑ دو۔ انھوں نے یہ حدیث بیان کی۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) محرش الخزاعی الکعبی (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا ذکر اس سے پہلے مُحرش کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں۔

(سیدنا) مخرفہ العبدی (رضی اللہ عنہ)

انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ سماک بن حرب نے سوید بن قیس سے روایت کی کہ میں نے اور مخرفۃ العبدی نے بیچنے کے لیے ہجر سے (مقام کا نام) کچھ کپڑا خریدا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک شلوار خریدی۔ بعد میں ایک بیچنے والے نے جو وہاں تھا ٹکڑے ٹکڑے کرکے بیچنا شروع کر دیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ماپ کر بیچو اور تھوڑا سا زائد کپڑا بھی دے دیا کرو۔ ایوب بن جابر نے سماک سے اور انھوں

نے مخرفہ سے روایت کی۔ یہ اسناد غلط ہے اور درست صورت وہی ہے، جو ثوری اور اسرائیل وغیرہ نے سماک سے اور انھوں نے سوید سے روایت کی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مخرمہ بن شریح حضرمی (رضی اللہ عنہ)

بنو عبد الشمس کے حلیف تھے۔ ابن وہب نے یونس سے انھوں نے زہری سے انھوں نے سائب بن یزید سے روایت کی۔ کہ مخرمہ بن شریح نے حضور اکرمؐ کے سامنے ذکر کیا اور کہا کہ فلاں آدمی قرآن پر صرف تکیہ ہی نہیں کرتا، بلکہ اس پر عمل بھی کرتا ہے اور وہ جنگ یمامہ میں موجود تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور کہا کہ فلاں آدمی قرآن پر صرف تکیہ ہی نہیں کرتا، بلکہ اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ اور وہ جنگِ یمامہ میں موجود تھا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مخرمہ بن قاسم (رضی اللہ عنہ)

بن مخرمہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لگان سے ان کے لیے چالیس وسق غلہ مقرر فرمادیا تھا۔ یہ ابن اسحاق کی روایت ہے، لیکن اس نے ان کا نام نہیں لیا۔ بلکہ ان کی روایت میں آیا ہے کہ حضور اکرمؐ نے ابن مخرمہ کو ۴۵ وسق غلہ عطا کیا تھا۔ ہاں ابنِ اسحاق کے علاوہ اور لوگوں نے ان کے نام کی تصریح کی ہے۔ مثلاً زبیر کا قول ہے کہ حضور نے مخرمہ بن قاسم کو چالیس وسق (۶۰ صاع کا ایک وسق ہوتا ہے) غلہ ارزانی فرمایا تھا اور یہ لاولد تھے۔

(سیدنا) مخرمہ بن نوفل (رضی اللہ عنہ)

بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ قرشی الزہری: ان کی والدہ رفیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن مناف تھی۔ انکی کنیت ابوصفوان یا ابوالمسور یا ابوالاسود ۔ اول الذکر کنیت کو زیادہ شہرت حاصل تھی۔ وہ مسور بن مخرمہ کے والد تھے اور سعد بن ابی وقاص کے عمزاد۔ یہ ان لوگوں سے تھے، جو بعد از فتح مکہ اسلام لائے تھے اور مولفۃ القلوب میں سے تھے، لیکن بعد میں اسلام کی بہتر خدمت کی۔ عمر رسیدہ تھے اور ایام الناس اور بالخصوص قریش کے اہم واقعات انھیں از بر تھے اور اسی طرح علم الانساب کے ماہر تھے۔ غزوۂ حنین میں حضور اکرمؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے انھیں پچاس اونٹ دیے تھے۔ یہ صاحب ان خوش قسمت لوگوں میں شامل تھے۔ جنھوں نے حضرت عمر کے دورِ خلافت میں حدود حرم کو علیحدہ کرنے کے نشان لگائے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ ازہر بن عوف سعید بن یربوع اور حویطب بن عبد العزیٰ کو بھیجا تھا۔ انہوں نے ۵۴ ہجری میں جب ان کی عمر ایک سو پندرہ برس تھی، مدینے میں وفات پائی۔ وہ آخری عمر میں اندھے ہو گئے تھے۔ چونکہ درشت خو تھے۔ اس لیے حضور اکرمؐ ان

کی درشتی سے بچنے کی کوشش فرماتے۔

ہمیں عبداللہ بن احمد خطیب نے بتایا، انھیں جعفر السراج القاری نے، انھیں ابوعلی محمد بن حسین الجازری نے، انھیں معافی بن زکریا الحریری نے، انھیں حسین بن محمد بن عفیر الانصاری نے انھیں ابوالخطاب زیاد بن یحییٰ الحمانی نے، انھیں حاتم بن وردان نے، انھیں ایوب نے، انھیں عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اور انھیں مسور نے بتایا۔ کہ میں نے حضور اکرم کو چند قبائیں پیش کیں۔ میرے والد نے مجھ سے کہا۔ تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چل، ممکن ہے وہ ہمیں مالِ غنیمت سے کچھ مرحمت فرما دیں۔ میرا والد حضورؐ کے حجرے کے دروازے پر آیا، تو آپ نے آواز سن لی۔ باہر تشریف لائے، تو ان کے ہاتھ میں ایک قبا تھی۔ میرے والد کو دکھا رہے تھے اور اس کی خوبیاں بیان فرما رہے تھے کہ میں نے تمہارے لیے چھپا رکھی تھی۔

نضر بن شمیل نے بتایا۔ ہمیں ابوعامر الخزار نے ابویزید المدنی سے، انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا، انھوں نے کہا کہ ایک دفعہ مخرمہ بن نوفل حضور اکرم سے ملنے آیا۔ جب آپ نے اس کی آواز سنی تو فرمایا، کیسا برا قرابت دار ہے۔ جب وہ حضورؐ کے پاس آیا، تو آپ نے اسے قریب بٹھایا اور شفقت فرمائی۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپؐ نے مخرمہ کے بارے جن خیالات کا اظہار کیا، مگر بعد میں آپ بڑی ملائمت سے پیش آئے۔ فرمایا اے عائشہ بدترین آدمی وہ ہے کہ لوگ جس کی بدزبانی سے ڈر کر اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مخشی بن حمیرؓ الاشجعی (رضی اللہ عنہ)

انصار میں سے بنوسلمہ کے حلیف تھے۔ منافق تھے اور ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے مسجد ضرار تعمیر کرائی تھی۔ یہ اس اسلامی لشکر میں جو تبوک گیا تھا۔ شامل تھے اور خود حضور اکرم اور مسلمانوں کے بدترین مخالف تھے۔ بعد میں تائب ہو گئے اور بڑے اچھے طریقے سے تلافی مافات کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کا نام بدل دیا جائے۔ چنانچہ آپؐ نے بدل کر عبداللہ بن عبدالرحمٰن کر دیا۔ خود انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ شہادت نصیب ہو، اور بعد از وفات انھیں کوئی نہ ڈھونڈھ سکے۔ چنانچہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی میت نہ مل سکی۔ ابوعمر اور ابوموسیٰ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مخشی بن وبرہ بن مخشی (رضی اللہ عنہ)

دبرہ بن تحبس بھی ایک روایت میں آیا ہے مگر یہی بہتر ہے اور درست ہے۔ رسول اکرم نے انھیں یمن میں

الابناء کی طرف بھیجا تھا۔ ابو عمر نے ان کا اختصاراً ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مخلد الغفاری (رضی اللہ عنہ)

ابن ابی عاصم نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ امام بخاری ان کی صحبت کے قائل ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں۔ انھیں صحبت میسر نہیں ہوئی۔ ہمیں یحییٰ بن محمود نے کتابتہً باسنادہ ابن ابی عاصم سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں ہمیں یعقوب بن حمید نے انھیں ابن عیینہ نے، انھیں عمر بن دینار نے، انھیں حسن بن محمد نے انھیں مخلد الغفاری نے بتایا کہ بنو غفار کے تین غلام، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں انہیں ہر سال تین ہزار درہم دیا کرتے تھے۔ عمرو بن دینار لکھتے ہیں کہ انھوں نے مخلد الغفاری کو دیکھا تھا..... ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مخمر بن معاویہ (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں حکیم بن معاویہ ہے۔ علاء بن حارث نے حزام بن حکیم سے، انھوں نے اپنے چچا مخمر سے روایت کی کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مائع کے بارے میں جو پیشاب کے بعد بعض اوقات نکلتا ہے دریافت کیا۔ فرمایا یہ مذی ہے، جب تمہیں ایسی حالت پیش آئے تو آلۂ تناسل کو دھو کر نماز کے لیے وضو کر لو۔ اسی طرح مخمر سے منقول ہے، لیکن صحیح نام حکیم بن معاویہ ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ہاں ابو عمر نے ان کا نام مخمر بن معاویہ البہزی تحریر کیا ہے۔ انھوں نے حضور اکرم سے سُنا کہ نحوست کوئی چیز نہیں۔

ابو احمد عسکری نے اس کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ مخمر بن معاویہ حیدۃ القشیری نے روایت کی کہ انہیں باسنادہ سلیمان بن سلیم الکنانی نے حکیم بن معاویہ سے انھوں نے اپنے چچا مخمر بن حیدہ سے بیان کیا۔ کہ انھوں نے حضور اکرمؐ سے سنا کہ نحوست کوئی چیز نہیں، البتہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عورت، مکان یا گھوڑا مبارک ثابت ہوتا ہے۔ ابو عمر لکھتا ہے کہ مجھے اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں کہ انھیں بہزی کیوں کہتے ہیں۔

(سیدنا) مخنف البکری (رضی اللہ عنہ)

بصری تھے اور ان کی بیٹی سبیعہ نے ان سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے ان سے فرمایا، صلہ رحمی کر، تیری عمر زیادہ ہوگی۔ بھلے کام کر، اس سے تیرے گھر میں بھلائی آئے گی۔ اللہ کو ہر پتھر اور ڈھیلے کے سامنے یاد کر، وہ قیامت میں تیرے حق میں شہادت دیں گے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مخنف بن سلیم (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عوف بن ثعلبہ بن عامر بن ذہل بن مازن بن ذبیان بن ثعلبہ بن دول بن سعد مناۃ بن غامد الازدی الغامدی: انھیں صحبت میسر آئی۔ ان سے ابو رملہ نے روایت کی۔ ان کا نام عامر تھا۔ ان کا شمار کوفیوں میں ہوتا ہے۔ اور کوفے میں بنو ازد کے نقیب تھے۔ ایک روایت میں وہ بصری تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مخنف کو اصفہان کا حاکم مقرر کیا۔ وہ جنگِ صفین میں بھی شریک تھے اور بنو ازد کا علم ان کے پاس تھا اور وہ ان کی اولاد سے تھے۔ ابو مخنف لوط بن سعید بن مخنف بن سلیم مورخ اور سیرت نویس تھے۔

ہمیں ابراہیم بن محمد وغیرہ نے اپنے اسناد سے ابو عیسیٰ سے بیان کیا، انھیں احمد بن منیع نے، انھیں روح بن عبادہ نے انھیں ابن عون نے، انھیں ابو رملہ نے مخنف بن سلیم غامدی سے بتایا کہ ہم نے حضور اکرمؐ کے ساتھ عرفات میں وقوف کیا ہوا تھا، کہ حضورؐ کو فرماتے سُنا، اے لوگو! ہر سال، ہر گھر پر قربانی اور رجبیہ (رجب میں قربانی) واجب ہے۔ تینوں نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مخول بن یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ابی یزید السلمی البھزی: ان سے ان کے بیٹے قاسم نے دو احادیث نقل کی ہیں، جن کا مدار محمد بن سلیمان بن مشمول المکی پر ہے۔

ہمیں ابو الربیع سلیمان بن ابو البرکات محمد بن محمد بن خمیس نے انھیں ان کے والد نے۔ انھیں ابو نصر بن طوق نے انھیں ابن المرجی نے، انھیں ابو یعلی احمد بن علی نے۔ انھیں محمد بن عباد مکی نے، انھیں محمد بن سلیمان نے انھیں ابو البرکات قاسم بن مخول نے بتایا کہ انھوں نے اپنے والد سے سنا، کہ انھوں نے ابواء کے مقام پر جال لگائے۔ ان میں ایک ہرن پھنس گیا۔ جو بعد میں ادھر اُدھر ہو گیا۔ میں اس کی تلاش میں نکلا۔ ایک آدمی کو دیکھا۔ جس نے اسے پکڑ رکھا تھا۔ میں اس سے جھگڑنے لگا اور اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ جو ابواء میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ ہم نے اپنا مقدمہ پیش کیا، تو آپ نے برابر برابر دونوں حصوں میں بانٹ دیا۔ حضور اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور حج اور عمرہ (بر شرطِ استطاعت) ادا کرو اور حق کا ساتھ دو، جدھر جائے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مخیس العذری (رضی اللہ عنہ)

ان سے ابوبلال مبین بن قطبہ بن ابی عمرہ نے روایت کی کہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دومۃ الجندل کا قصہ بیان کیا۔ اور جب ختم کر چکا، تو آپؐ نے میرے رزق میں وسعت کی دعا فرمائی۔ ابو علی غسانی نے ان کا ذکر کیا۔

(سیدنا) مخیس ابو غنم (رضی اللہ عنہ)

ایک نسخے میں، ان کا نام مخیس مذکور ہے، لیکن بظاہر درست وہی ہے، جو میں لکھ چکا ہوں۔ بشرطیکہ یہ صاحب قیس ابو غنیم نہ ہوں۔ کیونکہ جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں۔ وہ غنیم بن قیس کے نام سے مشہور ہیں۔ جعفر نے ان کے باپ سے ان کا ذکر باب المیم میں کیا ہے۔ ابراہیم بن عرعرۃ الشامی نے سہیل بن یوسف الانماطی السلمی سے، انھوں نے صالح بن ابی الاخضر سے انھوں نے زہری سے انھوں نے مخیس بن غنم سے روایت کی کہ میں نے رات کے وقت بیلچوں کی آواز کو سنا کہ حضور اکرمؐ دفن کیے جا رہے تھے۔ ابونعیم اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر ہے۔

باب میم و دال

(سیدنا) مدرک بن حارث (رضی اللہ عنہ)

الازدی الغامدی: انھیں صحبت میسر آئی۔ یہ شامی شمار ہوتے تھے۔ ان سے ولید بن عبدالرحمٰن الحرشی نے روایت کی۔

ہمیں یحییٰ بن محمود نے اجازتاً باسنادہ ابن ابی عاصم سے، انھیں ہشام بن خالد نے ولید بن مسلم سے اس نے عبدالغفار بن اسماعیل بن عبید اللہ سے، انھوں نے ولید بن عبدالرحمٰن جرشی سے، انھوں نے مدرک بن حارث الغامدی سے روایت کی۔ کہ میں نے ایک سال اپنے والد کے ساتھ حج کیا۔ ایک دن ہم منیٰ میں تھے کہ وہاں بہت سے لوگ ایک آدمی کے گرد جمع تھے میں نے والد سے اس ہجوم کے بارے میں پوچھا۔ کہا کہ یہ صابی ہے جس نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔ پھر میرا والد اونٹنی پر سوار ان لوگوں کے پاس جا کھڑا ہوا میں بھی اپنی اونٹنی پر وہاں جا کھڑا ہوا۔ وہ لوگ باتیں کرنے کے بعد اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ میرا والد وہیں کھڑا رہا تا آنکہ وہ سب لوگ

تھک گئے، دن گرم ہو گیا اور وہ سب رخصت ہو گئے۔ اس اثنا میں ایک لڑکی ہاتھ میں پانی کا پیالہ لیے آئی جس کا سینہ کھلا ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ لڑکی زینب نامی، اس کی بیٹی ہے۔ میں اس سے حسن سلوک سے پیش آیا اور وہ رو رہی تھی۔ میرے والد نے اس سے کہا، تو اپنی اوڑھنی سے اپنے سینے کو ڈھانپ لے۔ تم اپنے باپ کے بارے میں پریشان مت ہو۔ اسے نہ دکھ پہنچے گا نہ ذلت اور رسوائی ہو گی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے، اور ابوموسیٰ نے اس پر استدراک کیا ہے۔ ابن مندہ نے اختصار سے کام لیا ہے۔ اور اس پر کسی نے استدراک نہیں کیا۔

(سیدنا) مدرک بن زیاد الفزاری (رضی اللہ عنہ)

انھیں صحبت میسر آئی۔ ان کی قبر راویہ کے گاؤں میں ہے جو حجیرا اور غوطۂ دمشق کے درمیان واقع ہے۔

ابوعبیر عدی بن احمد بن عبدالباقی الادمی نے ابوعطیہ عبدالرحیم بن محرز بن عبداللہ بن محرز بن سعید بن حیان بن مدرک بن زیاد الفزاری سے روایت کی کہ مدرک بن زیاد جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے مع ابوعبیدہ کے آئے اور دمشق کے گاؤں راویہ میں فوت ہو گئے اور یہ پہلے مسلمان ہیں جو وہاں دفن ہوئے، حافظ ابوالقاسم الدمشقی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی وجہ کی بنا پر جناب مدرک کا ذکر نہیں کیا گیا۔

(سیدنا) مدرک ابوالطفیل الغفاری (رضی اللہ عنہ)

ان کی حدیث کا ذریعہ ان کی اولاد ہے۔ ہمیں یحییٰ بن ابوالفرج نے جیسا کہ انھیں باسنادہ ابوبکر احمد بن عمرو نے انھیں یعقوب بن حمید نے انھیں عثمان بن حمزہ نے بتایا کہ انھیں کثیر بن زید نے خالد بن طفیل بن مدرک سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ انھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو مکے سے لانے کے لیے بھیجا اور اسی اسناد سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کے بعد سر اٹھاتے تو مندرجہ ذیل دعا مانگا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُبْلِغُ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مدرک بن عمارہ (رضی اللہ عنہ)

یہ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے آئے تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا، کیونکہ انھوں نے ہاتھوں

پر خوشبو لگائی ہوئی تھی۔ چنانچہ جب انھوں نے ہاتھ دھوئے، تو بیعت فرمائی۔
لیکن اس حدیث میں کچھ گڑبڑ ہے اور ان کی صحبت کے بارے میں شبہ ہے۔ اگر اس سے مراد مدرک بن عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط ہے تو ان کی صحبت ثابت نہیں۔ اور نہ ملاقات اور رویت ہی ثابت ہے۔ اور اس حدیث کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اور اگر اس روایت کا انتساب ان کے والد عمارہ بن عقبہ سے کیا جائے جب بھی درست نہیں اور ہم نے اس کی وضاحت ولید بن عقبہ کے ذکر میں کر دی ہے یہ ابو عمر کا قول ہے اور اسی نے اسکا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مدرک بن عوف (رضی اللہ عنہ)

البجلی احمسی، انھیں صحبت میسر آئی، جعفر نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ یہی ابو موسیٰ کا قول ہے۔ ابو عمر کا قول ہے کہ ان کی صحبت کے بارے میں اور نیز اتصال حدیث کے متعلق اختلاف ہے اور ان سے قیس بن ابی حازم نے روایت کی ہے۔ قیس کبار صحابہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ جناب مدرک نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

(سیدنا) مدعم (رضی اللہ عنہ)

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ حبشی غلام ہیں، جنھیں رفاعہ بن زید الجذامی نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ اور جنھیں حضور نے آزاد فرما دیا تھا، اور ایک روایت میں ہے کہ آزاد نہیں فرمایا تھا انھوں نے غزوۂ خیبر میں مال غنیمت سے ایک چادر ہتھیالی تھی۔ اور قتل ہو گئے تھے۔ حضور اکرم نے فرمایا تھا اس چادر نے جہنم کی آگ کو ضرور بھڑکایا ہوگا۔
ہمیں عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ مجھے ثور بن زید نے سالم مولی عبد اللہ بن مطیع سے انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ ہم رسول اکرم کے ساتھ خیبر سے واپسی پر وادی قری میں پہنچے، تو جب یہ حبشی غلام جو رفاعہ نے حضور کو دیا تھا، حضور اکرم کا کجاوہ ایک اور آدمی کے ساتھ اتار رہے تھے کہ انھیں ایک تیر جو نہ معلوم کس نے چلایا تھا، لگا اور اس سے ان کی موت واقع ہو گئی۔ اس پر صحابہ نے کہا۔ انھیں شہادت مبارک ہو، حضور نے فرمایا نہیں۔ بلکہ اس چادر نے جو مال غنیمت سے چرائی تھی۔ آگ کو اور بھڑکایا ہوگا۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مدلج الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ابو صالح نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین اوقات میں پردہ پوشی کا حکم یوں نازل

فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام مدلج نامی کو حضرت عمرؓ کو بلانے کے لیے بھیجا۔ وہ سوئے ہوئے تھے۔ غلام نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر بیدار ہوئے۔ اور ان کی شرمگاہ ننگی ہوگئی اور غلام کی نظر پڑ گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوگیا۔ دل میں کہا۔ کاش اللہ تعالیٰ ہمارے بیٹوں، عورتوں اور نوکروں کو ان اوقات میں ہمارے تخلیے میں دخل انداز ہونے سے روک دے۔ چنانچہ وہ آیت نازل ہوئی، حضرت عمرؓ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور رسول اکرمؐ نے غلام کو دعا دی۔ ابن مندہ ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مدلج بن عمرو السلمی (رضی اللہ عنہ)

یہ بنو عبد الشمس کے حلیف تھے اور ایک روایت میں ان کا نام مدلاج بن عمر مذکور ہے، یہ حضور اکرم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے اور ۵۰ ہجری میں وفات پائی۔

ابن کلبی لکھتا ہے کہ مالک، ثقف اور صفوان بنو عمرو جو بنو حجر بن عباد بن یشکر بن عدوان سے تھے سب غزوۂ بدر میں موجود تھے اور وہ بنو عدوان سے تھے ـــــ جو بنو غنم بن دودان بن اسد سے تھے ـــــ اور اسی ـــــ وجہ سے انھیں اور ان کے بھائیوں کو بنو عبد شمس کا حلیف شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ بنو غنم بن دودان بنو عبد شمس کے حلیف تھے اور یہ ان کے حلیف تھے۔ واللہ اعلم۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ابو عمر اور ابن مندہ نے انھیں سلمی، اسلمی یا اسدی شمار کیا ہے۔

(سیدنا) مدلوک ابوسفیان الفزاری (رضی اللہ عنہ)

انکے مولی اسلم باقی موالی کی معیت میں حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔

مطر بن علاء الفزاری نے اپنی چچی آمنہ بنت ابی الشعشار کی زبانی ابوسفیان مدلوک سے بیان کیا ہے کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں موالی کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضور نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت فرمائی چنانچہ جہاں ان کے سر پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھا تھا۔ وہاں بال عمر بھر سیاہ رہے اور باقی آہستہ آہستہ سفید ہوگئے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب میم، ذ، ر

(اسیدنا) مذعور بن عدی العجلی (رضی اللہ عنہ)

اہل عراق سے تھے۔ کہتے ہیں، انھیں صحبت میسر آئی۔ حضرت خالد بن ولید کے ساتھ دمشق کے محاصرے اور یرموک کی جنگ میں موجود تھے۔ ایرانیوں کے خلاف جنگ میں اُنھوں نے بعض کارنامے انجام دیئے تھے۔ ابوالقاسم دمشقی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(اسیدنا) مذکور العذری (رضی اللہ عنہ)

انھیں حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔ وہ حضور کے ساتھ غزوہ دومتہ الجندل میں شریک تھے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوالقاسم نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ حضور اکرمؐ نے بنفس نفیس دومتہ الجندل پر چڑھائی نہیں کی تھی۔ بلکہ خالد بن ولید کی کمان میں لشکر روانہ فرمایا تھا۔ اکثر اس لشکر ہی کو دلیل مان لیا جاتا ہے۔

(اسیدنا) مذکور القبطی (رضی اللہ عنہ)

جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے اور باسنادہ اعمش سے اُنھوں نے سلمہ بن کہیل سے انھوں نے عطا سے انھوں نے جابر سے روایت کی کہ ایک انصاری نے ایک قبطی غلام کو جو دبر کا باشندہ تھا، آزاد کیا۔ یہ محتاج تھا اور مقروض تھا۔ غلام کا نام مذکور تھا۔ حضورؐ نے آٹھ سو درہم سے خرید کر قیمت اسے دے دی اور فرمایا کہ یہ رقم لے لو اور قرض ادا کر کے باقی اپنے اہل خانہ پر خرچ کرو۔ ابوالزبیر نے جابر سے روایت کی ہے اور بتایا ہے کہ غلام کا نام یعقوب تھا، اور جس انصاری نے آزاد کیا تھا۔ اس کی کنیت ابومذکور تھی۔ یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(اسیدنا) مرار بن مالک (رضی اللہ عنہ)

یہ قبیلۂ تمیم الداری سے عبدالرحمٰن الداریان کے بھائی تھے۔ رسول اکرمؐ نے انھیں خیبر کی پیداوار سے کچھ غلہ مخصوص فرما دیا تھا۔ جعفر المستغفری نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت کی ہے۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرارہ بن ربیع (رضی اللہ عنہ)

ابو عمر کہتا ہے کہ ایک روایت میں ابن ربیعہ انصاری عمری مذکور ہے۔ جن کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا۔
ہشام بن کلبی کے مطابق ان کا سلسلۂ نسب مرارہ بن ربعی بن عدی بن زید بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہے یہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ یہ ان تین انصار میں سے تھے، جو غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ اور جن کے بارے میں قرآن کی آیت (وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا) نازل ہوئی تھی۔
ہمیں ابو عبداللہ بن علی بن سعید نے باسنادہ ابوالحسن علی بن احمد الواحدی سے بتایا۔ انھیں احمد بن حسین حیری نے، انھیں حاجب بن احمد نے، انھیں محمد بن حماد نے انھیں ابو معاویہ نے، انھیں اعمش نے انھیں ابوسفیان نے انھیں جابر نے۔ ان تین انصار کے بارے میں بتایا کہ وہ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرارہ بن سلمی الیمانی الحنفی (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب پیشتر ازیں ان کے بیٹے مجاعہ کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے مجاعہ نے روایت کی اور ان کے بیٹے مجاعہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ یحییٰ بن راشد صاحب السابری نے حارث بن مرہ سے انہوں نے سراج بن مجاعہ بن مرارہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے دادا سے روایت کی کہ وہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے ان کے نام عوزہ، عوانہ اور جبل کی جاگیر لکھ دی۔ آپؐ کی وفات کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے الحضرمہ کی جاگیر ان کے نام کر دی۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نجران کا علاقہ دے دیا۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تو انھوں نے بھی جاگیر عطا کی، جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے، تو وہ وہی پرانا فرمان لے کر ان کے پاس گئے، انھوں نے فرمان کو سر آنکھوں پر رکھا اور پوچھا کیا مجاعہ کی نسل سے کوئی شخص باقی ہے۔ انھوں نے کہا، ہاں نعم اور شکیر کثیر۔ امیر المومنین ہنس پڑے کہنے لگے، عربی زبان کا لفظ ہے۔ حاضرین نے معنی دریافت کیے تو امیر المومنین نے بتایا کہ شکیر تمہاری زبان کا لفظ ہے۔ کیا تم نے کبھی فصل نہیں دیکھی۔ جو پھوٹ کر نکھر جاتی ہے۔ زیاد بن ایوب نے ابو مرہ حارث بن مرہ کے علاوہ مجاعہ کے کئی افراد سے یہ روایت سنی کہ مجاعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپؐ نے انھیں جاگیر عطا کی تھی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مرارہ بن مربع بن قیظی** (رضی اللہ عنہ)

وہ زید بن مربع، عبداللہ و عبدالرحمٰن کے بھائی تھے، انھیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان کا والد مربع بن قیظی منافق تھا۔ جب حضور اکرمؐ احد جاتے ہوئے اس کے احاطے میں داخل ہوئے تھے تو اس نے حضور سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہوتے تو میری اجازت بغیر میرے احاطے میں داخل نہ ہوتے۔ ابوعمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مرثد بن جابر الکندی** (رضی اللہ عنہ)

جعفر سے مروی ہے کہ ابن منیع نے اسے بتایا کہ اس سے اس حدیث کا ذکر علی بن قرین نامی ایک بڈھے نے جو اجداد کے مشرق میں رہتا تھا۔ کیا وہ حد درجہ ضعیف الحدیث تھا اور میری رائے میں اس حدیث کی قطعاً کوئی اصلیت نہیں ہے۔ ابوموسیٰ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) **مرثد بن ربیعہ العبدی** (رضی اللہ عنہ)

یحییٰ بن یونس اور بغوی کے علاوہ بھی اور لوگوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سلیمان بن داؤد الشاذکونی نے ابوقتیبہ سے انھوں نے معلی بن یزید سے انھوں نے بکر بن مرثد بن ربیعہ سے روایت کی کہ میں نے مرثد بن ربیعہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا۔ آیا گھوڑے پر زکوٰۃ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، نہیں، ہاں اگر بہ غرض تجارت ہو۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مرثد بن صلت الجعفری** (رضی اللہ عنہ)

بغوی وغیرہ نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن نے روایت کی کہ میرے والد نے حضور اکرمؐ سے آلۂ تناسل کو چھونے کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے جسم کا ایک حصہ ہے۔ یہ صاحب بصری تھے اور ان کی حدیث کا مخرج ان کے اہلِ خاندان تھے۔ ابونعیم، ابوموسیٰ اور ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مرثد بن ظبیان السدوسی** (رضی اللہ عنہ)

عسکری نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور غزوۂ حنین میں آپ کے ساتھ شریک تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بنو بکر بن وائل کی طرف ایک خط لکھ کر دیا تھا۔

ہمیں عبدالوہاب بن ہبتہ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے روایت کی کہ مجھ سے میرے باپ نے ان سے یونس اور حسین نے بیان کیا کہ مجھ سے سفیان نے ان سے قتادہ نے ان سے مضارب بن حزن العجلی نے بیان کیا، کہ ان کو مرثد بن ظبیان نے بتایا کہ ہمارے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موصول ہوا۔ ہمارے قبیلے میں کوئی پڑھنے والا نہ تھا۔ آخر بنو ضبیعہ کے ایک شخص نے پڑھا۔ مرقوم تھا، محمد رسول اللہ سے بکر بن وائل کے نام: اسلام لاؤ، اور محفوظ رہو، اور یہ لوگ بنو الکاتب کے نام سے مشہور تھے۔

ابن اسحاق نے یہ روایت قرہ بن خالد سے اس نے مضارب بن حزن سے بیان کی کہ مرثد بن ظبیان حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرثد بن عامر التغلبی (رضی اللہ عنہ)

جعفر کو ابن منیع نے بتایا، کہ ان سے بغداد کے ایک ضعیف الحدیث شیخ نے، جس کا نام علی بن قرین تھا، حدیث بیان کی، جس کی کوئی اصل نہیں۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرثد بن عدی الکندی یا الطائی (رضی اللہ عنہ)

ابن منیع نے ان کا ذکر کیا ہے اور جس طرح مرثد بن عامر کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے، اسی طرح ان کے متعلق بھی کیا ہے۔ ان سے مروی حدیث یہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو عبد القیس اہل مشرق کے بہترین لوگوں سے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرثد بن عیاض (رضی اللہ عنہ)

یا عیاض بن مرثد؛

(سیدنا) مرثد بن ابی مرثد (رضی اللہ عنہ)

ابو مرثد کا نام کناز العنوی تھا۔ بابِ کاف میں ان کا نسب بیان ہوا ہے۔ ان کا تعلق غنی بن اعصر بن سعد بن قیس بن غیلان سے ہے۔ باپ بیٹا دونوں معرکہ بدر میں شریک تھے۔

ہمیں جعفر نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ اسمائے شرکائے غزوہ بدر بتایا کہ ابو مرثد کناز بن حصین اور ان کے بیٹے مرثد بن ابی مرثد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے حلیف تھے۔ اور مرثد غزوہ رجیع میں ۳ ہجری میں عاصم بن ثابت کے ساتھ موجود تھے۔ جب انہوں نے ہجرت کی۔ تو رسول کریم نے ان میں اور اوس بن صامت میں مواخات قائم فرمادی۔ چونکہ وہ بڑے مضبوط اور طاقتور تھے، اس لیے وہ

مسلمان قیدیوں کو مکے سے اٹھا کر مدینے لے جاتے تھے۔ مکے میں عناق نام کی ایک فاحشہ تھی۔ جس سے زمانۂ جاہلیت میں ان کے تعلقات رہے تھے۔ انھوں نے ایک آدمی سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ اسے مکے سے اٹھا کر مدینے لے جائیں گے۔

وہ ایک چاندنی رات کو مکے آئے اور ایک دیوار کی اوٹ میں کھڑے ہو گئے۔ عناق وہاں آ گئی اور اس نے انھیں پہچان لیا اور خوش آمدید کہا اور اس کے یہاں رات بسر کرنے کی خواہش کی۔ انھوں نے کہا، عناق! اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس پر اس نے شور مچا دیا۔ اے اہل مکہ! یہ شخص تمہارے قیدی اٹھانے آیا ہے۔ آٹھ آدمی ان کے تعاقب میں اٹھ دوڑے۔ وہ پہاڑ کے دامن میں چلتے چلتے ایک غار میں چھپ گئے۔ وہ بھی وہاں پہنچ گئے، لیکن خدا نے انھیں بچا لیا اور وہ انھیں نہ ڈھونڈھ سکے اور ناچار لوٹ گئے۔

بعد میں وہ اپنے دوست کے پاس جسے اٹھانے آئے تھے پہنچ گئے۔ وہ کافی وزنی تھے۔ اسے اذخر تک اٹھا لائے اور وہاں اس کی بیڑیاں کاٹ ڈالیں۔ پھر وہ مدینے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا، یا رسول اللہ! کیا میں عناق سے نکاح کر لوں، حضور خاموش رہے تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی: اَلزَّانِیُ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً الخ۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ مرثد بن ابی مرثد اس دستۂ فوج کے کماندار تھے۔ جسے حضور اکرم ؐ نے رجیع کی طرف روانہ کیا تھا اور یہ واقعہ ۳ ہجری کے ماہ صفر میں پیش آیا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ اس دستۂ فوج کی کمان عاصم بن ثابت کے پاس تھی اور اس واقعہ کو ہم حبیب بن عدی اور عاصم کے ترجموں میں بیان کر چکے ہیں۔

جناب مرثد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، آپ نے فرمایا۔ تمہاری کامیابی قبولیتِ نماز میں ہے، پس تم اپنے میں سے بہترین آدمی کو امام بناؤ۔ کیونکہ وہ تمہارا سالارِ وفد ہے۔

قاسم ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھ سے جناب مرثد نے یہ حدیث بیان کی۔ ابوعمر نے حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے، لیکن یہ وہم اور غلط ہے۔ کیونکہ جو شخص حضور اکرم کی زندگی کے دوران میں قتل کر دیا ہو، اسے القاسم کیسے مل سکتا ہے اور نہ حشنی، کہنا درست ہے کہ اسناد منقطع ہے۔ واللہ اعلم۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرثد بن نجبہ (رضی اللہ عنہ)

یہ مسیب بن نجبہ بن ربیعہ بن ریاح بن ربیعہ بن عوف بن ہلال بن سمح بن فزارہ بن ذبیان الفزاری کے

بھائی اور خالد بن ولید کے رفیق تھے۔ حیرہ کی جنگ اور فتح دمشق کے موقع پر موجود تھے۔ اور فصیل شہر پر مارے گئے تھے اور ایک دوسری روایت کے مطابق یہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ یہ حضور اکرمؐ کے عہد میں تھے۔
ان کا ذکر حافظ ابو القاسم بن عساکر بن دمشقی نے بھی کیا ہے۔

(سیدنا) مرثد بن وداعہ (رضی اللہ عنہ)

جعفی کندی اور بروایتے قبیلۂ جعفی یا طے کے بزرگ تھے۔ امام بخاری ان کی صحبت کے قائل ہیں، لیکن ابو حاتم انکار کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔
امام بخاری کہتے ہیں، ہمیں عبداللہ بن محمد الجعفی نے ان سے شبابہ نے، ان سے جریر نے بیان کیا کہ انھوں نے خمیر بن یزید الرحبی سے سنا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے سردارِ قبیلہ کو جو حضورؐ کے مصاحب تھے نماز پڑھتے دیکھا۔ اکثر نماز میں کھٹمل یا مکھیوں کو مار دیا کرتے۔ مسلم نے انھیں تابعین میں شمار کیا ہے۔
ان سے خالد بن معدان نے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی اور امت ہی ہو گی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرحب یا ابو مرحب (رضی اللہ عنہ)

کوفی صحابہ سے تھے۔ زہیر نے اسماعیل بن ابی خالد سے انھوں نے شعبی سے اسی طرح مشکوک انداز میں سنا کہ مرحب یا ابو مرحب نے کہا کہ گویا میں اب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں چار آدمی علی، فضل، عبدالرحمٰن بن عوف، عباس اور اسامہ کو دیکھ رہا ہوں۔ امام ثوری و ابن عیینہ نے اسماعیل سے انھوں نے شعبی سے اور انھوں نے بغیر از شک ابو مرحب سے روایت کی۔ ابو عمر کا بیان ہے کہ شعبی سے روایت کے متعلق جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ اختلاف ہے لیکن سوائے اس وجہ کے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عبدالرحمٰن ان کے ساتھ تھے[1] البتہ ابنِ شہاب نے ابن مسیب سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں لوگوں نے دفن کیا، جنھوں نے آپ کو غسل دیا تھا اور وہ چار تھے، علی، فضل، عباس اور صالح شقران انھوں نے آپؐ کو لحد میں اتارا اور قبر پر ایک اینٹ گاڑ دی اور انصار میں سے خولی بن اوس بھی قبر میں اُترے تھے ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

[1] یہ پانچ ہیں، چار نہیں۔ (مترجم)

(سیدنا) مرداس بن عمرو الفدکی (رضی اللہ عنہ)

کلبی نے مرداس بن نہیک لکھا ہے اور اسی طرح ابوعمر نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ فزاری تھے۔ جن کے بارے میں قرآن کی درج ذیل آیت اُتری تھی۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا

ابوسعید خدری نے روایت کی، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستۂ فوج بنوضمرہ روانہ کیا۔ جن میں اسامہ بن زید بھی تھے۔ اسے اسامہ نے قتل کر دیا۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ بنواسلم کے ایک شیخ نے اپنے قبیلے کے کئی آدمیوں کی زبانی مجھے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبداللہ الکلبی کو بنومرہ کے علاقے میں کلب لیث کی طرف بھیجا اور ان میں ان کے حلیف مرداس بن نہیک جو بنوحرقہ سے تھے بھی شریک تھے۔ انھیں اسامہ بن زید نے قتل کر دیا۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ مجھ سے محمد بن اسامہ نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا اسامہ بن زید سے روایت کی کہ مجھے اور ایک انصاری کو مرداس سے آمنا سامنا ہو گیا۔ جب ہم نے اس پر ہتھیار اُٹھائے تو اس نے کلمہ شہادت پڑھ دیا۔ مگر ہم وار پر وار کرتے رہے، تاآنکہ وہ مر گیا۔ واپسی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ بتایا تو آپ نے فرمایا! اے اسامہ تجھے اس شخص سے کیا سروکار تھا جس نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ عرض کیا! یارسول اللہ، اس نے قتل سے بچنے کے لیے ایسا کیا تھا، حضور اکرم نے اپنے پہلے جملے کو اتنی بار دہرایا کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ کاش میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوتا، بلکہ آج ہی اسلام لایا ہوتا۔ اور میں نے اس قتل کا ارتکاب نہ کیا ہوتا۔

ایک روایت میں ہے کہ مرداس کے قاتل کا نام محلم بن جثامہ تھا۔ بعض لوگوں نے ان دو کے علاوہ کسی اور کا نام لیا ہے، لیکن صحیح یہ ہے، کہ جس شخص نے جنگ میں کلمہ شہادت پڑھا تھا۔ اس کے قاتل اسامہ تھے۔ کیونکہ مسلمانوں نے اس پر سخت احتجاج کیا تھا اور جس کو محلم نے قتل کیا تھا، وہ اور آدمی تھا۔ واللہ اعلم۔ تینوں نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مرداس بن قیس الدوسی (رضی اللہ عنہ)

ان کی حدیث صالح بن کیسان نے اس شخص سے بیان کی، جس نے مرداس بن قیس سے روایت کی۔ اس کا

بیان ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کہانت اور اس وجہ سے (غیر معمولی تبدیلیوں) کا ذکر کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے یہاں ایک سانحہ پیش آیا ہے۔ جو میں عرض کرتا ہوں ہمارے یہاں ایک لڑکی ہے جس سے ہمیں کبھی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ ایک دن وہ واپس آئی، تو کہنے لگی۔ اے خاندان دوس! آج مجھے ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ میں بکریاں چرا رہی تھی کہ اندھیرا چھا گیا اور میں نے یہ محسوس کیا جیسے مرد عورت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے، کہیں میں پاگل تو نہیں ہو گئی۔ کہانت کے بارے میں یہ حدیث مکمل طور پر بیان کی۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرداس بن مالک الاسلمی (رضی اللہ عنہ)

کوفی ہیں۔ اور بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ ابوالفرج بن محمود نے باسنادہ ابوبکر بن ابی عاصم سے روایت کی، انھوں نے وہبان بن بقیہ سے، انھوں نے خالد بن عبداللہ سے انھوں نے بیان سے، انھوں نے قیس بن ابی حازم سے، انھوں نے مرداس الاسلمی سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاشرے کا صالح عنصر پہلے چلا جائے گا اور وہ ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد کھجور اور جو کے پیچھے کھچے اور بے کار دانوں کی طرح معاشرے کا ردی حصہ رہ جائے گا۔ جن سے اللہ میاں کوئی سروکار رکھنا گوارا نہ کریں گے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرداس بن مالک الغنوی (رضی اللہ عنہ)

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی اولاد نے ان سے حدیث یوں بیان کی ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے چہرے کو تھپتھپایا اور دعائے خیر فرمائی۔ ان کو فرمان لکھ کر دیا اور اپنے قبیلے کے صدقات کی تولیت انھیں مرحمت فرمائی۔ ابوموسیٰ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن الکلبی نے ان کا نام مرداس بن مویلک لکھا ہے اور ان کا سلسلۂ نسب یوں بیان کیا ہے: مرداس بن مویلک بن واقد بن رباح بن ثعلبہ بن سعد بن عوف بن کعب بن حلان بن غنم بن غنی بن اعصر الغنوی۔ وہ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہدیۃً ایک گھوڑا پیش کیا۔

(سیدنا) مرداس یا ابن مرداس (رضی اللہ عنہ)

وہ بیعت رضوان میں موجود تھے۔ ان کا ذکر اس حدیث میں ملتا ہے، جو راشد بن سیار مولی عبداللہ بن ابی اوفی نے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے جن پانچ آدمیوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت

کرتے دیکھا۔ ان میں مرداس یا ابن مرداس شامل تھے۔ وہ مغرب سے پہلے نماز پڑھ رہے تھے، ابن مندہ، ابونعیم ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے اور چونکہ ابن مندہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ اس لیے استدراک کی ضرورت نہیں۔

(سیدنا) مرداس بن ابی مرداس (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام مرداس بن عقفان التیمی العنبری ہے۔ انھیں صحبت میسر آئی۔ وہ راوی ہیں کہ میں حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے میرے لیے دعا خیر فرمائی۔ ان سے ان کے بیٹے بکر نے روایت کی۔ ابوعمر نے اختصاراً ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرداس بن مروان (رضی اللہ عنہ)

بن جذع بن یزید؛ باپ بیٹے دونوں نے اسلام قبول کیا۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر موجود تھے اور خیبر کی پیداوار سے دو حصے وصول کرنے کے لیے حضور اکرمؐ کے امین تھے۔ غسانی نے ابن الکلبی اور العدوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرداس بن نہیک (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا ذکر مرداس بن عمرو الفدکی کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔ ابوعمر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔

(سیدنا) مرزبان بن لغمان (رضی اللہ عنہ)

بن امراؤ القیس بن عمرو المقصور بن حجر آکل المرار بن عمرو بن معاویہ بن حارث الاکبر الکندی؛ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اشعث بن قیس کندی کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ یہی ابن الکلبی کا بیان ہے۔

(سیدنا) مرزوق الشامی (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرمؐ سے انھوں نے سماع کیا اور وہ انصار کے مولیٰ تھے، ابوالحکم الصیقل الحمصی نے مرزوق سے روایت کی، کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذوالفقار نامی تلوار کو صیقل کیا۔ اس تلوار کا قبضہ، حلقے اور کنڈے چاندی کے تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرکبود (رضی اللہ عنہ)

ایرانی تھے، صنعا میں رہتے تھے۔ رسولِ کریم کی زندگی میں مسلمان ہوئے۔ بعض لوگوں نے یہ حال کبود سے نقل کیا ہے۔ میرے خیال میں ان سے غلطی ہوئی ہے۔ صحیح نام وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

(سیدنا) مروان بن جذع (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن حارث بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی سلمی : جب مسلمان ہوئے ، کافی بوڑھے ہو چکے تھے - ان کے بیٹے مرداس صلح حدیبیہ میں موجود تھے اور حضور سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور خیبر کی پیداوار کے دو حصوں کے امین تھے - ابن الکلبی نے ان کا ذکر کیا ہے -

مروان بن حکم

بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی : اس کی کنیت ابو عبد الملک تھی - حضرت عثمان رض کا عمزاد تھا - کہتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوا - کوئی کہتا ہے ، ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوا - مالک کے مطابق غزوۂ احد کے دن ، کسی کے نزدیک غزوہ خندق کے دن ، کسی کے خیال میں فتح مکہ کے دن اور بعض کی رائے میں غزوۂ طائف کے دن پیدا ہوا - یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم رہا - کیونکہ بچپن میں جب حضور نے ان کے والد کو جلا وطن کر دیا تھا تو یہ طفل نادان تھا - اس نے یہ عرصہ طائف میں بسر کیا تھا - جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے خط لکھ کر حکم کو بلا لیا اور اسے اپنے قریب کر لیا - ایک دن حضرت علی نے حکم کو دیکھا تو کہنے لگے خدا تجھے تباہ کرے - اللہ امتِ محمدیہ کو تم سے اور تمہارے بیٹے کے شر سے محفوظ رکھے -

مروان کو لوگ خیط باطل کہتے تھے - کیونکہ یوم الدار کے موقعہ پر کسی شخص نے اس کی گردن پر وار کیا تھا جس سے اس کی ایک رگ کٹ گئی تھی اور وہ کبا ہو گیا تھا - جب شام میں مروان سے لوگوں نے بیعت کی تو اس کے بھائی عبد الرحمٰن نے ، جو ایک بے باک اچھا شاعر تھا اور مروان کے طور طریقے اسے پسند نہ تھے یہ اشعار کہے

(۱) فَوَاللّٰہِ مَا اَدْرِیْ وَاِنِّیْ لَسَائِلٌ عَلَیْلَۃَ مَضْرُوْبِ الْقَفَا کَیْفَ تَصْنَعُ

ترجمہ : - بخدا میں نہیں جانتا ، اسی لیے میں اس کبے کی بیوی سے پوچھتا ہوں کہ تو اس آدمی کے ساتھ کیسے گزر بسر کرتی ہے - جو کبا ہے

(۲) لَحَا اللّٰہُ قَوْماً اَمَّرُوْا خَیْطَ بَاطِلٍ عَلَی النَّاسِ یُعْطِیْ مَا یَشَاءُ وَیَمْنَعُ

ترجمہ : - خدا اس قوم کا بھلا نہ کرے - جنہوں نے خیط باطل کو اپنا امیر بنا لیا - جو اپنی مرضی سے جس کو چاہتا ہے نواز تا ہے اور جسے چاہتا ہے ، محروم رکھتا ہے -

---

لہ اس کا نام صحابہ میں لکھنا صحابہ کی توہین ہے - (مترجم)

ایک روایت کی رو سے عبدالرحمٰن نے یہ اشعار اس وقت کہے تھے، جب امیر معاویہ نے مروان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ امارت مدینہ کے بعد مکے اور طائف کی امارت بھی مروان کو دے دی تھی۔ پھر حکومت مدینہ سے اسے معزول کر کے سعید بن ابی العاص کو حاکم مقرر کر دیا۔ چنانچہ ۵۴ ہجری تک مدینہ اسی کی تحویل میں رہا۔ اس کی معزولی پر ولید بن عتبہ بن ابی سفیان، امیر معاویہ کی وفات تک مدینے کا عامل رہا۔

جب معاویہ بن یزید بن معاویہ، اپنا جانشین مقرر کیے بغیر مر گیا۔ تو بعض لوگوں نے شام میں مروان بن حکم کی خلافت پر اس سے بیعت کر لی۔ اسی طرح ضحاک بن قیس الفہری نے شام ہی میں عبداللہ بن زبیر کے نام پر لوگوں سے بیعت لی۔ چنانچہ دمشق کے نواح میں مرج راہط کے مقام پر دونوں میں جنگ ہوئی جس میں ضحاک مارا گیا۔ اور شام اور مصر پر مروان کا قبضہ ہو گیا۔ اسی اثنا میں مروان نے خالد بن یزید کی ماں سے نکاح کر لیا۔ تاکہ خالد کو خفیف کرے۔ ایک دن خالد سے کہا۔ اے تر و تازہ سرین والی عورت کے بیٹے! خالد نے اسے کہا۔ تو وہ آدمی ہے، جسے امین بنایا گیا، لیکن تو نے خیانت کی۔ خالد نے ماں سے شکایت کی۔ ماں نے کہا۔ تم مروان کو نہ بتانا۔ کہ تم نے مجھ سے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ جب مروان ام خالد کے گھر آیا، تو وہ اپنی لونڈیوں سمیت اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے گلا گھونٹ کر مار دیا۔ اس کی مدتِ حکومت نو یا دس مہینے تھی۔ یہ ان لوگوں سے ہے جو عورتوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ اس سے علی بن حسین اور عروہ بن زبیر نے روایت کی۔

اس کے بھائی عبدالرحمٰن نے اس کے بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

۱۔ أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ مَرْوَانَ مِنِّيْ رَسُوْلًا وَالرَّسُوْلُ مِنَ الْبَيَانِ

ترجمہ:- اچھا، وہ آدمی کون ہے، جو میری جانب سے مروان کو قاصد روانہ کرے اور ایسا قاصد جو بوضاحت پیغام پہنچا سکے۔

(۲) بِأَنَّكَ لَنْ تَرَى طَرْدًا لِحُرٍّ كَالْصَاقٍ بِهٖ بَعْضَ الْهَوَانِ

ترجمہ:- تم ایسے آدمی ہو، جو یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ایک آزاد آدمی کو دھتکارنا ایسا ہے گویا اس سے بعض رسوائیاں چپکا دی جائیں۔

(۳) وَهَلْ حَدِثْتَ قَبْلِيْ مِنْ كَرِيْمٍ مُعِيْنٍ فِي الْحَوَادِثِ أَوْ مُعَانٍ

ترجمہ:- اور کیا مجھ سے پہلے تجھ سے کسی کریم النفس نے جو حوادث اور خوشحالی میں مددگار ثابت ہو،

گفتگو کی ہے۔

(۴) یُقِیمُ بِدَارِ مَضْیَعَۃٍ اِذَا لَمْ ۔۔۔ یَکُنْ حَیْرَانَ اَوْ خَفِقَ الْجَنَانِ

ترجمہ:۔ وہ مصیبت کے مقام پر ٹھہرا رہتا ہے۔ بشرطیکہ وہ حیران اور مخبوط الحواس نہ ہو۔

(۵) فَلَا تَقْذِفْ بِیَ الرَّجَوَیْنِ اَنِّیْ ۔۔۔ اَقَلُّ الْقَوْمِ مَنْ یُغْنِی الْمَکَانِ

ترجمہ:۔ تو مجھے دو امیدوں (پس و پیش) کا الزام نہ دے۔ حالانکہ میں قوم میں ایسا آدمی ہوں۔ جو مکان سے بے نیاز ہے۔

(۶) سَاَکْفِیکَ الَّذِیْ اسْتَکْفَیْتَ مِنِّیْ ۔۔۔ بِاَمْرٍ لَا تُخَالِطُہُ الْبَدَانِ

ترجمہ:۔ جلدی ہی۔ تجھے اس ذات کی امداد، جس نے تجھے، مجھ سے بے نیاز کر دیا ہے، کافی ہوگی، اس کام میں جسے دو ہاتھوں نے الجھایا نہ ہو۔

(۷) وَلَوْ اَنَّا بِمَنْزِلِہٖ جَمِیْعًا ۔۔۔ جَرَیْتَ وَاَنْتَ مُضْطَرِبُ الْجَنَانِ

ترجمہ:۔ ایک وہ وقت تھا جب ہم اکٹھے تھے۔ پھر تو چل کھڑا ہوا اور تو بڑی بے چین طبیعت کا آدمی تھا۔

(۸) وَلَوْلَا اَنَّ اُمَّ اَبِیْکَ اُمِّیْ ۔۔۔ وَاَنْ مَنْ قَدْ ہَجَاکَ فَقَدْ ہَجَانِیْ

ترجمہ:۔ اگر تیرے باپ کی ماں میری ماں نہ ہوتی۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ تیری ہجو میری ہجو شمار ہوتی۔

(۹) لَقَدْ جَاھَرْتُ بِالْبُغْضَاءِ اِنِّیْ ۔۔۔ اِلٰی اَمْرِ الْجَھَارَۃِ وَالْعَلَانِ

ترجمہ:۔ تو میں بلاشبہ اپنے عناد کا اظہار کرتا۔ کیونکہ میں واضح اور کھلی بات کو پسند کرتا ہوں۔

(سیدنا) مروان بن قیس الاسدی (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں سلمی آیا ہے۔ امام بخاری نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ان کے بیٹے خیثم بن مروان نے ان سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعیمان نامی ایک شخص کے پاس سے گزرے، جو شراب کے نشے میں تھا۔ حضور کے حکم سے اسے دُرّے لگائے گئے، دوبارہ گزرے تو اسے پھر اسی حالت میں پایا۔ اسے پھر دُرّے لگائے گئے۔ تیسری اور چوتھی بار بھی یہی صورتِ حال پیش آئی۔ اس موقعہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ شخص چار بار اتکاب جرم کر چکا ہے۔ کیوں نہ اس کی گردن مار دی جائے۔ اس پر ایک آدمی بول اٹھا۔ میں نے اسے غزوہ بدر

میں دلیری سے لڑتے دیکھا ہے۔ ایک دوسرے شخص نے کہا کہ میں نے غزوۂ بدر میں اس کی قابلِ تحسین کارگزاری دیکھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیسے! جب یہ شخص بدر میں موجود تھا۔

عمران بن یحییٰ نے اپنے چچا عمران بن قیس الاسدی سے روایت کی کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، کہنے لگا، میرا والد فوت ہوگیا ہے اور اس نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں مکے جاؤں اور اس کی طرف سے ایک جانور ذبح کردوں۔ حالانکہ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ ہاں! یہ فرض تو تمہیں ادا کرنا ہوگا۔ ذرا غور کرو۔ اگر تمہارے باپ پر کسی آدمی کا قرض ہوتا اور تو اپنے مال سے وہ قرض ادا کرتا تو کیا وہ آدمی خوشی خوشی تجھ سے واپس نہ ہوتا۔ اس بنا پر خدا کو تو راضی کرنا ازحد ضروری ہے۔

(سیدنا) مروان بن مالک الداری (رضی اللہ عنہ)

عبدالملک بن ہشام نے قبیلۂ داری کے ان لوگوں کے ناموں کے سلسلے ہیں۔ جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، خیبر کی پیداوار سے حصص عطا فرمائے تھے۔ دو بھائیوں عرفہ بن مالک اور مروان بن مالک کے نام لکھے ہیں۔ ابن اسحاق نے مرار بن مالک کا نام لیا ہے جس کا تذکرہ ہم مرار کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) مرہ بن حباب (رضی اللہ عنہ)

بن عدی بن عجلان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام جعل بن عمرو بن جشم البلوی! یہ بنو عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ طبری نے مری بن حباب بن عدی بن عجلان لکھا ہے۔ غزوۂ احد میں شریک تھے۔ کلبی وغیرہ کہتے ہیں کہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابوعمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرہ بن سراقہ (رضی اللہ عنہ)

غزوۂ حنین میں جو مسلمان شہید ہوئے تھے۔ یہ بھی ان میں شامل تھے۔ ابوعمر نے اس کا اختصاراً ذکر کیا ہے۔ لیکن ابن اسحاق نے ان کا نام ان لوگوں میں شامل نہیں کیا۔ جو حنین اور خیبر میں شہید ہوئے تھے۔ ہاں عروہ بن مرہ بن سراقہ کا ذکر کیا ہے اور ابوعمر نے عروہ کے تحت ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرۃ العامری (رضی اللہ عنہ)

یعلی بن مرہ کے والد ہیں۔ یہ کوفی ہیں اور باپ بیٹا دونوں کو صحبت میسر آئی اور روایت بھی۔ اس کا نسب بقولِ ابوعمر مرہ بن وہیب بن جابر ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے مرہ بن ابی مرہ ثقفی والد یعلی بن مرہ لکھا ہے۔ ان سے

ان کے بیٹے نے روایت کی ہے۔

یونس بن بکیر نے اعمش سے انھوں نے منہال سے انھوں نے لیعلی بن مرہ سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں۔ میں ایک سفر میں رسول کریمؐ کے ساتھ تھا۔ میں نے آپؐ سے ایک عجیب واقعہ کے ظہور کا مشاہدہ کیا۔ ایک عورت ایک آسیب زدہ بچے کو لیے حضورؐ کے پاس آئی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے دشمن خدا میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو دفع ہو جا۔ وہ بچہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

یحیٰی بن عیسیٰ وغیرہ نے اعمش سے اسی طرح نقل کیا ہے اور وکیع نے اعمش سے انھوں نے منہال سے، انھوں نے لیعلی بن مرہ سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب و غریب واقعہ کا مشاہدہ کیا اور پھر واقعہ بیان کیا۔

(سیدنا) مرہ بن صابی الیشکری (رضی اللہ عنہ)

ان کا والد اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ جناب مرہ نے مسلیمہ کذاب کو فصیح و بلیغ اشعار میں تنبیہ کی۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ)

بن حبیب بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن قرشی الفہری جن کا تعلق مسلمۃ الفتح سے ہے۔

یحیٰی نے باسنادہ ابن ابی قاسم سے، انھوں نے عمرو بن علی سے۔ انھوں نے سفیان بن عینیہ سے، انھوں نے صفوان بن سلیم سے، انھوں نے انیسہ ام سعید بنت مرہ سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں اور یتیم کا کفیل (اس کے لیے ہو یا کسی اور کے لیے) جنت میں اکٹھے ہوں گے۔ ابو عمر، ابو موسیٰ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرہ بن عمرو العقیلی (رضی اللہ عنہ)

ابوبکر اسماعیلی نے ان کا ذکر کیا ہے اور باسنادہ محمد بن مطلب سے، انھوں نے علی بن قرین سے انھوں نے خشرم بن حسین العقیلی سے، انھوں نے عقیل ظریف العقیلی سے انھوں نے مرہ بن عمرو سے روایت کی کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی اور آپ نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے، لیکن ہم کئی مقام پر بیان کر آئے ہیں کہ یہ شخص ضعیف الروایت ہے۔

(سیدنا) مرہ بن کعب (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ان کا نام کعب بن مرہ سلمی بہزی ہے جن کا تعلق بہز بن حارث بن سلیم بن منصور سے ہے۔ پہلے بصرے میں اور پھر شام میں سکونت اختیار کی۔ ابوعمر کہتے ہیں کہ مرہ بن کعب درست ہے، ایک روایت ہے کہ یہ دو مختلف آدمی ہیں مگر یہ غلط ہے اور ہم اس کا ذکر کعب کے باب میں کئی مقام پر کر آئے ہیں اور انھوں نے ۵۰ ہجری میں اردن میں وفات پائی۔

ان سے عبداللہ بن شقیق، جبیر بن نفیر اور اسامہ بن خریم نے روایت کی۔ ہم نے کئی آدمیوں سے باسناد ہم ابوعیسیٰ سے، انھوں نے محمد بن بشار سے، انھوں نے عبدالوہاب ثقفی سے، انھوں نے ایوب سے، انھوں نے ابوقلابہ سے، انھوں نے ابوالاشعث الصنعانی سے روایت کی۔ شام میں کچھ خطیب خطبہ دینے لگے، ان میں صحابہ کرام بھی تھے۔ آخر میں جو آدمی اٹھا۔ اس کا نام مرہ بن کعب تھا۔ انھوں نے کہا، کہ اگر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی، تو میں نہ اٹھتا۔ آپ نے آنے والے فتنوں اور ان کے قرب کا ذکر فرمایا۔ اتنے میں وہاں سے ایک شخص چادر میں لپٹا لپٹایا مجھے ملا۔ حضور نے فرمایا۔ یہ آدمی آج ہدایت پر ہے۔ میں اٹھ کر اس کے پیچھے ہولیا، دیکھا کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان تھے۔ پھر میں ان کے سامنے ہو گیا اور انھیں بتایا کہ جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ انھوں نے ہاں کہا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب میم و ز

(سیدنا) مزرد بن ضرار (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ بن حرملہ بن سیفی بن اصرم بن ایاس بن عبد غنم بن جاش بن بجالہ بن مالک بن ثعلبہ بن سعد بن ذبیان: ایک روایت کی رو سے ان کا نام ضرار بن سنان بن امیہ بن عمرو بن جحاش بن بجالہ غطفانی، ذبیانی الشعلبی ہے یہ شماخ کے بھائی تھے اور ان کا نام یزید تھا، مگر عرف مزرد تھا اور انھیں مزرد درج ذیل شعر کی وجہ سے کہتے تھے۔

فَقُلْتُ تَزَرَّدْهَا عُبَيْدُ فَإِنَّنِي ۔۔۔ لِزَرْدِ الْمَوَالِي فِي السِّنِينَ مُزَرِّدُ

ترجمہ:۔ میں نے کہا، کہ عبید اسے نگل جائے گا۔ کیونکہ میں بھی مشکلات میں موالی کو نگل جاتا ہوں۔

مزر و حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ذیل کے اشعار پڑھے :

(۱) تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَّا کَاَنَّنَا اَفَأْنَا بِاَثْمَارٍ ثَعَالِبَ ذِیْ غَسْل

(ترجمہ) رسول اکریم کو بتا دو کہ ہم نے اثمار کی مدد سے ذی غسل کی لومڑیوں کو تباہ کر دیا ہے۔

(۲) تَعَلَّمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ اَرَ مِثْلَہُمْ اَحَنَّ عَلَی الْاَدْنٰی وَاَحْرَمَ لِلْفَصْلِ

ترجمہ :۔ رسول کریم کی خدمت میں عرض کیجئے کہ میں نے ان کی طرح ادنیٰ پر مہربان اور قطع تعلق کو ناجائز گردانے والا نہیں دیکھا۔

اثمار ان کے قبیلے کا نام ہے۔ وہ اپنے قبیلے کی ہجو کیا کرتے اور لوگ سمجھتے کہ وہ اپنے مہمانوں کی ہجو کر رہے ہیں۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مزیدہ بن جابر العبدی العصری (رضی اللہ عنہ)

ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے انکی نسبت اسی طرح بیان کیا ہے۔ ابو عمر نے مزیدۃ العبدی لکھا اور عصری کا نام نہیں لیا۔ ابن الکلبی نے مزیدہ بن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطمہ بن محارب بن عمرو بن ودیعہ بن بکیر بن افصی بن عبدالقیس لکھا ہے لیکن عصری کی نسبت کا ذکر نہیں کیا۔ مگر ابن مندہ اور ابونعیم نے انھیں عصری لکھا ہے اور کہا ہے کہ وہ ہود بن عبداللہ بن سعد بن مزیدہ کے دادا تھے۔

ہود بن عبداللہ العصری نے اپنے دادا مزیدہ سے روایت کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

یحییٰ بن محمود نے اذناً بہ اسنادِ خود ابوبکر احمد بن عمرو سے روایت کی۔ کہ انھوں نے محمد بن صدران سے انھوں نے طالب بن حجیر العبدی سے۔ انھوں نے ہود العصری سے انھوں نے اپنے دادا سے سنا کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے گفتگو فرما رہے تھے ارشاد فرمایا کہ ابھی اس طرف سے کچھ سوار تمہارے آمنے سامنے آنے کو ہیں۔ جنھیں تم اہل مشرق کے بہترین افراد کہہ سکتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس طرف کو چل دیئے۔ ان کی ملاقات تیرہ شتر سواروں سے ہوئی، جنھیں انھوں نے خوش آمدید کہا اور پوچھا کہ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ کہا بنو عبدالقیس سے۔ کیا تم اس علاقے میں تلواروں کی تجارت کے لیے آئے ہو۔ کہا نہیں معلوم ہوتا ہے تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کو آئے ہو۔ پس وہ انھیں ساتھ لیے حضور کی طرف

لے چلے۔ وہاں پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، کہ یہ ہیں وہ صاحب جنھیں تم ملنے آئے ہو۔
یہ سنتے ہی انھوں نے اونٹوں سے چھلانگیں لگائیں۔ کچھ تیز تیز چلے، کچھ بھاگے اور کچھ آہستہ آہستہ چل کر خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ حضور اکرمؐ کے ہاتھ تھامے، چومے اور پھر قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ اشج جو سب سے چھوٹا تھا وہ پیچھے رہ گیا۔ اس نے اپنا اونٹ بٹھایا، اسے رسی سے باندھا، ساتھیوں کے سامان کو اکٹھا کیا اور پھر متانت سے چلتا ہوا حضور اکرمؐ کے پاس آیا اور آپؐ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔ اس نے دریافت کیا: یا رسول اللہ وہ کون کون سی ہیں، فرمایا، وقار اور احساس فرض۔ اس نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ اوصاف جبلی ہیں یا کسبی حضورؐ نے فرمایا۔ جبلی، اس پہ اس نے کہا، ہر تعریف کا سزاوار وہ خدا ہے جس نے مجھے ایسی جبلت عطا فرمائی، جو اسے اور اس کے رسول کو پسند ہے۔

اسماعیل بن علی نے باسنادہ ابو عیسیٰ ترمذی سے۔ انھوں نے محمد بن صدران ابو جعفر البصری سے انھوں نے طالب بن حجیر سے۔ انھوں نے ہود بن عبد اللہ سے، انھوں نے اپنے دادا مزیدہ سے روایت کی۔ کہ وہ فتح مکہ کے دن حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ آپؐ کی تلوار پر سونے اور چاندی کے حلقے وغیرہ تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اس روایت میں سب نے مزیدہ کو مرد قرار دیا ہے، لیکن ابو نعیم نے دوبارہ ان کا ذکر صحابیات میں عورت سمجھ کر کیا ہے۔ حالانکہ وہ مرد ہیں۔

باب میم و س

(سیدنا) مساحق ابو نوفل (رضی اللہ عنہ)

نصر بن علی نے سفیان سے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے عبد الملک بن نوفل بن مساحق سے اس نے باپ سے اس نے اس کے دادا سے روایت کی۔ کہ جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سریہ روانہ کرتے تو فرماتے، جب تم کوئی مسجد دیکھو یا موذن کی اذان سنو، تو کسی سے جنگ نہ کرو۔ الیاس نے سفیان سے۔ انھوں نے عبد الملک سے خود روایت کی (ان میں عمرو کا نام نہیں) انھوں نے ابن عصام المزنی سے، انھوں نے

اپنے والد سے روایت کی ۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے ۔

(سیدنا) مسافع الدیلی ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ)

انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا ۔ امام بخاری نے اُنھیں صحابہ میں شمار کیا ہے ۔ مالک بن عبیدہ بن مسافع الدیلی نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ حضور اکرم ؐ نے فرمایا ۔ اگر عبادت گزار بندے، شیر نوش بچیاں اور گھاس چرنے والے چرند نہ ہوتے ۔ تو خدا تم پر اپنا عذاب انڈیل دیتا ۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے ۔

(سیدنا) مسافع بن عیاض (رضی اللہ عنہ)

بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی قرشی تیمی : وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے ۔ ابوعمر کہتے ہیں کہ انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی، لیکن ان کی کوئی حدیث یاد نہیں ۔

زبیر اور عدوی کہتے ہیں کہ مسافع اور حسان بن ثابت دونوں شاعر تھے اور لوگوں کی آراء ان کے بارے میں مختلف تھیں ۔ اور وہ اُنھیں ایک دوسرے پر فضیلت دیتے تھے ۔ چنانچہ ہم ذیل میں حسان بن ثابت کے ہجو یہ اشعار نقل کرتے ہیں :

(۱) یَا آلَ تَیْمٍ اَلَا تَنْھَوْنَ جَاھِلَکُمْ   قَبْلَ الْقِذَافِ بِصُمٍّ کَالْجَلَامِید

ترجمہ : اے بنو تیم ! کیا تم اپنے جاہل کو، جو گالیاں بکنے سے پہلے سنگ خارا کی طرح خاموش رہتا ہے روکتے نہیں ہو ۔

(۲) فَنَنْھَنُوہُ فَاِنِّیْ غَیْرُ تَارِکِکُمْ   اِنْ عَادَ مَا اھْتَزَّ مَاءٌ فِیْ ثَرَی عُوْدٍ

ترجمہ : پس ہم اسے روکیں گے اور میں تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا ۔ جب تک کہ وہ پانی جو زمین سے لکڑی میں داخل ہوتا ہے ، اسے حرکت دیتا رہے گا ۔

(۳) لَوْ کُنْتُ مِنْ ھَاشِمٍ اَوْ مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ   اَوْ عَبْدِ شَمْسٍ اَوِ اَصْحَابِ اللِّوَیٰ الصِّیْد

ترجمہ : کاش میں بنو ہاشم یا بنو اسد یا بنو عبدالشمس یا صاحب علم بنو صید اء سے ہوتا

(۴) اَوْ بَنِیْ نَوْفَلٍ اَوْ وَلَدِ مُطَّلِبٍ   لِلّٰہِ دَرُّکَ لَمْ تَھْمُمْ بِتَھْدِیْدِ

ترجمہ : کاش میں بنو نوفل یا بنو مطلب سے ہوتا ۔ خدا تیرا بھلا کرے تو میری ہجو کی جرأت نہ کر سکتا ۔

(۵) اَوْمِنْ بَنِیْ زُھْرَۃِ الْاَبْطَالِ قَدْ عُرِفُوْا ... اَوْ مِنْ بَنِیْ جُمَحِ الْخُضْرِ الْجِلَاعِیْدُ

ترجمہ:۔ یا میں بنو زہرہ سے ہوتا، جن کے جانباز مشہور ہیں۔ یا بنی جمح سے ہوتا۔ جو بڑے مرفہ الحال اور سخت کوش ہیں۔

(۶) اَوْفِی الذُّؤَابَۃِ مِنْ تَیْمٍ اِذَا انْتَسَبُوْا ... اَوْ مِنْ بَنِی الْحَارِثِ الْبِیْضِ الْاَمَاجِیْدِ۔

ترجمہ:۔ یا میں بنو تیم کے متعلقین سے ہوتا، اور یا بنو حارث سے جو روشن چہرہ اور قابل احترام لوگ ہیں۔

(۷) لَوْلَا الرَّسُوْلُ وَاِنِّیْ لَسْتُ عَاصِیَہٗ ... حَتّٰی یُغَیِّبَنِیْ فِی الرَّمْسِ مَلْحُوْدِیْ

ترجمہ:۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھی ہو۔ جب بھی میں ان کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ تاآنکہ مجھے قبر میں دفن کر دیا جائے۔

(۸) وَصَاحِبُ الْغَارِ اِنِّیْ سَوْفَ اَحْفَظُہٗ ... وَطَلْحَہ بْنُ عُبَیْدُ اللہِ ذُوالْجُوْدِ

ترجمہ:۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ غار جن کی میں حفاظت کروں گا، اور نیز طلحہ بن عبید اللہ جو بڑا کریم النفس ہے۔

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مستظل بن حصین (رضی اللہ عنہ)

زمانۂ جاہلیت کے آدمی ہیں اور تابعی ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) المستنیر بن صعصعۃ الخزاعی (رضی اللہ عنہ)

علاء بن حضرمی کے اس خط میں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھ کر دیا تھا۔ ان کا ذکر اس کے گواہوں میں ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) المستورد بن جیلان العبدی (رضی اللہ عنہ)

اوزاعی نے سلیمان بن حبیب سے روایت کی، انھوں نے ابوامامہ سے سنا کہ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ جلد ہی تم میں اور سلطنتِ روم میں بدھ وار کے دن چار مصالحتیں ہوں گی، ایک ایسے آدمی کے ہاتھ پر، جو ہرقل کے خاندان سے ہوگا۔ بنو عبد القیس کے ایک آدمی مستورد بن جیلان نے دریافت کیا، یا رسول اللہ! ان دنوں مسلمانوں کا امام (لیڈر) کون ہوگا۔ فرمایا، میری اولاد میں سے ایک شخص جو چالیس برس کا ہوگا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مستورد بن شداد (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن حسل بن احجب بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر القرشی الفہری: ان کی والدہ کا نام دعد بنت جابر بن حسل بن احجب تھا، جو کرز بن جابر کی ہمشیرہ تھی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، تو بقول واقدی یہ لڑکے تھے اور لوگوں کا خیال ہے کہ انھیں حضورؐ سے سماع کا موقع ملا اور حضور کی بات اچھی طرح دماغ میں محفوظ رکھی اور کوفے میں سکونت اختیار کی۔ بعدہٗ مصر چلے گئے۔ چنانچہ ان سے اہل کوفہ اور نیز اہل مصر نے روایت کی۔ اہل کوفہ میں قیس بن ابی حازم، شعبی اور ربعی بن خراش تھے اور مصریوں میں ابو عبدالرحمٰن جیلی، عبدالرحمٰن بن جبیر اور علی بن رباح ہیں۔

اسماعیل بن ابی خالد نے قیس سے، انھوں نے مستورد بن شداد سے جو بنو فہر کا بھائی تھا اور انھوں نے رسول کریمؐ سے سُنا۔ آپؐ نے فرمایا۔ دُنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے، جیسے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈال دے اور پھر انتظار کرے اور دیکھے کہ انگلی کیا لے کے آتی ہے۔

ابو منصور بن مکارم نے باسنادہ معافی بن عمران اوزاعی سے روایت کی۔ کہ ان کو حارث بن یزید نے عبدالرحمٰن بن جبیر سے انھوں نے مستورد بن شداد سے روایت کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص ہمارا عامل ہوا۔ اسے بیوی کا انتظام کرنا چاہیئے۔ اور جس کے پاس نوکر نہ ہو اور مکان ہو اسے چاہیئے، کہ ان دو ضرورتوں کی فراہمی کا بندوبست کرے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مستورد بن منہال (رضی اللہ عنہ)

بن قنفذ بن عصیہ بن ہصیص بن حیی بن وائل بن جشم بن مالک بن کعب بن القین بن جسر بن سیع اللہ بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعۃ: انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی یہ طبری کا قول ہے۔

(سیدنا) مسرع بن یاسر الجہنی (رضی اللہ عنہ)

محمد بن ابوبکر بن ابی عیسی نے کوشیدی سے انھوں نے ابن ریدہ سے انھوں نے طبرانی سے انھوں نے علی بن ابراہیم خزاعی سے انھوں نے عبداللہ بن داؤد بن دلہاث بن اسماعیل بن عبداللہ بن مسرع بن یاسر بن سوید سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے والد دلہاث سے انھوں نے اپنے باپ اسماعیل سے روایت کی کہ ان کے والد عبداللہ نے اپنے والد مسرع سے روایت بیان کی۔ انھیں یاسر نے بتایا کہ حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خیل (الزاح مدینہ میں ایک بستی) کو روانہ کیا اور ان کی بیوی حاملہ تھی۔ اس اثناء میں ان کی بیوی نے ایک بچہ جنا جسے وہ اٹھا کر حضورؐ کے پاس لائیں اور کہا! یا رسول اللہ یہ بچہ ابھی ابھی پیدا ہوا ہے۔ اس کا باپ خیل میں ہے۔ آپؐ اس کا نام رکھ دیں۔ آپؐ نے بچہ لے لیا۔ اس پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی اور نام مسرع رکھا۔ کیونکہ اس نے آنے میں جلدی کی ہے۔ سو یہ مسرع بن یاسر ہے۔

(سیدنا) مسروح ابوبکر (رضی اللہ عنہ)

یہ حارث بن کارہ الثقفی کے مولی تھے۔ طائف کے دن ایمان لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابوبکر رکھی، کیونکہ وہ طائف سے صبح کے وقت نکلے تھے۔ ایک روایت میں ان کا نام نفیع بن حارث مذکور ہے اور ہم انشاء اللہ کنیتوں کے باب میں پھر ان کا ذکر کریں گے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسروق بن اجدع الہمدانیؓ (رضی اللہ عنہ)

زمانۂ جاہلیت کے آدمی ہیں۔ تابعی ہیں اور کنیت ابوعائشہ ہے۔ حضرت علیؓ اور ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ ابوموسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسروق بن وائل حضرمی (رضی اللہ عنہ)

حضرموت کے وفد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔ بن عبد مناف بن قصی۔

(سیدنا) مسطح بن اثاثہ (رضی اللہ عنہ)

بن عباد بن مطلب بن مناف بن قصی قرشی مطلبی: ان کی کنیت ابوعبادہ یا ابوعبداللہ تھی۔ ان کی ماں کی کنیت ام مسطح تھی۔ اور ابورہم بن مطلب بن عبدالمناف کی دختر تھیں اور ام مسطح کی ماں کا نام رائطہ بنت صخر بن عامر بن کعب تھا اور حضرت ابوبکر صدیق کی خالہ تھیں۔

مسطح غزوۂ بدر میں موجود تھے اور واقعۂ افک کو خواہ مخواہ ہوا دی تھی۔ اور بطورِ سزا انھیں درے مارے گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی مالی امداد کرتے تھے۔ قسم کھائی کہ اب ان کی امداد نہیں کریں گے اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الخ۔ چنانچہ ابوبکرؓ نے ان کا وظیفہ جاری کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ مسطح ان کا لقب تھا اور عوف نام اور بہن کا نام ہند تھا۔ مسطح نے ۵۶ برس کی عمر میں ۳۴ ہجری میں وفات پائی۔ ہم ان کا ذکر ان لوگوں میں بھی کر آئے ہیں، جن کا نام عوف تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن اسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب القرشی العدوی: یہ اور ان کے بھائی مطیع ان ستر آدمیوں میں شامل تھے۔ جنھوں نے بنو عدی میں سے ہجرت کی تھی۔ ان کی ماں عجماء عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول کی بیٹی تھی۔ دونوں بھائیوں کو ابن العجماء کہتے تھے۔ بیعۃ رضوان میں موجود تھے اور جنگ موتہ میں شریک ہوئے تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن مندہ نے ان کے نسب کے بارے میں دوسروں سے اختلاف کیا ہے: مسعود بن اسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عمر۔ مگر یہ نسب بنو مخزوم کا ہے اس لیے یہ غلط ہے۔ اسی ترجمے میں ابن مندہ نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ بنو عدی بن کعب سے، مسعود بن اسود جنگ موتہ میں موجود تھے۔ ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ مگر آخر الذکر روایت درست ہے۔ ابو جعفر نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انھوں نے ابن اسحاق سے بنو عدی کے ان لوگوں کے ناموں کے سلسلے میں جو غزوہ موتہ میں موجود تھے۔ ان کا نام مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ لکھا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن اسود البلوی: یہ بلی بن الحاف بن قضاعہ کی نسل سے تھے۔ ایک روایت میں ان کا نام مسعود بن مسور مذکور ہے۔ صلح حدیبیہ میں نیز بیعتِ رضوان میں موجود تھے۔ مصری شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افریقہ میں غزا کی اجازت طلب کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ افریقہ دغا باز ہے اور آدمی اس سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔

ان سے علی بن رباح وغیرہ نے مصریوں سے روایت کی اور ابن لہیعہ کے مطابق۔ ان کی حدیث حارث بن یزید نے علی بن رباح سے اور انھوں نے مسعود بن مسور سے روایت کی۔ انھیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور بیعتِ رضوان میں موجود تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار انصاری، خزرجی نجاری؛ یہی قول ہے ابن مندہ ابونعیم ابوعمر ابن اسحاق اور ابومعشر کا۔ ابوعمر نے اس میں تھوڑی سی تبدیلی کی ہے؛ مسعود بن اوس بن زید بن اصرم یہی قول ہے واقدی۔ ابن الکلبی اور ابن عمارۃ الالانصاری کا۔

ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے، عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر از بنو زید بن ثعلبہ مسعود بن اوس کا ذکر کیا۔ یہ صاحب فتح مصر میں موجود تھے۔ یہ وہی صاحب ہیں، جو وتر کے وجوب کے قائل ہیں۔ اس کا ذکر عبادہ بن صامت سے کیا گیا۔ تو انھوں نے کہا کہ ابو محمد نے غلط کہا ہے۔ وہ غزوۂ بدر کے بعد وقوع پذیر تمام غزوات میں شریک رہے اور حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں فوت ہوئے۔ ابن کلبی کی رائے ہے کہ وہ اس کے بعد بھی بہت عرصہ تک زندہ رہے۔ چنانچہ معرکۂ صفین میں حضرت علی کے لشکر میں تھے۔ ہم نے ان کا ذکر کنیتوں کے عنوان کے تحت بھی کیا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے یحییٰ بن مندہ نے اپنے دادا کی روایت پر استدراک کیا ہے۔ انھوں نے مسعود بن اوس کا نام لیا ہے، لیکن غزوۂ بدر میں شرکت کا ذکر نہیں کیا۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ ان کے دادا نے اس کا ذکر کیا ہے اور سلسلۂ نسب اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح ہم لکھ آئے ہیں۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن زید بن اصرم؛ یہ غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ ابونعیم نے مذکورہ بالا ترجمہ کے بعد ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، اور باسنادہ موسیٰ بن عقبہ سے انھوں نے ابن شہاب سے بہ سلسلۂ تذکرۂ شرکائے بدر از انصار بنو خزرج۔ جن کا تعلق بنو زید بن ثعلبہ بن غنم سے ہے۔ مسعود بن اوس بن زید بن اصرم سے روایت کی ہے اور اسی طرح باسنادہ ابراہیم بن سعد سے، انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر از زید بن ثعلبہ مسعود بن اوس کا ذکر کیا ہے۔ یہ ابونعیم کا قول ہے اور غلط ہے۔ کیونکہ مسعود بن اوس بن زید بن اصرم تو وہ شخص ہیں۔ جن کا ترجمہ ہم اس سے پہلے لکھ آئے ہیں۔ ابونعیم کو اشتباہ پڑ گیا ہے، کیونکہ انھوں نے اس ترجمے کو اس طریقے سے بیان کیا ہے، جیسا کہ ابومعشر اور ابن اسحاق نے ان کا سلسلۂ نسب بیان کیا ہے۔ اور یہاں ان کا ذکر، کلبی، واقدی اور ابن عمارہ کے قول کے مطابق بیان کیا ہے، لیکن ابن اسحاق سے۔ اس ترجمے میں جو روایت مروی ہے۔ اس کا سلسلۂ نسب اوپر تک بیان نہیں کیا گیا، تاکہ اس سے ظاہر ہو جائے کہ جو کچھ مسعود بن اوس نے کہا ہے، وہ کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

الثقفی: انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، اور یہ تابعی ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن خراش، ان کے بھائی کا نام ربعی بن خراش تھا۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ انہیں صحبت نصیب ہوئی، لیکن ابو حاتم رازی انکاری ہیں۔ جناب مسعود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی اور ان سے ان کے بھائی ربعی نے ابو بریدہ سے روایت کی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم کا قول ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت کے آدمی ہیں اور انھیں صحبت میسر نہیں آئی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن حکم بن ربیع بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی: ان کی ماں حبیبہ بنت شریق بن حثمہ ثقفی، جن کا تعلق بنو ہذیل سے تھا۔ جناب مسعود کی کنیت ابو ہارون تھی۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے، مدینے کے جلیل القدر کریم النفس لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور جلیل القدر تابعی تھے۔ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز جنازہ پڑھائی۔ پہلے کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے۔

ان سے نافع بن جبیر بن مطعم، محمد بن المنکدر اور ابو الزناد نے روایت کی ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن خالد الخزاعی: ولید بن مسعود بن خالد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بکری خریدی۔ میں کسی کام کے لیے باہر چلا گیا۔ جب واپس آیا تو دیکھا کہ حضورؐ نے گوشت کا ایک ٹکڑا ہمارے یہاں بھیج دیا تھا۔ میں نے بیوی سے پوچھا تو اس نے صورتِ حال بیان کی۔ میں نے کہا کہ تو نے یہ گوشت کیوں پکا کر بچوں کو نہیں کھلایا۔ اس نے کہا۔ وہ سب پیٹ بھر کر کھا چکے ہیں، حالانکہ اس سے پہلے وہ دو اور تین بکریاں بھی ذبح کرتے تھے۔ اور ان کو کفایت نہ کرتیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن خالد الزرقی: ایک روایت میں مسعود بن سعد بن خالد آیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے بنو خزرج کے قبیلے بنو زریق کے، ان لوگوں کے سلسلے میں جو غزوۂ بدر میں موجود تھے، ان کا سلسلۂ نسب مسعود بن خالد بن عامر بن مخلد بن زریق بیان کیا ہے۔

عبداللہ بن سمین نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے، ان لوگوں کے سلسلے میں جو قبیلہ زریق بن عامر سے غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے، مسعود بن خالد بن عامر بن مخلد لکھا ہے۔ واقدی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور جناب مسعود غزوۂ اُحد میں بھی شریک تھے۔ ابوعمر اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہاں دونوں میں فرق یہ ہے کہ ابوعمر نے مسعود بن خلدہ لکھا ہے اور سلسلۂ نسب بہ طریق مذکورہ بالا بیان کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے جعفر سے انکا نسب بہ طریق ذیل بیان کیا ہے: — مسعود بن خلدہ بن عامر حسب سابق۔ ان کی حدیث ان کے بیٹے عامر نے روایت کی ہے۔ پھر جعفر نے مسعود بن مالک بن عامر بیان کیا ہے۔ بقول ابوموسیٰ وہ غزوۂ بدر میں شریک تھے، اور دونوں کو محمد بن اسحاق کی طرف منسوب کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ ایک روایت کے مطابق ان کا نسب یوں ہے: ابن الربیع بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن حمالہ بن غالب بن عائذہ بن نثیع بن ہون بن خزیمہ بن مدرکہ۔ یہ نسب ابوعمر کا بیان کردہ ہے، لیکن ابن مندہ اور ابونعیم نے بطریق ذیل لکھا ہے: مسعود بن ربیعہ بن عمرو القاری۔ ابن الکلبی کہتا ہے: مسعود بن عامر بن ربیعہ بن عمیر بن سعد بن عبدالعزیٰ بن محلم بن غالب بن عائذہ بن نیثع بن ملیح بن ہون بن خزیمہ۔ اور قارہ ہون بن خزیمہ کا خاندانی لقب ہے۔ اور مسعود بنو زہرہ کا حلیف تھا اور مدینہ میں ان کے خاندان کو بنو القاری کہتے تھے۔

یہ صاحب قدیم الاسلام ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں منتقل ہونے سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ مدینے کو ہجرت کی اور حضورؐ نے ان میں اور عبید بن تیہان میں مواخات قائم کی تھی۔ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

ابوجعفر بن احمد نے باسنادہ جو یونس تک ہے، ابن اسحاق سے شرکائے بدر میں بنو کلاب اور ان کے حلیف اور مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ جو بنو قارہ سے تعلق رکھتے ہیں، شامل تھے۔ یہ لاولد تھے۔ بروایت واقدی، ابومعشر اور طبری انھوں نے ۳۰ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی عمر ساٹھ برس سے زائد تھی۔ تینوں نے

ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن رخیلہ بن عائذ بن مالک بن حبیب بن نبیح بن ثعلبہ بن قنفذ بن حلاوہ بن سبیع بن بکر بن اشجع الاشجعی؛ غزوۂ احزاب میں اسلام کے خلاف اپنے قبیلے اشجع کے کمانڈار تھے۔ بعد میں اسلام لائے اور قابلِ قدر خدمات بجالائے ابوجعفر الطبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر نے بھی ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن زرارہ؛ یہ ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ غزوۂ اُحد اور بعد کے غزوات میں شامل رہے۔ یہ عدوی کا قول ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن سبیع؛ ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ یہ وہ صاحب ہیں جن کے بارے میں ہم پیشتر لکھ آئے ہیں کہ وہ وتر کے وجوب کے قائل تھے اور جن کے بارے میں عبادہ نے کہا تھا کہ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ یہ ابوجعفر کا قول ہے۔

موسیٰ بن عقبہ نے امام زہری سے بہ روایت شرکائے بدر ان کا نام مسعود بن زید لکھا ہے اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم مسعود بن اوس بن اصرم کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ وجوب وتر کے قائل مسعود بن اوس ہیں، نہ کہ مسعود بن زید۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس پر ابوموسیٰ نے استدراک کیا ہے۔ میرے خیال میں ابوموسیٰ بھی یہی کہنا چاہتے ہیں، لیکن ان سے اوس بن اصرم کا نام رہ گیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور نیز یہ کہ وہ شرکائے بدر سے تھے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن سعد؛ یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ، ابومعشر اور محمد بن عبداللہ بن عمارۃ الانصاری کا خیال ہے کہ ان کا نسب مسعود بن عبدِ سعد ہے، واقدی نے مسعود بن عبد مسعود لکھا ہے اور سب ان کا سلسلۂ نسب یوں سے حسبِ ذیل بیان کرتے ہیں؛ مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی حارثی۔ یہ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے ابوموسیٰ، ابوعمر اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق الانصاری زرقی: غزوات بدر اور اُحد میں شریک تھے اور بئر معونہ کے حادثے میں شہید ہوئے۔ ابوعمر نے واقدی سے روایت کی کہ بقول عبداللہ بن محمد بن عمارہ وہ غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے۔ ابوعمر نے ان کا دوبار تذکرہ کیا ہے۔ ایک میں انھوں نے حسب قولِ واقدی ان کی شہادت غزوۂ خیبر میں بیان کی ہے اور دوسرے میں سانحۂ بئر معونہ میں۔ ابونعیم کا قول ہے، کہ ان کی شہادت خیبر میں ہوئی۔ ابونعیم، ابوعمر اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن سنان الاسلمی: امام زہری نے ان کا ذکر اس حدیث میں کیا ہے جو انھوں نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ بنو خزرج نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابورافع بن ابی الحقیق کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دے دی، چنانچہ مندرجہ ذیل اصحاب اس مہم پر روانہ ہوئے، عبداللہ بن عتیک (سردار قوم) عبداللہ بن انیس، مسعود بن سنان، ابوقتادہ اور خزاعی بن اسود، جو بنو اسلم سے تھے، اور بنو خزرج کے حلیف تھے، چنانچہ خیبر جا کر انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ ابن مندہ اور ابونعیم کا قول ہے۔ ابوعمر لکھتے ہیں کہ مسعود بن سنان بن اسود بنو غنم کے حلیف تھے، جو انصار کی شاخ بنو سلمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوۂ احد میں شریک تھے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن سنان الانصاری السلمی: ابوجعفر نے باسنادہ، یونس بن اسحاق سے بہ سلسلۂ شہدائے یمامہ: انصار کے بنو سلمہ، بنو حرام اور مسعود بن سنان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن سوید بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی، عدوی: یہ بنو عدی کے ان ستر آدمیوں میں شامل تھے۔ جو ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تھے۔ اور بقول زبیر و ابن کلبی انھوں نے غزوۂ موتہ میں وفات پائی۔ نیز زبیر نے لکھا ہے کہ یہ لاولد تھے۔ یہ مسعود بن اسود بن حارثہ کے جن کا ذکر پیشتر آ چکا ہے۔ عمزاد تھے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن ضحاک بن عدی بن جابر اللخمی: ان سے عبدالسلام بن مستیز بن مطاع بن زائدہ بن مسعود بن ضحاک نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا مسعود سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مطاع رکھا اور فرمایا کہ تم اپنی قوم کے مطاع ہو اور پھر انھیں ابلق گھوڑے پر سوار کرایا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابوعمر اور ابن مندہ نے ان کا نام مسعود بن عدی لکھا ہے۔ ابوموسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام مسعود بن ضحاک لکھا ہے اور چونکہ ابن مندہ نے ان کا نام مسعود بن عدی لکھا ہے، اس بنا پر ابوموسیٰ نے انھیں مسعود بن ضحاک کے علاوہ کوئی اور آدمی سمجھا ہے اسی لیے استدراک کیا ہے۔ ابن مندہ نے پھر سے ان سے مستیز بن مطاع بن زائدہ بن مسعود بن عدی بن جابر کی روایت کا اپنے سے اور پھر اپنے دادا سے ذکر کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو کچھ ابن مندہ نے بیان کیا ہے۔ دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن عبد سعد: ہم ان کا ذکر مسعود بن سعد کے ترجمے میں کر چکے ہیں۔ ابوعمر نے بھی ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے، اور جو کچھ ہم نے مسعود بن سعد کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔ وہی کچھ ابوعمر نے ان کے بارے میں لکھ دیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن عبدہ بن مُظہر: علامہ طبری لکھتے ہیں کہ مسعود بن عبدہ اپنے بیٹے نیار کے ساتھ غزوۂ اُحد میں موجود تھے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ غزوۂ ابی سلمہ بن عبدالاسد قطن کے چشمے پر جو بنو اسد کی ملکیت ہے اور نواح نجد میں واقع ہے۔ یہ لڑائی ہوئی جس میں مسعود بن عروہ مارے گئے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الثقفی: مدینے میں سکونت اختیار کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دربارہ کراہیت سوال ایک حدیث بیان کی۔ ان سے سعید بن یزید نے روایت کی کہ محمد بن جامع العطار ہی وہ اکیلا شخص ہے جس

نے ان سے یہ حدیث روایت کی اور وہ متروک الحدیث ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ان سے ایک اور حدیث مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں پائے جانے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا۔ ان سے حسن نے روایت کی۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو القاری: ان کا تعلق قارہ قبیلے سے تھا۔ غزوہ حنین کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مالِ غنیمت کی نگرانی پر مقرر فرمایا تھا اور جعرانہ کے مقام پر تمام جنگی قیدی اور اموالِ غنیمت ان کی تحویل میں تھا۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

فروہ الاسلمی کے غلام: ایک روایت کی رو سے ان کا نام مسعود بن ہنیدہ تھا۔ غزوۂ مریسیع میں شریک تھے اور فروہ بریدہ بن سفیان کے والد تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہ صاحب ابو تمیم بن حجیر الاسلمی کے مولی تھے۔ محمد بن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مسعود تمیم بن حجر ابی اوس الاسلمی کے مولی تھے۔ یہ حضور اکرمؐ کے نقیب تھے اور مریسیع کے موقعہ پر مالِ خمس کی نگرانی ان کے سپرد تھی۔ یہ واقدی کی روایت ہے۔
جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی، اور آپؐ کے بعض اونٹ تھک گئے۔ تو ان کے مولی نے آپؐ کو ایک اونٹ دیا اور اپنے غلام مسعود کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ روانہ کیا۔ افلح بن سعید نے بریدہ بن سفیان بن فروہ سے انھوں نے اپنے دادا کے غلام سے جس کا نام مسعود تھا۔ روایت کی، ایک روایت کی رو سے ان کا نام سعد تھا۔ جیسا کہ گزر چکا ہے اور وہ واقعہ ہم سعد کے عنوان کے تحت بیان کر چکے ہیں۔ یہ ابو احمد عسکری کا قول ہے۔ عبد الملک بن ہشام کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو اسلم کے ایک آدمی نے جس کا نام اوس بن حجر تھا۔ سواری کے لیے اونٹ پیش کیا اور اپنا غلام بھی جس کا نام مسعود بن ہنیدہ تھا۔ آپؐ کے ساتھ مدینہ روانہ کیا۔ واللہ اعلم، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی: ابن الکلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مسعود بن قیس میں شبہ ہے۔

(اسیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن وائل: یہ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا، تاکہ وہ اپنے قبیلے کو اسلام کی دعوت دیں۔ خود مشرف بہ اسلام ہوئے، اور قابل قدر کام کیے، حضورؐ سے درخواست کی، یا رسول اللہ! آپ میری قوم کی طرف کسی آدمی کو روانہ فرمائیں۔ جو ان میں اسلام کی تبلیغ کرے۔ حضورؐ نے انھیں ایک فرمان لکھ کر تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(اسیدنا) **مسعود** (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن سبیع بن سنان بن عبید بن عدی بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمۃ الانصاری السلمی، عقبہ میں موجود تھے۔ ابن سمین نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلہ شرکائے بیعت عقبہ از بنو سلمہ اور مسعود بن یزید بن سبیع بن خنساء روایت کی ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ابو موسیٰ کی رائے ہے کہ مسعود بن زید بن سبیع ابو محمد کا نام ہے۔ جنھوں نے وجوب وتر کی روایت کی تھی، لیکن وتر کے وجوب کے بارے میں ابن مندہ نے مسعود بن اوس بن اصرم کے ترجمے میں ذکر کیا ہے، ان کے بارے میں ایک روایت مسعود بن اوس بن زید بن اصرم سے بھی مذکور ہے۔

(اسیدنا) **مسلم** (رضی اللہ عنہ)

بن بحرۃ الانصاری: ابن ابی علی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یحییٰ بن محمود نے اجازۃً باسنادہ از ابن ابی عاصم بیان کیا ہے کہ ہم سے ہشام بن عمار نے ان سے اسماعیل بن عیاش نے ان سے اسحاق بن عبداللہ نے ان سے ابراہیم بن محمد بن مسلم بن بحرۃ الانصاری نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا اسلم بن بحرہ سے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے انھیں بنو قریظہ کی قیدیوں کی نگرانی پر مقرر فرمایا، چنانچہ وہ لڑکوں کے آلہ ہائے تناسل کو دیکھ رہے تھے۔ جس کے آلۂ تناسل میں انتشار پیدا ہوتا۔ اس کی گردن اڑا دیتے اور جس کے نہ ہوتا، اسے غنائم میں شمار کرتے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن مسلم بن بحرہ نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ان کی کتابوں کے ان نسخوں کی بنا پر جو ہمیں میسر آئے ہیں۔ بدیں تقدیر بحرہ صحابی کا نام محمد ہے اور وہ جناب مسلم کے بیٹے ہیں حالانکہ صحیح بات وہی ہے، جو ہم بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(اسیدنا) **مسلم** (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن بدل التمیمی: ان سے ان کے بیٹے حارث بن مسلم نے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہمیں ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ جب ہم ایک قبیلے پر حملہ آور ہوئے اور ہم گھوڑوں پر سوار تھے۔ تو عورتوں اور بچوں نے ہمارا استقبال کیا۔ میں نے اُن سے پوچھا کیا تم امان چاہتے ہو، انہوں نے کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا اچھا، کلمۂ شہادت پڑھو، چنانچہ انہوں نے تعمیل کی۔ اس پر میرے احباب نے کہا، ہمیں حصولِ مالِ غنیمت کا ایک موقع ملا تھا۔ جو تم نے رائیگاں کھو دیا۔ واپسی پر احباب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا، تو حضور نے فرمایا، کہ تمہیں ہر آدمی کے بدلے میں اتنا اتنا اجر ملے گا۔

اس کے بعد آپؐ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تم مغرب کی نماز پڑھ چکو تو یہ دعا: اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ، سات دفعہ پڑھ لیا کرو۔ اگر اس رات کے دوران میں تمہارا انتقال ہو گیا، تو تمہیں جہنم سے پناہ مل جائے گی۔ اسی طرح اگر تم نے نمازِ صبح کے بعد یہ دُعا سات بار پڑھ لی اور دورانِ روز میں تم فوت ہو گئے تو عذابِ جہنم سے چھوٹ جاؤ گے۔

ابو احمد عبدالوہاب بن علی نے باسنادہ ابو داؤد سے بالکل اسی طرح، اس حدیث کا کچھ حصہ جو "اذا صلیت المغرب" سے شروع ہو کر آخر تک جاتا ہے: اسحاق بن ابراہیم ابو النضر الدمشقی سے، اُنھوں نے محمد بن شعیب سے اُنھوں نے ابو سعید فلسطینی عبدالرحمٰن بن حسان سے اُنھوں نے حارث بن مسلم سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن حارث الخزاعی المصطلقی: یزید بن عمرو بن مسلم الخزاعی نے اپنے والد سے اُنھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوید بن عامر کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے

(۱) لَا تَأْمَنَنَّ وَاِنْ اَمْسَیْتَ فِی حَرَمٍ   اِنَّ الْمَنَایَا بِجَنْبَیْ کُلِّ اِنْسَانٍ

ترجمہ:۔ خواہ تم حرم ہی میں رات کیوں نہ بسر کرو خود کو محفوظ نہ سمجھو۔ کیونکہ موت ہر انسان کے پہلو میں موجود ہے

(۲) وَاسْلُکْ طَرِیْقًا تَمْشِیْ غَیْرَ مُخْتَشِعٍ   حَتّٰی تُلَاقِیَ مَا یُمْنِیْ لَکَ الْمَانِیْ

ترجمہ: جس راستے پر تو چل رہا ہے، بلا تحاشا قدم بڑھائے جا تا کہ تو اس خواہش کو پالے، جو قدرت نے تیرے لیے مقدر کی ہے۔

(۳) وَکُلُّ ذِیْ صَاحِبٍ یَوْمًا مُفَارِقُہٗ   وَکُلُّ زَادٍ وَاِنْ اَبْقَیْتَہٗ فَانٍ

ترجمہ:۔ ہر آدمی کو اپنے دوست سے ایک دن جدا ہونا ہے۔ اور ہر متاع جس کو تو سنبھال کر رکھے گا، ایک

ون فنا ہو جائے گا۔

(۴) وَالْخَیْرُ وَالشَّرُّ مَقْرُوْنَانِ فِیْ قَرَنٍ بِکُلِّ ذٰلِکَ یَأْتِیْکَ الْجَدِیْدَانِ

ترجمہ:- خیر اور شر ہر دو باہم ملے ہوئے ہیں ۔ اور ان کے بعد تجھے نئے نئے خیر و شر سے واسطہ پڑتا رہے گا۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اسلام کو پاتا، تو مسلمان ہو جاتا۔ اس پر میرے باپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، میں نے کہا۔ آپ ایک کافر کے لیے رو رہے ہیں۔ میرے والد نے کہا، بیٹا! بخدا میں نے مشرکوں میں سوید بن عامر جیسا آدمی نہیں دیکھا۔

زبیر بن بکار کا قول ہے! کہ یہ اشعار ابو قلابہ کے ہیں اور یہ وہی شخص ہے جس نے بنو ہذیل میں اول از ہمہ شعر کہے اور ابو قلابہ کا نام حارث بن صعصعہ بن کعب بن طابخہ بن لحیان بن ہذیل تھا۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ یزید بن عمرو کی روایت، زبیر کے قول سے زیادہ قابلِ وثوق ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن حبشیہ: ان کے بھائی کا نام ابو قرصافہ حیدرہ بن حبشیہ تھا۔ زیاد بن سیار نے عروہ بنت عیاض بن ابی قرصافہ سے انھوں نے اپنے والد قرصافہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تمہارا کوئی عزیز ہے۔ میں نے کہا! ہاں رسول اللہ! میرا ایک چھوٹا بھائی ہے، فرمایا! اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں اُسے لائی تو اُس نے بیعت کرکے اسلام قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ اس کا کیا نام ہے۔ میں نے عرض کیا میسم۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اس کا نام آج سے مسلم ہو گا۔ میں نے کہا درست ہے یا رسول اللہ! ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

ابو رائطہ بنت مسلم، مکے میں سکونت رکھ لی تھی۔ ابو عمر کا قول ہے کہ وہ قریشی تھے۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ قریش کی کس شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی بیٹی نے ان سے روایت کی۔ یہ غزوۂ حنین میں موجود تھے۔ حضورؐ نے ان سے ان کا نام دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا۔ غراب۔ فرمایا۔ تمہارا نام مسلم ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن رباح الثقفی، ان سے عدان بن ابی جحیفہ نے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کے دوران میں ایک آدمی کو اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے سُنا۔ فرمایا حق بات کہہ رہا ہے۔ پھر اس نے کلمۂ شہادت پڑھا تو

فرمایا: اس نے شرک سے بیزاری کا اعلان کیا ہے۔ پھر جب اس نے اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمہ اسے جہنم سے ڈھال کی طرح بچائے گا۔ اس کے بعد حکم دیا تم اسے ڈھونڈلو مجھے یہ کوئی چرواہا معلوم ہوتا ہے۔ نماز کا وقت آیا۔ تو اللہ نے اس کے دل میں ڈالا کہ اگر وضو کے لیے پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھے، جب صحابہ نے اسے ڈھونڈ نکالا تو وہ ایک چرواہا ہی تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسلم** (رضی اللہ عنہ)

بن سائب بن حباب: انھوں نے رسول کریم ؐ سے مرسلاً روایت کی۔ بعض نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ان کے بیٹے محمد نے ان سے روایت کی ہے۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسلم** (رضی اللہ عنہ)

ابو عباد: ابن ابی لیلی نے عباد بن مسلم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے پاس سے گزرے، جب کہ وہ مسجد میں ایک آدمی کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر حدیث بیان کی۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسلم** (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ ازدی: ان کا نام شہاب تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر مسلم کر دیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسلم** (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ ازدی: انھوں نے باسنادہ اسماعیل بن عیاش سے انھوں نے بکر بن زرعہ خولانی سے، انھوں نے ابن عبداللہ سے روایت کی کہ جب عبداللہ بن قرط نے اسلام قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے نام پوچھا، تو انھوں نے کہا، شیطان، حضور نے بدل کر عبداللہ بن قرط کر دیا۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ دونوں حضرات جن کا نسب ایک جیسا ہے ایک ہیں۔ اسی وجہ سے انھوں نے ابن مندہ پر استدراک کیا ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں، مجھے خود علم نہیں کہ دونوں ایک ہیں یا نہ۔

(سیدنا) **مسلم** (رضی اللہ عنہ)

بن عبدالرحمن: انھیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی اور ان سے شمیسہ بنت نبہان نے روایت کی۔ مسلم ان کے

مولی تھے۔ ان سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر حضورؐ خواتین سے بیعت لے رہے تھے۔ ایک عورت آئی جس کا ہاتھ مردوں کا سا تھا۔ آپؐ نے بیعت سے انکار کر دیا۔ وہ چلی گئی اور اپنے ہاتھوں پر مہندی لگا لی۔ ایک مرد آیا اور اس کی انگلی میں لوہے کا چھلا تھا۔ فرمایا! خدا اس ہاتھ کو پاک نہ کرے جس میں لوہے کا چھلا ہو تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

ابوعبداللہ قرشی: ایک روایت میں عبیداللہ ابومسلم آیا ہے۔ ابوعمر کہتے ہیں کہ یہ صاحب نہ تو رائطہ کے والد ہیں اور نہ مجھے معلوم ہے کہ یہ قریش کے کس قبیلے سے ہیں اور جس نے ان کا نام عبیداللہ بیان کیا ہے۔ اس کی یادداشت زیادہ ٹھیک ہے۔

ابواحمد نے باسنادہ، ابوداؤد سے، انھوں نے محمد بن عثمان عجلی سے، انھوں نے عبیداللہ بن موسیٰ سے، انھوں نے ہارون بن سلمان سے، اُنھوں نے عبیداللہ بن مسلم سے۔ انھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرمؐ سے پوچھا، یا کسی اور شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ ہم اس واقعہ کو عبیداللہ بن مسلم کے ذیل میں بہ تفصیل بیان کر آئے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن عقرب ازدی، انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس شخص نے قسم کھائی کہ وہ اپنے غلام کو ضرور سزا دے گا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے اور اس کے لیے کفارے میں بھلائی ہے۔ ان سے حکم بن وائل بن داؤد کوفی نے روایت کی اور وہ قابلِ اعتماد آدمی ہے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن علاء الحضرمی: ان کا نام عاص تھا جسے حضور اکرمؐ نے بدل کر مسلم کر دیا۔

زکریا بن طلحہ بن مسلم بن علاء بن حضرمی نے اپنے باپ سے اُنھوں نے اپنے دادا سے بیان کیا کہ مسلم کا نام عاصی تھا جسے حضورؐ نے بدل کر مسلم کر دیا۔ ان کا نسب ہم علاء بن حضرمی میں بیان کر آئے ہیں۔

ابوموسیٰ اصفہانی نے کتابۃً ابوعلی سے، انھوں نے ابونعیم سے اُنھوں نے سلیمان بن احمد بن حسن بن ماہرام الایذجی سے۔ انھوں نے محمد بن مرزوق سے، انھوں نے عمر بن ابراہیم الرقی سے انھوں نے زکریا بن طلحہ بن مسلم بن علاء الحضرمی سے، انھوں نے والد سے انھوں نے اپنے دادا مسلم سے روایت کی کہ میں اس وقت موجود تھا جب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء الحضرمی کو بحرین بھیجتے وقت ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔ نیز فرمایا، کہ کسی شخص کو بھی ترک فرض اور سُنت جائز نہیں ہوگا۔ ان کے علاوہ اور کسی چیز کی پابندی ضروری نہیں۔ ابونعیم اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو ابوعقرب؛ ان سے ان کے بیٹے ابونوفل نے روایت کی۔ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ابونوفل کا نام معاویہ بن مسلم بن عمرو تھا اور وہ ابوعقرب کے بیٹے ہیں۔

عباس بن فضل الازرق نے اسود بن شیبان سے، انھوں نے ابونوفل بن ابوعقرب سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابولہب کا بیٹا لہب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کرتا تھا۔ آپ نے اس کے حق میں بددعا کی، کہ اے خدا! تو اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے۔ لہب اپنے احباب کے ساتھ شام کو جارہا تھا۔ راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ کہنے لگا، بخدا مجھے محمد (صلعم) کی بددعا سے خطرہ ہے۔ دوستوں نے سارا ساز و سامان اس کے اردگرد رکھ کر اسے محفوظ کر دیا اور خود اس کا پہرہ دینے لگ گئے۔ رات کو ایک درندہ آیا اور اسے گھسیٹ کر لے گیا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ لہب بن ابولہب سے اسی طرح مذکور ہے، لیکن یہ واقعہ عتبہ بن ابولہب کا ہے۔ ابن کلبی، ابن اسحاق اور زبیر وغیرہ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر الثقفی؛ ان سے مزاحم بن عبدالعزیز نے روایت کی کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سبز رنگ کی ڈبیہ جس میں کافور تھا۔ بہ طور ہدیہ پیش کی۔ حضور نے مہاجرین اور انصار میں تھوڑا تھوڑا تقسیم فرما دیا پھر فرمایا، اے ام سلیم! اس میں تھوڑا سا ہمارے لیے بھی رکھ لینا۔ ابونعیم، ابوموسیٰ اور ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن ابوعوسجہ: ابوالاحوص سلیمان بن قرم نے عوسجہ بن مسلم سے، انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے پیشاب کرکے وضو کیا اور پھر موزوں پر مسح کیا۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسلم** (رضی اللہ عنہ)

بن ابوالغادیہ الجہنی : ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ وہ اپنی کنیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ انشاء اللہ ان کا ذکر کنیتوں کے عنوان کے تحت تفصیل سے بیان ہوگا۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر ہے۔

(سیدنا) **مسلم** (رضی اللہ عنہ)

بن ہانی بن یزید : یہ شریح بن ہانی اور عبداللہ کے بھائی تھے۔ جن کا تذکرہ ہم کر آئے ہیں۔ ابومندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسلمہ** (رضی اللہ عنہ)

بن اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ انصاری۔ جسر ابوعبیدہ کے دن قتل ہوئے۔ ابوعمر نے اختصاراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مسلمہ** (رضی اللہ عنہ)

بن شیبان بن محارب بن فہر بن مالک والد حبیب بن مسلمہ : ابوموسیٰ نے اسی نسب سے ان کا ذکر کیا ہے اور انھوں نے باسنادہ ابن جریج سے انھوں نے ابن ابی ملیکہ بن حبیب بن مسلمہ فہری سے روایت کی کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینے میں حاضر ہوا کہ ان کا والد بھی پہنچ گیا، عرض کیا، یارسول اللہ! میرا بیٹا میرے ہاتھ پاؤں ہے۔ آپ نے فرمایا : میاں بیٹے! تم باپ کے ساتھ واپس چلے جاؤ، کیونکہ اس کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں۔ چنانچہ بڑے میاں اسی سال فوت ہوگئے۔ ابوموسیٰ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور ان کا نسب بھی اسی طرح لکھا ہے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، لیکن یہ غلط ہے، کیونکہ ان کے سلسلۂ نسب سے کوئی نام چھوٹ گیا ہے اور درست سلسلۂ نسب وہ ہے جسے ہم مسلمہ بن مالک کے ترجمے میں بیان کریں گے ہم نے ان کا ترجمہ علیحدہ اس لیے بیان کیا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم نے انھیں قابلِ اعتنا نہیں سمجھا۔

(سیدنا) **مسلمہ** (رضی اللہ عنہ)

بن قیس الانصاری : یہ مدنی ہیں۔ حبیب بن ابی حبیب نے ابراہیم بن حصین سے انھوں نے اپنے باپ سے، انھوں نے اپنے دادا سے، انھوں نے مسلمہ بن قیس انصاری سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں نے جبرئیل علیہ السلام سے یمین مع الشاہد کے بارے میں مشورہ کیا۔ انھوں نے مجھے اس کے بارے میں اجازت دے دی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلمہ (رضی اللہ عنہ)

بن مالک الاکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر بن مالک والد حبیب بن مسلمہ؛ ان سے ان کے بیٹے حبیب نے روایت کی۔ ابوعمر نے اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن مندہ، ابونعیم اور ابن کلبی وغیرہ نے اسی طریقے سے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر بایں انداز کیا ہے مسلمہ بن شیبان بن محارب بن فہر مسلمہ اور شیبان کے درمیان سب نام چھوڑ دیے ہیں۔

(سیدنا) مسلمہ (رضی اللہ عنہ)

بن مخلد بن صامت بن نیار بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج انصاری خزرجی، ساعدی۔ یہ قول ہے ابوعمر اور ابن کلبی کا، لیکن ابومندہ اور ابونعیم نے مسلمہ بن مخلد الزرقی لکھا ہے اور ابونعیم نے اپنی غلطی کو پھر دہرایا ہے۔ کیونکہ انھوں نے ابتدائے ترجمہ میں مسلمہ بن مخلد الزرقی لکھا ہے۔ حالانکہ وہ مسلمہ بن مخلد بن صامت بن لوذان ہے اور سلسلۂ نسب اسی طرح بیان کیا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اور یہ اس بیان سے مختلف ہے۔ جس پر اُس نے ترجمے کو ختم کیا ہے۔ باوجودیکہ اس میں دونوں سلسلہ ہائے نسب بیان کیے گئے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ ان کی ولادت اس زمانے میں ہوئی۔ جب حضور اکرم ہجرت کر کے مدینے میں آگئے تھے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضور تشریف لائے۔ ان کی عمر چار برس تھی۔ آپ کے انتقال کے بعد جناب مسلمہ مصر چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ بعد میں واپس آگئے اور جنگ صفین میں لشکر معاویہ میں شامل تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ شریک جنگ نہیں تھے۔ لیکن محمد بن ابوبکر کے قتل میں موجود تھے۔

بعدہٗ امیر معاویہ نے اُنھیں مصر اور مغرب ہر دو صوبوں کی امارت عطا کر دی تھی۔ ابن جریج نے ابن المنکدر سے۔ اُنھوں نے ابوایوب سے اُنھوں نے مسلمہ بن مخلد سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی دنیا میں ستر پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی کرے گا۔ جو شخص کسی تکلیف سے دوسرے کو نجات دلائے گا۔ اللہ قیامت کی مکروہات سے اسے نجات بخشے گا۔ اسی طرح جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا۔ خدا اس کی حاجت روائی فرمائے گا۔ نیز اُنھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب عورتیں کجاووں میں بیٹھ جائیں، تو اُن سے غیر ضروری کپڑے علیحدہ کر دو۔

مجاہد سے مروی ہے کہ میں اپنے آپ کو قرآن کا بہترین حافظ شمار کرتا تھا۔ تاآنکہ ایک دن میں نے مسلمہ بن

مخلد کے پیچھے نماز پڑھی جس میں انھوں نے سورۃ بقرہ کی قرأت کی اور جس میں انھوں نے شین قاف کو نہایت عمدہ طریقے سے ادا کیا۔ مسلمہ نے ۶۲ ہجری میں مدینے میں وفات پائی۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کی وفات امیر معاویہ کی حکومت کے آخری ایام میں ہوئی۔ ایک روایت کی رو سے ان کی وفات مصر میں ہوئی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسور (رضی اللہ عنہ)

ابوعبداللہ: ابن محیریز نے عبداللہ بن مسور سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس وقت تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرتے رہو۔ جب تک تمہیں اس بات کا خطرہ نہ ہو کہ تمہیں انہی برائیوں کا تختۂ مشق بنا دیا جائے گا۔ جن سے تم منع کر رہے ہو۔ اگر ایسا خطرہ ہو تو تمہیں سکوت اختیار کر لینا چاہیئے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسور (رضی اللہ عنہ)

بن مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ قرشی زہری، ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ حضور کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام عاتکہ بن عوف تھا، جو عبدالرحمٰن بن عوف کی بہن تھیں۔ ان کا نام شفا تھا۔ جناب مسور ہجرت کے دو سال بعد مکے میں پیدا ہوئے، اچھے فقیہہ اور با عمل عالم تھے۔ وہ اپنے ماموں عبدالرحمٰن کے ساتھ ہمیشہ امر شوریٰ میں شریک رہے۔ ان کا رجحانِ طبع حضرت علیؓ کی طرف تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل تک مدینے میں قیام پذیر رہے۔ پھر وہاں سے مکے چلے گئے۔ جہاں امیر معاویہ کی وفات تک ٹھہرے رہے۔ چونکہ انھیں یزید کی بیعت ناپسند تھی۔ اس لیے جناب ابن زبیر کے ساتھ مکے ہی میں رکے رہے۔ جب حصین بن نمیر شامی لشکر لے کر مکے پر ابن زبیر سے جنگ کے لیے حملہ آور ہوا۔ جناب مسور کعبے میں نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ انھیں منجنیق کا پتھر لگا وہ گر پڑے اور اسی سے ان کی موت ۶۴ھ کے ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو ہوئی۔ ابن زبیر نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس وقت ان کی عمر ۶۲ برس تھی۔ ان سے علی بن حسین عروہ بن زبیر اور عبیداللہ بن عتبہ نے روایت کی۔

ابوالفضل عبداللہ بن احمد نے سید ابوالقاسم عبداللہ بن حسین بن محمد سہروردی اسدی سے انھوں نے ابو محمد کامکان بن عبدالرزاق سے، انھوں نے ابوصالح احمد بن عبدالملک بن علی المؤذن سے، انھوں نے ابوبکر محمد بن عبداللہ اصفہانی سے انھوں سلیمان بن احمد بن ایوب سے، انھوں نے عبداللہ بن احمد حنبلی سے: ابوصالح نے

کہا کہ انھوں نے ابوعلی حسن بن علی الواعظ سے، انھوں نے ابوبکر بن احمد بن جعفر بن حمدان سے، انھوں نے عبداللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ انھوں نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے۔ انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ولید بن کثیر سے انھوں نے محمد بن عمرو سے انھوں نے حلحلہ الدولی سے روایت کی کہ ابن ابی شہاب نے انھیں بتایا کہ علی بن حسین نے ان سے روایت کی، کہ مسور بن مخرمہ سے ان کی ملاقات ہوگئی، تو انھوں نے امام علی بن حسین سے کہا کہ آیا میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں۔ امام نے جواب دیا نہیں۔ اس پر مسور نے کہا۔ کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی کو حضرت فاطمہ کی سوکن بنانا چاہا۔ میں نے رسول کریمؐ کو اس منبر سے لوگوں کو خطاب کرتے سنا اور میں اس وقت بالغ تھا۔ فرمایا، فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ دربارۂ دین کسی ابتلا میں نہ پھنس جائے، پھر آپ نے اپنے سسرال کا جو بنو عبدالشمس سے تھے ذکر فرمایا اور اس باب میں ان کی خدمت کو سراہا اور تعریف کی۔ نیز فرمایا کہ انھوں نے میری تصدیق کی۔ مجھ سے جو وعدے مواعید کیے۔ انھیں ایفا کیا اور حق ادا کر دیا۔ میں نہ تو حلال کو حرام اور نہ حرام کو حلال بنانا چاہتا ہوں، لیکن بخدا محمد رسول اللہ کی بیٹی خدا کے دشمن کی بیٹی کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کبھی جمع نہیں ہوگی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسوّر (رضی اللہ عنہ)

بن یزید الاسدی مالکی: کوفی ہیں۔ انھیں حضورؐ کی صحبت میسر آئی۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔

یحییٰ بن محمود نے باسنادہ تا ابن ابی عاصم، انھوں نے دحیم اور ابو کریب سے روایت کی کہ ان سے مروان بن معاویہ نے یحییٰ بن کثیر الکاہلی سے، انھوں نے مسور بن یزید مالکی سے سنا۔ انھوں نے کہا کہ میں ایک نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں موجود تھا۔ آپ نے قرأت فرمائی، اور درمیان میں ایک آیت چھوٹ گئی۔ بعد از نماز ایک آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ نے نماز میں ایک آیت چھوڑ دی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا، تو نے اس وقت کیوں یاد نہ دلایا۔ اس نے جواب دیا۔ میں سمجھا منسوخ ہوگئی ہوگی۔ فرمایا نہیں منسوخ نہیں ہوئی ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسیب (رضی اللہ عنہ)

بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عابد بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی؛ ان کی کنیت ابوسعید تھی اور سعید بن مسیب کے جو مشہور فقیہ تھے، والد ہیں۔ مسیب نے اپنے والد حزن کے ساتھ مدینے کو ہجرت کی اور مسیب ان لوگوں سے ہیں۔

جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعتِ رضوان کی تھی، لیکن مصعب کے قول کے مطابق جناب مسیب اور ان کے والد بالاتفاق ان لوگوں سے ہیں، جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ ابو احمد عسکری کہتے ہیں کہ مصعب کا یہ قول غلط ہے، کیونکہ مسیب بیعتِ رضوان میں موجود تھے اور ابو احمد عسکری نے باسنادہ طارق بن عبد الرحمٰن بجلی سے انھوں نے سعید بن مسیب سے بیعتِ رضوان کا ذکر کیا، تو وہ کہنے لگے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہ وہ اس بیعت کے موقعہ پر موجود تھے، سالِ آئندہ انھوں نے انھیں تلاش کیا، لیکن چونکہ انھیں میرے والد کے مکان کا علم نہ تھا۔ اس لیے وہ انھیں ڈھونڈ نہ سکے۔ بعدہٗ وہ شام کی جنگِ یرموک میں بھی موجود تھے۔

ان سے ان کے بیٹے سعید بن مسیب نے روایت کی، کہ انھیں محمد بن سرایا بن علی وغیرہ نے باسنادہم محمد بن اسماعیل سے، انھوں نے محمود سے، انھوں نے عبد الرزاق سے انھوں نے معمر سے انھوں نے زہری سے انھوں نے ابن المسیب سے، انھوں نے اپنے والد سے سنا کہ جب ابو طالب کا وقت قریب آیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے، ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا، چچا جان! آپ کلمہ توحید پڑھ لیں، تو مجھے آپ کے بارے میں خدا سے طلب مغفرت کے لیے دلیل ہاتھ آجائے گی۔ ابو جہل کہنے لگا۔ ابو طالب! کیا تم اپنے والد کے دین سے پھرنا چاہتے ہو؟ وہ اس وقت تک بولتے رہے۔ جب تک کہ ابو طالب نے آخر کار کہہ نہ دیا کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اس وقت تک آپ کے لیے دعائے مغفرت مانگتا رہوں گا۔ جب تک مجھے منع نہ کر دیا گیا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسیب (رضی اللہ عنہ)

بن ابی السائب بن عبد اللہ بن عابد بن عمر بن مخزوم قرشی، مخزومی؛ اور ابو السائب کا نام صیفی تھا اور مسیب کے بھائی کا نام سائب تھا۔ ابو معشر کا قول ہے کہ مسیب بن ابی السائب نے اس وقت ہجرت کی، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے لوٹے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسیب (رضی اللہ عنہ)

بن عمر، مقاتل بن سلیمان نے سورۂ عادیات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ رسولِ اکرم نے بنو کنانہ کے ایک قبیلے کے خلاف ایک دستۂ فوج روانہ کیا اور مسیب بن عمرو کو ان کا کمانڈر مقرر کیا۔ کچھ عرصے تک ان کی کوئی خبر نہ آئی چنانچہ منافقوں نے یہ افواہ اڑادی کہ وہ سب مارے گئے ہیں۔ اس پر عادیات کی سورت نازل ہوئی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب میم و شین

(سیدنا) مشرح (رضی اللہ عنہ)

الاشعری والد میل: انھیں رویت اور صحبت نصیب ہوئی۔ ان سے سوائے ان کی بیٹی کے اور کسی نے روایت نہیں کی۔ یحییٰ بن ابو الرجاء نے اجازۃً باسنادہ تا ابوبکر احمد بن عمرو سے انھوں نے حسن بن علی سے، انھوں نے محمد بن قاسم سے، انھوں نے محمد بن سلیمان مسول سے انھوں نے عبیداللہ بن سلم بن وہرام سے، انھوں نے میل سے جو مشرح کی بیٹی ہے۔ روایت کی کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ ناخن اتار کر زمین میں دفن کر دیے۔ اس پر کہنے لگے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

(سیدنا) مشمرخ (رضی اللہ عنہ)

بن خالد السعدی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایاس بن مقاتل بن مشمرخ نے روایت کی کہ مشمرخ بن خالد کی دادی، وفد عبدالقیس کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ حضور اکرم نے دریافت کیا، کیا تم میں کوئی غیر بھی ہے۔ انھوں نے جواب دیا، یارسول اللہ! ہماری بہن کا لڑکا ہمارا غیر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں وہ تمہاری قوم ہی کا فرد ہے۔ پھر آپ نے اُسے ایک چادر عطا کی اور صحرا میں ایک قطعۂ زمین بھی دیا اور فرمان لکھ کر دیا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم و صاد

(سیدنا) مصعب (رضی اللہ عنہ)

الاسلمی: بیہقی اور طبرانی نے ان کا ذکر الوحدان میں کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا نام ابومصعب الاسلمی تھا۔ شیبان نے جریر سے، انھوں نے عبدالملک بن عمیر سے انھوں نے مصعب سے روایت کی کہ ہماری قوم کا ایک لڑکا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمالیں۔ جن کی آپ شفاعت فرمائیں گے۔ حضور اکرم نے دریافت کیا، تمہیں یہ بات کس نے بتائی، یا

کسی نے تیری رہنمائی کی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ میری اپنی سوچ ہے، فرمایا اچھا، میں تمہاری شفاعت کروں گا، لیکن تم اس باب میں کثرتِ سجود سے اپنی امداد کرو۔ وہب بن جریر نے اپنے باپ سے روایت کی اور کہا ابومصعب نے کہا۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مصعب (رضی اللہ عنہ)

بن ام الجلاس: انھیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی اور یہ جلاس بن سوید کی بیوی کے بیٹے ہیں۔

ابومعاویہ الضریر نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ یَحْلِفُونَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوا (آیہ) جلاس بن سوید بن صامت کے بارے میں نازل ہوئی جلاس اور مصعب دونوں حضور اکرم کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوئے جلاس کہنے لگا۔ اگر محمد (صلعم) کا دعویٰ حق ہے تو ہم اس گدھے سے بھی بدتر ہیں، مصعب نے کہا، اے دشمن خدا، میں حضورؐ کو تمہاری بات بتا دوں گا، چنانچہ جناب مصعب نے حضورؐ کو سب کچھ بتا دیا۔ بعد میں جب جلاس حاضر خدمت ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مصعب کی شکایت کا ذکر کیا، جلاس نے کہا، یا رسول اللہ! میں اس گستاخی سے توبہ کرتا ہوں۔ حضورؐ نے اس کی توبہ قبول کر لی۔

ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابتدائے ترجمہ میں انھوں نے ابن ام جلاس لکھا ہے، لیکن متن حدیث میں ابن امراۃ الجلاس لکھ دیا ہے۔

(سیدنا) مصعب (رضی اللہ عنہ)

بن شیبہ بن عثمان الحجبی العبدری: ان کی صحبت کے بارے میں اختلاف ہے۔

ابوموسیٰ نے اذناً حسن بن احمد سے انھوں نے احمد بن عبداللہ سے، انھوں نے ابوعبداللہ محمد بن حبان سے، انھوں نے محمد بن خالد الراسبی سے انھوں نے ابوغسان صفوان بن مغلس سے، انھوں نے یحییٰ بن بکیر سے انھوں نے شیبان سے، انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انھوں نے مصعب بن شیبہ سے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ جب قوم کے افراد اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں۔ اس حالت میں اگر کوئی کسی دوسرے کو بلائے اور اسے کھلی نشست پیش کرے تو اس آدمی کو یہ پیشکش قبول کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ اسے یہ عزت خدا نے بخشی ہے اور اگر اسے کوئی ایسی پیش کش نہ کی جائے، تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے لیے مناسب جگہ تلاش کر لے۔

موسیٰ بن عبدالملک بن عمیر نے اپنے والد سے، انھوں نے شیبہ حجبی سے انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا۔ تین اوصاف جن سے تو اپنے بھائی کی محبت خرید سکتا ہے ان میں سے ایک یہ

ہے کہ تو اسے بیٹھنے کی مناسب جگہ پیش کرے، اور پھر حدیث بیان کی۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مصعب (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرہ قرشی عبدری؛ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی اور برگزیدہ فضلائے صحابہ اور سابقوں اولون سے تھے۔ انھوں نے اس وقت اسلام قبول کیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں قیام فرما تھے۔ انھوں نے قوم اور ماں کے ڈر سے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ وہ وقتاً فوقتاً چھپ چھپا کر حضور سے ملتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ عثمان بن طلحہ العبدری نے انھیں نماز پڑھتے دیکھ لیا اور ان کے خاندان والوں کو بتا دیا، جنھوں نے اُنھیں گھر میں بند کر دیا، تا آنکہ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ وہاں سے واپسی پر وہ عقبہ اول کے بعد، اہل مدینہ کو نماز اور قرآن پڑھانے کے لیے مدینے چلے گئے تھے۔

عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ تا یونس بن بکیر سے، انھوں نے ابن اسحاق سے انھوں نے یزید بن حبیب سے روایت کی کہ انصار مدینہ عقبہ اولیٰ کے بعد مصعب بن عمیر کو نماز کی امامت کے لیے اس لیے ساتھ لائے کہ بنو اوس و خزرج بر بنائے رقابت ایک دوسرے کے اقتدا میں نماز ادا کرنے پر آمادہ نہ تھے۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ان سے عبیداللہ بن ابی بکر بن حزم اور عبیداللہ بن مغیرہ بن معیقیب نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب مصعب کو انصار کے ان بارہ آدمیوں کے ساتھ جنھوں نے عقبہ اولیٰ کی رات کو آپؐ سے بیعت کی تھی۔ دین کی تعلیم اور قرآن پڑھانے کے لیے بھیجا تھا۔ انھوں نے جناب اسعد بن زرارہ کے یہاں سکونت کی تھی۔ مدینے میں انھیں معلم القرآن کہتے تھے۔ نیز روایت ہے کہ انھوں نے اوّل از ہمہ مدینے میں جمعے کے دن لوگوں کو جمع کیا تھا اور اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ نے ان کے ہاتھ پر اسلام کیا قبول کیا تھا۔ جو بہت بڑا اعزاز ہے۔

براء بن عازب سے منقول ہے کہ مصعب بن عمیر، جو بنو عبدالدار کے بھائی ہیں سب سے پہلے ہجرت کر کے آئے ان کے بعد عمرو بن ام مکتوم، عمار بن یاسر، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود اور حضرت بلال نے ہجرت کی۔ ان حضرات کے بعد حضرت عمر بھی پہنچ گئے۔ جناب مصعب غزوۂ بدر اور اُحد میں شریک تھے اور آخر الذکر معرکے میں حضور اکرمؐ کا علَم ان کے پاس تھا۔ اسی غزوہ میں وہ ابن قمیئہ اللیثی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر چالیس برس یا تھوڑی بہت کم و بیش تھی۔ کہتے ہیں کہ مندرجۂ ذیل آیت ان کے اور ان کے احباب کے بارے

میں نازل ہوئی تھی " رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاہَدُوا اللّٰہ "

محمد بن اسحاق نے صالح بن کیسان سے انھوں نے آلِ سعد کے کسی آدمی سے انھوں نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ مکے میں رسولِ کریم کے ساتھ ہماری زندگی حد درجہ تلخ تھی۔ جب ہمیں کوئی تکلیف پیش آتی۔ تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تکلیف بیان کرتے اور اس طرح ہمیں تھوڑی بہت تسلی ہو جاتی مصعب بن عمیر مکے کے خوش پوش اور ناز و نعمت میں پلے ہوئے نوجوان تھے۔ بعد از قبولِ اسلام انھوں نے خود کو ایسی ایسی زبردست مشقتوں میں ڈالا کہ ان کے جسم سے کھال یوں اتر گئی جس طرح سانپ کی کینچلی اتر جاتی ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ مصعب مکے کے حسین وجمیل اور دولت مند نوجوان تھے۔ ان کی والدہ انہیں نہایت عمدہ پوشاک پہناتی اور وہ بہترین خوشبو استعمال کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی انکا ذکر کرتے فرماتے کہ میں نے مکے میں مصعب سے بڑھ کر اور کوئی آدمی، ناز و نعمت میں پلا ہوا اور سجا سجایا نہیں دیکھا۔

اسماعیل بن علی وغیرہ نے باسناد ہم محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے ہناد سے، انھوں نے یونس بن بکیر سے انھوں نے محمد بن اسحاق سے، انھوں نے یزید بن زیاد سے، انھوں نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی، کہ مجھ سے اس شخص نے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا بیان کیا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ مصعب بن عمیر زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ ان کے جسم پر ایک چھوٹی سی چادر تھی۔ جس میں چمڑے کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ جب حضور نے ان کی گزشتہ حالت کا موجودہ حالت سے مقابلہ کیا، تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہو گے۔ جو صبح کے وقت کپڑوں کا ایک جوڑا زیب تن کرتا ہے اور شام کو دوسرا، اور اس کے آگے ایک پیالہ رکھا جاتا ہے اور پھر دوسرا اور تم اپنے گھروں پر یوں غلاف چڑھاتے تھے۔ جس طرح کعبے پر چڑھایا جاتا ہے۔ حاضرین نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! ہمارے موجودہ حالات کئی لحاظ سے بہتر ہیں۔ اب ہمیں عبادت کے لیے کافی وقت مل جاتا ہے اور ہم کئی الجھنوں سے بچ جاتے ہیں۔ حضور اکرم نے فرمایا، بلاشبہ تم آج کل بہتر حالت میں ہو۔

محمد بن عیسیٰ نے محمود بن غیلان سے، انھوں نے ابو احمد سے، انھوں نے ابو سفیان سے انھوں نے اعمش سے انھوں نے ابو وائل سے انھوں نے خباب سے روایت کی کہ اللہ کی رضا جوئی کے لیے ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ اور اس کے اجر کی توقع خدا سے رکھی۔ کچھ ایسے لوگ بھی تھے، جنہیں زندگی میں اس اجر سے کچھ نہ ملا اور وہ فوت ہو گئے۔ بعض ایسے لوگ تھے جن کے پھل پک گئے تھے، اور انہوں نے لوگوں کو تحفتہً دیئے، مگر

مصعب ایسے آدمی تھے، جو فوت ہو گئے اور ان کا سارا ترکہ ایک ایسی چادر تھی۔ جس سے اگر سر ڈھانپا جاتا۔ تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان کا سر چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔

ابو محمد بن ابی القاسم بن حافظ نے کتابۃً اپنے والد سے، انھوں نے احمد بن حسن سے انھوں نے ابو حسین بن ابو موسیٰ سے، انھوں نے ابراہیم بن محمد سے انھوں نے محمد بن سفیان سے انھوں نے سعید بن رحمت سے روایت کی کہ میں نے ابن مبارک سے انھوں نے وہب بن مطر سے انھوں نے عبید بن عمیر سے سنا کہ رسولِ کریم غزوۂ اُحد میں مصعب بن عمیر کی لاش کے پاس آ کھڑے ہوئے۔ وہ منہ کے بل زمین پر گرے پڑے تھے، جنگ میں حضورؐ کا علم ان کے پاس تھا۔ حضور اکرم نے یہ آیت پڑھی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔ بلا شبہ خدا کا رسول اس کا گواہ ہے کہ تم قیامت کے دن شہیدوں میں ہو گے۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، لوگو! آؤ ان کی زیارت کرو اور ان پر سلام بھیجو۔ مجھے خدا کی قسم، قیامت تک جو شخص بھی ان پر درود و سلام بھیجے گا۔ یہ اس کا جواب دیں گے۔ انھوں نے صرف ایک بیٹی جس کا نام زینب تھا۔ اپنی یادگار چھوڑی تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب میم وضاد

(سیدنا) مضارب (رضی اللہ عنہ)

العجلی، الیحییٰ بن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، مجھے اس کا علم نہیں ہو سکا، آیا انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی یا نہ اور ان کی حدیث مرسل ہے۔ قرہ نے قتادہ سے مرثد بن ظبیان کے ترجمے میں ان سے روایت بیان کی۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مضرح (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپ کی امت کو باقی امتوں پر کیسی فضیلت حاصل ہے۔ اس حدیث کو عاصم بن عبد اللہ مروزی نے اسماعیل بن ابی زیاد سے، انھوں نے

لیسث سے انھوں نے ضحاک سے انھوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مضطجع (رضی اللہ عنہ)

بن اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب: یہ مسطح بن اثاثہ کے بھائی ہیں۔ بدر میں موجود تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے یہ روایت ابن شہاب سے بیان کی ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مضرس (رضی اللہ عنہ)

بن سفیان بن خفاجر بن نابغہ بن عنز بن حبیب بن واہلہ بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن غزوہ حنین میں شامل تھے۔ یہ ہشام بن کلبی کا قول ہے۔ یہ نصری تھے بنو نصر بن معاویہ سے۔

باب میم و طا

(سیدنا) مطاع (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام مسعود تھا اور مسعود بن عبد الرحمان بن مثنیٰ بن مطاع بن عیسیٰ بن مطاع لخمی ان کی اولاد سے تھے۔ انھوں نے اپنے والد مثنیٰ سے انھوں نے طبرانی سے روایت کی۔ یہ ابو سعد سمعانی اور ابو احمد عسکری کا قول ہے۔ ابو احمد کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا۔ تم اپنی قوم کے مطاع (امیر) ہو۔ تم ان میں واپس جاؤ کہ جو بھی میرے علم کے نیچے پناہ لے گا۔ وہ عذاب سے بچ جائے گا۔ انھوں نے قوم کو یہ بات بتائی تو وہ سب جمع ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے آپ سے یہ روایت بیان کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کو خصی کرنے سے منع فرمایا۔

(سیدنا) مطر بن عکامس السلمی (رضی اللہ عنہ)

عکامس السلمی: یہ بنو سلیم بن منصور سے تھے۔ کوفی شمار ہوتے ہیں۔ ان سے ابو اسحاق سبیعی نے۔ انھوں نے ابراہیم بن محمد فقیہہ وغیرہ سے، انھوں نے باسناد ہم محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے بندار سے، انھوں نے مؤمل سے انھوں نے سفیان بن ابو اسحاق سے انھوں نے مطر بن عکامس سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب خدا چاہتا ہے کہ فلاں آدمی، فلاں ملک میں جا مرے تو وہ کسی غرض کے لیے

وہاں چلا جاتا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطر (رضی اللہ عنہ)

اللیثی، ہدبہ بن خالد نے حماد بن سلمہ سے انھوں نے محمد بن اسحاق سے روایت کی کہ انھوں نے ابوجعفر کو یہ کہتے سنا، کہ انھوں نے زیادہ بن سعد ضمری سے انھوں نے عروہ بن زبیر سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے دادا سے سُنا۔ کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں موجود تھے۔ آپ نماز ظہر ادا کر چکے، تو عینیہ بن حصن بن بدر نے اٹھ کر عامر بن اضبط کا (جو بنو قیس کا سردار تھا) خون بہا طلب کیا۔ اس پر اقرع بن حابس اٹھا، اور اس نے محلم بن جثامہ کا جو بنو خندف کا سردار تھا، دفاع کیا۔ عینیہ نے کہا: میں اس سے ہرگز دست بردار نہیں ہوں گا، جب تک کہ قاتلوں کی عورتیں اتنا دُکھ نہ اٹھائیں جتنا کہ ہماری عورتوں کو اٹھانا پڑا ہے۔ اس موقعہ پر بنولیث سے ایک شخص جس کا نام مطر تھا۔ اٹھ کھڑا ہُوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! مجھے مقدس دینِ اسلام میں اس مقتول کے بارے میں، بکریوں سے بڑھ کر اور کوئی موزوں تر مثال نظر نہیں آتی۔ جب وہ پانی پینے کو گھاٹ پر اترتی ہیں تو ان میں سب سے پہلی کو تیر کا ہدف بنا دیا جاتا ہے اور باقی بھاگ جاتی ہیں۔ آج تو اپنی سنت پر عمل فرما دیجئے اور کل جب جی چاہے۔ تو بدل دیجئے۔ اس حدیث کو محمد بن جعفر بن زبیر نے زیاد بن ضمیرہ سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ اس آدمی کا نام مکیتلا تھا۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطر (رضی اللہ عنہ)

بن ہلال بن بنی صباح بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس اور صباح جو بکر کے بھائی تھے۔ ابوسلمہ منقری نے مطر بن عبدالرحمٰن سے روایت کی، کہ انھیں بنو عبدالقیس کی ایک عورت نے جس کا نام ام ابان بنتِ زارع تھا، اپنے دادا زارع بن عامر سے روایت سنائی کہ وہ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اپنے اخیافی بھائی کے ساتھ، جس کا نام مطر بن ہلال تھا، روانہ ہوئے، تا آنکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچ گئے۔ پھر انھوں نے حدیث بیان کی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابوداؤد طیاسی نے مطر سے انھوں نے ام ابان سے، انھوں نے دادا سے روایت کی کہ ان کے دادا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے گھر سے نکلے۔ ان کے ساتھ ان کا ایک دیوانہ بیٹا تھا جسے وہ حضور کے پاس دعا کے لیے لائے تھے۔

(سیدنا) مطرح (رضی اللہ عنہ)

بن جندلۃ السلمی، زید القمی نے محمد بن سیرین سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کی کہ بنو سلیم کے ایک بدو نے جس کا نام مطرح بن جندلہ تھا، حضور اکرم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! آپ کی امت کو امم سابقہ پر کتنی فضیلت حاصل ہے۔ آپؐ نے فرمایا، جتنی فضیلت کہ خالق کو مخلوق پر حاصل ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہم پیشتر ازیں اس حدیث کا ذکر مفرح بن جدالہ کے ترجمے میں کر چکے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسری کی تصحیف معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) مطرف (رضی اللہ عنہ)

بن بہصل بن کعب بن قشیع بن دلف بن اہضم بن عبداللہ بن حرماز: ان کا نام حارث بن مالک بن عمرو بن تمیم ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم کا یہی قول ہے۔ ابوعمر نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: مطرف بن بہصل مازنی جن کا تعلق بنو مازن بن عمرو بن تمیم سے ہے۔ ان کے حالات اعشیٰ مازنی کے قصے میں مذکور ہیں۔ انھیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی، لیکن کوئی روایت ان سے مذکور نہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطرف (رضی اللہ عنہ)

بن خالد بن نضلۃ الباہلی از بنو قراص بن معن: حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا۔ ابواحمد عسکری نے مختصراً اسی طرح بیان کیا ہے۔

(سیدنا) مطرف (رضی اللہ عنہ)

بن مالک ابوالریان القشیری: ان کی کسی روایت کا علم نہیں ہو سکا۔ حضرت ابوموسیٰ کے ساتھ فتح تستر میں موجود تھے۔ زرارہ بن اوفی نے فتح تستر کے موقع پر ان کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطعم (رضی اللہ عنہ)

بن عبیدۃ البلوی: یہ صاحب مصری شمار ہوتے ہیں۔ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان سے ربیعہ بن لقیط نے روایت کی، کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد اسلام میں جو فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا تھا، اس کے شر سے بچنے کے لیے میں عبداللہ بن عمرؓ سے ملاقات کو گھر سے نکلا۔ اُن کے دروازے پر مطعم بن عبیدہ سے ملاقات ہو گئی۔ پوچھا کس سے ملنے جا رہے ہو۔ میں نے جواب دیا۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اس شخص سے ملنے آیا ہوں، تاکہ اس وقت تک ان کا ساتھ دوں کہ اللہ تعالیٰ

ہمارے اختلاف کو اتفاق میں بدل دے۔ مطعم نے کہا، خدا تیری امداد کرے، پھر کہا، حضور اکرمؐ نے تاکید فرمائی تھی کہ خواہ مجھ پر ایک نکٹا حبشی حاکم بنا دیا جائے، میں اس کی بات سنوں اور اطاعت کروں۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطلب (رضی اللہ عنہ)

بن ازہر بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرۃ القرشی، ان کے دو بھائی تھے۔ ایک کا نام عبدالرحمن اور دوسرے کا طلیب تھا۔ سابقون اولین سے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے اور دونوں وہاں فوت ہو گئے تھے اور جناب مطلب کے ساتھ ان کی بیوی رملہ بنت ابوعوف بن ہبیرہ سہمیہ نے بھی ہجرت کی تھی۔ وہاں ان کے ایک بچہ پیدا ہوا، جس کا نام عبداللہ تھا۔ کہتے ہیں۔ عبداللہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے اسلام میں باپ کی میراث پائی۔ ابوعمر اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطلب (رضی اللہ عنہ)

بن حنطب بن حارث بن عبید بن مخزوم مخزومی قرشی، ان کی والدہ حفصہ بنت مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھی۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا، ابوبکر اور عمر کی نسبت مجھ سے ویسی ہی ہے جیسی کان اور آنکھ کی نسبت سر سے ہوتی ہے، لیکن اس کا اسناد قوی نہیں ہے۔ انھوں نے یہی حدیث اپنے والد حنطب کو بھی سنائی۔

ان سے ایک اور حدیث بایں انداز مذکور ہے کہ انھوں نے حضور اکرمؐ سے پوچھا کہ غیبت کیا ہے آپ نے فرمایا۔ غیبت اسے کہتے ہیں کہ جس آدمی کے بارے میں تو جو بات بیان کرتا ہے، اسے سن کر وہ بُرا منائے۔ میں نے کہا، اگر وہ بات سچی ہو تو پھر؟ آپ نے فرمایا۔ اگر تو جھوٹ کہے گا۔ تو وہ بہتان ہو گی۔ انہی مطلب کی اولاد سے حکم بن مطلب بن عبداللہ بن مطلب بن حنطب اپنے عہد کے بہت بڑے سخی اور کریم النفس تھے۔ آخری عمر میں پارسا بن گئے تھے۔ انھوں نے منبج میں وفات پائی۔ ان کے بارے میں کسی نے کہا ہے۔

(۱) سَألُوْا عَنِ الْجُوْدِ وَالْمَعْرُوْفِ مَا فَعَلَا　　فَقُلْتُ إِنَّهُمَا مَاتَا مَعَ الْحَكَمِ

ترجمہ:۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ سخاوت اور حسن سلوک کا کیا حال ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ دونوں اوصاف حکم بن مطلب کے ساتھ ہی مر گئے ہیں۔

(۲) مَاتَا مَعَ الرَّجُلِ الْمُوْفِي بِذِمَّتِهٖ　　قَبْلَ السُّؤَالِ اِذَا لَمْ يُوْفَ بِالذِّمَمِ

(ترجمہ) میں نے کہا یہ دونوں خوبیاں اس آدمی کے ساتھ ہی مر گئی ہیں۔ جو اپنی ذمہ داری کو سوال سے پہلے ہی عہدہ برآ ہو جاتا ہے، حالانکہ اور لوگ تو اپنی ذمہ داریوں کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔

ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مطلب** (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف: ایک روایت میں ان کا نام عبدالمطلب مذکور ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ یہ حضور اکرمؐ کے عہد میں لڑکے تھے۔ زبیر کہتے ہیں کہ اچھے خاصے مرد تھے۔ انھوں نے دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ۲۹ ہجری میں افریقہ جانے کے ارادے سے مصر آئے تھے۔

عبدالوہاب بن ابی حبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے محمد بن جعفر سے انھوں نے شعبہ سے انھوں نے عبد ربہ بن سعید سے انھوں نے انس بن ابی انس سے، انھوں نے عبداللہ بن نافع بن عمیا سے انھوں نے عبداللہ بن حارث سے انھوں نے مطلب بن ربیعہ سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ اس لیے مجھے ہر دو رکعت کے بعد تشہد، خشوع، خضوع کے علاوہ اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے پھیلانا چاہیے۔ اور یارب یارب کہنا چاہیے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا اس کی نماز ناقص ہے۔

ابوبکر بن ابو عاصم نے کتاب الاحاد والمثانی میں، اسماء صحابہ کے عنوان کے تحت ایک نام عبدالمطلب بن ربیعہ لکھا ہے اور مطلب بن ربیعہ کے لیے علیحدہ عنوان قائم کیا ہے۔ گویا یہ دو آدمی ہیں، لیکن مصنف نے دونوں تراجم کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ انھیں وصولی زکوٰۃ پر مقرر کیا گیا تھا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مطلب** (رضی اللہ عنہ)

بن ابی وداعہ: ابو وداعہ کا نام حارث بن صبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن عصیص قرشی سہمی تھا۔ اور ان کی ماں کا نام اروی بنت حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ پھر کوفہ آگئے اور وہاں سے پھر مدینہ چلے گئے اور ان کے والد ابو وداعہ بدر کے دن گرفتار ہو گئے تھے۔ حضور اکرمؐ نے

فرمایا، اسے قابو رکھنا۔ اس کا ایک لڑکا ذہین و فطین ہے۔ چنانچہ مطلب بن ابی وداعہ زرِ فدیہ لے کر چپکے چپکے
باپ کو چھڑانے کے لیے مدینے گئے اور چار ہزار درہم ادا کر کے باپ کو چھڑا لائے۔ یہ پہلے قیدی تھے جس نے
زرِ فدیہ ادا کیا۔ چنانچہ قریش نے اسے جلد بازی اور ادائیگی قرضہ پر ملامت کی، مطلب نے کہا، میں اپنے باپ
کو قید میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس کے بعد لوگ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اپنے اپنے قیدیوں
کو چھڑا لائے، مطلب سے ان کے بیٹوں کثیر اور جعفر اور مطلب بن سائب بن ابی وداعہ وغیرہ نے روایت کی ہے
ابوالفضل بن حسن طبری نے باسنادہ تا ابی یعلی انھوں نے ابن نمیر سے انھوں نے ابواسامہ سے انھوں نے
ابن جریج سے انھوں نے کثیر بن کثیر بن مطلب بن ابی وداعہ سے انھوں نے اپنے والد سے اور بنو مطلب کے بہت
سے شرفا نے مطلب بن وداعہ سے روایت کی کہ میں نے رسولِ کریم کو دیکھا کہ جب آپ سعی بین الصفا والمروہ سے فارغ
ہو چکے تو آپ نے اپنے اور سقیفہ کے درمیان آڑ کھڑی کر لی، اور مطاف کے ایک کنارے پر دو رکعت نماز پڑھی
اور آپ کے اور مطاف کے درمیان اور کوئی نہ تھا، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطیع (رضی اللہ عنہ)

بن اسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبیدہ بن عویج بن عدی بن کعب قرشی عدوی۔ ان کا نام عاصی تھا
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر مطیع بنا دیا۔ حضور نے حضرت عمر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارا عمزاد عاصی
عاصی نہیں، بلکہ مطیع ہے۔ ان کی ماں کا نام عجماء بنت عامر بن فضل بن کلیب بن حبشیہ بن سلول خزاعیہ تھا۔
ان سے ان کے بیٹے عبدالملک نے روایت کی کہ رسول اکرم منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ لوگوں کو حکم دیا کہ بیٹھ
جاؤ، عین اسی وقت عاصی مسجد میں داخل ہوئے اور بیٹھ جاؤ کی آواز سن لی۔ وہ وہیں بیٹھ گئے۔ جب حضور
اکرم منبر سے اترے، تو آپ نے عاصی سے فرمایا۔ میں نے تمھیں نماز میں نہیں دیکھا۔ عرض کیا، یارسول اللہ
میں مسجد میں داخل ہوا تو آپ کا حکم بیٹھ جاؤ سنا اور میں بیٹھ گیا اور حضور کی آواز مجھ تک نہ پہنچ سکی۔ فرمایا
تم عاصی نہیں، بلکہ مطیع ہے۔ اس دن سے ان کا نام مطیع پڑ گیا۔ ابتدا میں یہ مولفۃ القلوب میں سے تھے۔ بعد میں
انھوں نے اسلام کی اچھی خدمت کی۔ چونکہ قریش کے بڑے بڑے سردار قبولِ اسلام میں دلچسپی نہ رکھتے تھے۔ اس
لیے باقی لوگ اسلام قبول کرتے رہے۔

ابویاسر بن ابی حبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے یعقوب سے
انھوں نے میرے والد سے انھوں نے ابن اسحاق سے۔ انھوں نے شعبہ بن حجاج سے، انھوں نے عبداللہ بن ابی السفر

سے انھوں نے عامر الشعبی سے انھوں نے عبداللہ بن مطیع بن اسود سے (جن کا تعلق بنو عدی بن کعب سے ہے) انھوں نے اپنے والد مطیع سے سنا، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن کے بعد مکے میں کبھی جنگ نہ ہوگی اور آج کے بعد کبھی کوئی قریشی قتل نہیں ہوگا۔

عدوی کا کہنا ہے کہ وہ ان ستر آدمیوں میں شامل تھے۔ جنھوں نے بنو عدی سے ہجرت کی تھی۔ انھوں نے مکے میں وفات پائی اور ایک روایت کے رو سے مدینے میں حضرت عثمان کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔ اور ان کے لڑکے عبداللہ بن مطیع ایام حرہ میں مدینے کے سربراہ تھے، جنھیں اہل مدینہ نے مقرر کیا تھا۔ اور ایک روایت کی رو سے یہ قریش کے امیر تھے مطیع کے دوسرے بیٹے کا نام سلیمان تھا۔ جو جنگ جمل میں قتل ہوئے تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مطیع** (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بن ربیعہ، وہ ذو لحیہ کلابی کے بھائی تھے۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کا نام عاصی تھا۔ آپؐ نے مطیع کر دیا۔ دار قطنی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب میم و ظا

(سیدنا) **مُظَہّر** (رضی اللہ عنہ)

بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن عامر بن اوس انصاری اوسی حارثی؛ وہ ظہیر بن رافع کے سگے بھائی تھے، اور غزوۂ اُحد اور بعد کے تمام غزوات میں شامل رہے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہے۔ واقدی لکھتے ہیں کہ جناب مظہر حارثی شام سے توانا مزدوروں کا ایک گروہ لے کر خیبر میں اپنی زمینوں پر کام کرانے کو لائے۔ خیبر میں تین دن کے بعد، یہودیوں نے انھیں اکسایا چنانچہ وہ شہر سے باہر نکلے، تو وہ شامی جو بیگار میں پکڑے آئے تھے۔ حملہ آور ہوئے اور انہیں قتل کر دیا یہود نے شامیوں کو زادِ راہ دیا، چنانچہ وہ واپس چلے گئے، خلیفہ کو یہود کی شرارت کا علم ہوا۔ تو یہود کو جلا وطن کر دیا۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم و عین

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن انس جہنی: ان کے بیٹے کا نام سہل تھا۔ مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کے بیٹے سہل نے ان سے روایت کی۔ ان کے بیٹے کے پاس ایک بڑی سی کتاب تھی۔ جس میں ان کی روایات مذکور تھیں۔ اس مجموعے سے امام احمد بن حنبل نے مسند میں، ابوداؤد۔ نسائی، ابوعیسیٰ، ابن ماجہ اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔

ابراہیم بن محمد اور اسماعیل بن علی وغیرہ نے باسناد ہم ابوعیسیٰ ترمذی سے، انھوں نے عباس دوری سے انھوں نے عبداللہ بن یزید مقری سے انھوں نے سعید بن ابی ایوب سے، انھوں نے ابومحروم عبدالرحیم بن میمون سے انھوں نے سہل بن معاذ بن انس الجہنی سے۔ انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اچھا لباس پہننے کی استطاعت ہو اور وہ بربنائے تواضع اچھا لباس نہ پہنے، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دیا جائے گا۔ کہ اہل ایمان کا جو لباس بھی اسے پسند ہے وہ اٹھا لے۔ ابونعیم، ابوعمر اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

ابوبشر اسدی: ہم ان کا ذکر ان کے بیٹے بشر بن معاذ کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ ابوموسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

التیمی: سائب بن یزید نے بنو تمیم کے ایک آدمی سے جس کا نام معاذ تھا روایت بیان کی کہ وہ حضور اکرم کی خدمت میں آئے اور آپ نے اوپر نیچے دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔ یہ ابوعلی کا قول ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن خزرج انصاری خزرجی، جشمی، اور ادی جوان کی طرف منسوب ہے۔ وہ سلمہ بن سعد کا بھائی ہے اور یہ انصار میں سے وہ قبیلہ ہے جو ان کی طرف منسوب ہے۔ بعض لوگوں نے انھیں بنو سلمہ سے منسوب کیا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ انھیں بنو سلمہ سے اس لیے منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ سہل بن محمد بن جد بن

قیس کے اخیافی بھائی تھے اور سہل بنو سلمہ میں سے ہے۔ کلبی کہتا ہے کہ وہ بنو ادی سے تھے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بنو ادی کا کوئی فرد اب باقی نہیں رہا اور انھیں بنو سلمہ سے شمار کیا جاتا ہے اور ان کا جو آخری ایک آدمی بچ گیا تھا۔ اُس کا نام عبدالرحمٰن بن معاذ تھا۔ یہ صاحب شام کے علاقے عمواس میں طاعون سے فوت ہو گئے تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہ اپنے والد معاذ سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اس بنا پر آخری آدمی معاذ ہوں گے اور یہی درست بات ہے۔ جناب معاذ کی کنیت عبدالرحمٰن تھی۔ اور معاذ ان ستر آدمیوں میں سے تھے، جو دوسرے عقبہ کے موقعے پر موجود تھے۔ یہ صاحب تمام غزوات میں حضور اکرمؐ کی رکاب میں رہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب معاذ اور عبداللہ بن مسعود کے درمیان رشتۂ مواخات قائم کیا۔ جب انھوں نے اسلام قبول کیا، تو ان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

عبدالوہاب بن ہبتہ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے روایت کی، کہ ان سے ان کے والد نے انھوں نے ابومعاویہ سے، انھوں نے اعمش سے انھوں نے شقیق سے انھوں نے مسروق سے انھوں نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم درج ذیل اصحاب سے قرآن پڑھو عبداللہ بن مسعود۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم مولی ابی حذیفہ۔

اسماعیل وغیرہ نے باسنادہم محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے سفیان بن وکیع سے انھوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انھوں نے داؤد العطار سے، انھوں نے معمر سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس بن مالک سے روایت کی، حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ ابوبکر میری اُمت کا وہ آدمی ہے، جو میری اُمت پر حد درجہ شفیق ہے اور ساری حدیث بیان کی نیز فرمایا۔ معاذ بن جبل حلال و حرام کو بہت اچھی طرح سمجھتا ہے۔

عبداللہ بن ابوالنصر الخطیب نے جعفر بن احمد القاری سے، انھوں نے علی بن محسن سے اُنھوں نے ابوالحسن بن جعفر بن محمد السمار سے، اُنھوں نے شعیب الحرانی سے۔ اُنھوں نے یحییٰ بن عبداللہ البابلی سے، اُنھوں نے سلمہ بن وردان سے روایت کی، کہ انھوں نے انس بن مالک سے سُنا کہ ایک دن معاذ بن جبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اُٹھ کر میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جس شخص نے سچے دل سے خدا کی توحید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں اُسی وقت اُٹھ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا آپؐ نے معاذ بن جبل سے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ صدق دل سے پڑھا۔ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں معاذ نے سچ کہا۔ سچ کہا۔ سچ کہا۔

سہل بن ابی خیثمہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مہاجرین سے عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ اور اسی طرح انصار سے بھی تین آدمی ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور زید بن ثابت فتویٰ دیا کرتے تھے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل، بڑے خوش شکل، خوش اخلاق اور حد درجہ سخی تھے، چنانچہ انھوں نے لوگوں سے اتنا قرض لیا کہ قرض خواہوں سے زچ ہو کر چھپ گئے۔ ان لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ جناب معاذ کو بلوایا جائے۔ جب وہ حاضر خدمت ہوئے، تو قرض خواہ بھی ساتھ تھے۔ انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمیں ان سے ہمارا قرض دلوایئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو انھیں معاف کر دیگا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے ان کا قرض معاف کر دیا اور کچھ نے انکار کر دیا۔ اس پر حضور نے ان کا اثاثہ لے کر قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اس طرح ہر آدمی کو اس کے قرض کا ۵/۷ حصہ مل گیا۔ پھر قرض خواہوں سے فرمایا۔ بس اسے ہی غنیمت سمجھو، جو تمہیں مل گیا ہے۔ بعدہٗ آپؐ نے انھیں یمن میں وصولی زکات کا محصل مقرر فرما دیا اور کہا، ہو سکتا ہے کہ اس طرح تمہاری تلافی ہو جائے اور تم باقی ماندہ قرض بھی ادا کر سکو۔ جناب معاذ یمن ہی میں مقیم رہے، تا آنکہ حضور اکرمؐ فوت ہو گئے۔

(ثور بن یزید سے مروی ہے کہ معاذ تہجد کی نماز کے بعد ذیل کی دعا مانگا کرتے تھے: اے خدا، آنکھیں سوئی ہوئی ہیں، اور ستارے ٹمٹما رہے ہیں اور تو ہی قیوم ہے۔ اے خدا! میں طلب جنت میں سست اور جہنم سے بھاگنے میں کمزور ہوں۔ اے خدا! تو مجھے ایسا راستہ دکھا، جس پہ میں قیامت تک چلتا رہوں اور تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔)

جب شام میں طاعون پھیلی۔ تو جناب معاذ نے دعا کی۔ اے خدا! تو آلِ معاذ کو بھی ان کا حصہ عطا کر۔ چنانچہ ان کی دو عورتوں پر طاعون کا حملہ ہوا اور وہ دونوں فوت ہو گئیں۔ پھر ان کے بیٹے عبد الرحمٰن پر طاعون کا حملہ ہوا اور وہ بھی فوت ہو گئے۔ اب ان کی باری تھی۔ جب بیماری کی لپیٹ میں آئے تو بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے، اے خدا! تو اپنا غم مجھ پر مسلط کر دے، تیری عزت کی قسم، تو جانتا ہے کہ میں تیری ذات سے محبت کرتا ہوں۔ اس کے بعد پھر ان پر غشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش میں آئے تو پھر

وہی بات دہرائی۔

عمرو بن قیس بیان کرتے ہیں، جب معاذ پر سکرات الموت طاری ہوئے، تو کہنے لگے۔ دیکھو! کیا صبح ہو گئی ہے، لوگوں نے کہا، نہیں۔ جب آخر کار صبح نمودار ہوئی تو کہنے لگے: میں اس رات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس کی صبح جہنم کی طرف رہ نمائی کرے۔ میں موت کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں اپنے محبوب سے ملنے والے کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جو بعد از مدت آرہا ہے۔ اے خدا تو جانتا ہے، کہ ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہا لیکن آج میں پُر امید ہوں۔ میں دنیا کو اور اس میں زندگی بسر کرنے کو اس لیے پسند نہیں کرتا تھا: کہ نہریں کھودوں گا اور درخت لگاؤں گا۔ بلکہ اس لیے کہ دوپہر کی پیاس اور حالات کی تکالیف برداشت کروں گا اور علما کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کروں گا۔ جب تیرا ذکر کیا جائے گا۔

جناب حسن سے مروی ہے کہ جب معاذ پر سکرات موت طاری ہوئے، تو انھوں نے رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے کہا، تم رو رہے ہو، لیکن تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ انھوں نے جواب دیا، بخدا میں اس لیے نہیں رو رہا کہ میں مرنے لگا ہوں اور نہ اس لیے کہ دُنیا کو پیچھے چھوڑ رہا ہوں، بلکہ اس لیے کہ اہل عالم دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ معلوم میں کس گروہ میں ہوں۔

کہتے ہیں، معاذ ان لوگوں میں شامل تھے، جنھوں نے بنو سلمہ کے بت توڑے تھے اور حضور اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ معاذ قیامت کے دن گروہ علما سے اتنا آگے ہو گا، جتنا کہ ایک تیر پرتاب یا دو کا فاصلہ۔

فروۃ الاشجعی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ انھوں نے معاذ بن جبل کے بارے میں قرآن کی یہ آیت پڑھی، کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِلّٰہِ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ: میں نے کہا یہ تو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں فرمایا ہے، عبداللہ بن مسعود نے پھر اس آیت کو دہرایا۔ پھر مجھ سے دریافت کیا کہ اُمَّہ اور قانت کے کیا معنی ہیں؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ اس پر ابن مسعود نے کہا کہ امّہ اس شخص کو کہتے ہیں جو بھلائی کو سمجھتا ہو اور جس کو مقتدا بنایا جا سکتا ہے۔ قانت: خدا کا ہر حکم ماننے والا۔ اور یہ دونوں اوصاف، معاذ میں پائے جاتے ہیں۔

صحابہ میں سے مندرجہ ذیل نے معاذ بن جبل سے روایت کی؛ حضرت عمرؓ، عبداللہ بن عمر، ابو قتادہ، عبداللہ بن عمرو، انس بن مالک، ابو امامۃ الباہلی، ابو یعلی الانصاری وغیرہ۔

تابعین میں سے ذیل کے حضرات نے ان سے روایت کی: جنادہ بن ابی امیہ، عبدالرحمان بن غنم۔ ابو ادریس

الخولانی ، ابومسلم خولانی ، جبیر بن نفیر ، مالک بن یخامر وغیرہ ۔

جناب معاذ نے ۱۸ ہجری یا ۱۸ سال ہجری میں وفات پائی ، لیکن پہلی روایت درست ہے اور اس وقت ان کی عمر ۳۸ سال اور ایک روایت کے رو سے ۳۳ یا ۳۴ برس تھی ۔ ایک روایت میں ۲۸ برس مذکور ہے لیکن یہ غلط ہے ۔ کیونکہ جو شخص بیعت عقبہ میں جو قبل از ہجرت پیش آئی تھی ، موجود ہو اور حضور اکرم کے دس سالہ قیام مدینہ کو پیش نظر رکھا جائے اور حضورؐ کی وفات کے آٹھ سال بعد اس کی وفات ہوئی ہو ۔ اس طریقے سے بیعتِ عقبہ کے وقت ان کی عمر سولہ سال بنتی ہے ۔ جو بعید از قیاس ہے ۔ واللہ اعلم ۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث الانصاری ، بنو خزرج کے قبیلے بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے ۔ کنیت ابو حلیمہ تھی ۔ بقول طبری کنیت ابوالحارث تھی اور عرف قاری تھا ۔ غزوۂ خندق میں شامل تھے ۔ ایک روایت کی رو سے انھوں نے صرف چھ برس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے استفادہ کیا ۔ ان سے عمران بن ابی انس اور نافع مولی ابن عمر نیز المقبری نے روایت کی ۔ یہ ان لوگوں سے ہیں ۔ جنہیں حضرت عمرؓ نے رمضان میں تراویح پڑھانے پر مقرر کیا تھا ۔ اور ابو عبیدہ ثقفی کے ساتھ یوم الجسر میں موجود تھے اور میدان جنگ سے بھاگ کر آ گئے تھے ۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا ۔ بالیقین ہم ان کے ساتھی ہیں ۔ ان کا شمار اہل مدینہ سے ہوتا ہے ۔

ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے : آپؐ نے فرمایا ، میرا منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر واقع ہے ۔ ان کی وفات زید بن ثابت سے پہلے واقع ہوئی ۔ یہ ابن مندہ اور ابو نعیم کا قول ہے ۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ ایام حرہ میں ۶۳ ہجری میں قتل ہوئے ۔ واللہ اعلم ۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار : ان کا عرف ابنِ عفراء تھا ۔ عفراء ان کی والدہ کا نام ہے ان کا نسب عفراء بنتِ عبید بن ثعلبہ بن بنو غنم بن مالک بن نجار تھا ۔ ابن ہشام اس سلسلے کو یوں بیان کرتے ہیں : معاذ بن حارث بن عفراء بن حارث بن سواد ۔ ابنِ اسحاق لکھتے ہیں ، معاذ بن حارث بن رفاعہ بن سواد ، مگر پہلا درست ہے ۔

یہ صاحب انصاری خزرجی النجاری تھے ۔ یہ خود اور ان کے دو بھائی عوف اور معوذ عفراء کے بیٹے غزوۂ بدر میں موجود تھے ۔ عوف اور معوذ دونوں شہید ہو گئے ، مگر معاذ بچ گئے تھے جو بعد کے تمام غزوات میں شریک

ہوتے رہے۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ انصاری شرکائے بدراز بنو سواد بن مالک عوف، معوذ، معاذ اور رفاعہ کا جو بنو حارث بن رفاعہ بن سواد سے تھے اور وہ عفراء کے بطن سے تھے۔ ذکر کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ معاذ حضرت عثمانؓ کے عہد تک زندہ رہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں گھائل ہو گئے تھے، مدینے واپس آ گئے اور فوت ہو گئے۔ بہ قول خلیفہ وہ حضرت علی کے زمانے تک زندہ رہے۔ واقدی کی روایت کے مطابق معاذ بن حارث اور رافع بن مالک زرقی ان انصار میں سے ہیں۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکّے میں ایمان لائے۔ واقدی کے خیال میں معاذ ان آٹھ انصار میں شامل ہیں۔ جو حضور اکرمؐ پر مکّے میں اسلام لائے۔ واقدی لکھتے ہیں کہ انصار کے چھ آدمیوں کا حضور اکرمؐ پر ایمان لانا زیادہ صحیح اور درست قول ہے۔ حضورؐ نے جناب معاذ بن حارث انصاری اور معمر بن حارث کے درمیان رشتۂ مواخات قائم فرمایا تھا۔

بروایت واقدی معاذ محاربۂ علی و معاویہ میں جو صفین میں ہوا تھا مارے گئے تھے۔ انھوں نے حضرت علی کا ساتھ دیا تھا۔ نیز جناب معاذ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہ ابوجہل کے قتل میں شریک تھے۔ ابن ابی خیثمہ نے یوسف بن بہلول سے، انھوں نے ابن ادریس سے، انھوں نے ابن اسحاق سے، انھوں نے عبداللہ بن ابی بکر کے علاوہ ایک اور آدمی سے، انھوں نے ابن عباس سے، انھوں نے معاذ بن عفراء سے سنا کہ انھوں نے قریش کو کسی الجھن پر غور کرتے دیکھا اور ابوجہل اس ہجوم میں موجود تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ابوالحکم (ابوجہل) اس کی طرف نہ جائے، میں نے سنا تو اس پر نظر رکھ لی اور اس کی طرف بڑھنے لگا۔ جونہی مجھے موقعہ ملا۔ میں نے اس پر حملہ کر کے زبردست وار کیا۔ اور اس کی نصف پنڈلی کٹ کر علیحدہ ہو گئی۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر وار کیا جس سے بازو کٹ گیا، مگر ایک تسمہ لگا رہ گیا، جو لڑنے میں رکاوٹ بن رہا تھا، چونکہ میں ایک جنگ لڑ رہا تھا اور کٹا ہوا ہاتھ ساتھ ساتھ گھسٹتا چلا آ رہا تھا اور باعث تکلیف تھا۔ اس لیے میں نے پاؤں اس پر رکھا اور تلوار سے تسمے کو کاٹ کر پھینک دیا۔ اس حادثے کے بعد معاذ (یک دست) حضرت عثمان کے عہد تک زندہ رہے۔

ابوعمر کہتے ہیں۔ ابن ابی خیثمہ سے، ابن اسحاق نے اسی طرح روایت کی ہے اور عبدالملک بن ہشام نے زیاد سے، انھوں نے ابن اسحاق سے معاذ بن عمرو بن جموح کیلئے بیان کیا ہے، لیکن ان کے مقابلے میں صحیح تر

روایت وہ ہے، جو ابوالفرج محمد بن عبدالرحمٰن بن عبدالعزا اور حسین بن ابی صالح بن فنا خسرو کے علاوہ اور کئی آدمیوں نے باسنادہم محمد بن اسماعیل سے انھوں نے یعقوب بن ابراہیم الدورقی سے۔ انھوں نے ابن عطیہ سے انھوں نے سلیمان التیمی سے انھوں نے انس سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا۔ کوئی ہے جو دیکھ آئے کہ ابوجہل پر کیا گزری۔ عبداللہ بن مسعود گئے۔ دیکھا کہ ابوجہل کو عفراء کے بیٹوں نے زخمی کر دیا ہے اور وہ لاچار ہے۔ انھوں نے پوچھا۔ کیا تم ابوجہل ہو! ابوجہل نے کہا۔ کیا جسے تم نے قتل کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر تمہارے پاس کوئی اور آدمی ہے ایک روایت میں ہے کہ جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہے۔ ابو مجلز کی روایت میں ہے۔ ابوجہل نے کہا تھا کہ کیا مجھے قتل کرنے والا کوئی گنوار نہیں تھا۔

یحییٰ بن رجاء ثقفی نے باسنادہ ابن ابی عاصم سے، انھوں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے، انھوں نے غندر سے انھوں نے شعبہ سے، انھوں نے سعد بن ابراہیم سے انھوں نے نصر بن عبدالرحمان سے انھوں نے اپنے دادا معاذ قرشی سے روایت کی کہ میں معاذ بن عفراء کے ساتھ صبح اور عصر کے بعد گھومتا پھرا اور نماز نہ پڑھی۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد ادائے نماز کی اجازت نہیں ہے، جب تک کہ سورج نکل نہ آئے یا غروب نہ ہو جائے۔

ابن مندہ کہتے ہیں کہ معاذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث زرقی (اور جن کی والدہ کا نام عفراء تھا اور جو رافع بن مالک کے ساتھ انصار میں سے پیشتر از ہمہ ایمان لائے تھے) بدر کے دن شہید ہوئے تھے۔ پھر ابن مندہ نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت بیان کی کہ معاذ، معوذ اور عوف جو حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن غنم بن مالک بن نجار (جن کی والدہ عفراء تھی) بدر میں قتل ہوئے تھے۔ پھر اسی ترجمہ میں باسنادہ ربیع بنت معوذ سے روایت کی کہ میرے چچا معاذ نے اپنی والدہ عفراء کو کچھ تر و تازہ کھجوریں دے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور اکرم نے انھیں کچھ زیور عطا فرمائے، جو امیر بحرین نے آپ کو بطور ہدیہ بھیجے تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ابن مندہ نے جناب معاذ کو زرقی لکھا ہے، جو وہم ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے ان کا جو سلسلۂ نسب بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ اس ادعا کی تردید کرتا ہے۔ نیز اسی ترجمے میں ان کی وہ روایت بھی ہے جو انھوں نے ابن اسحاق سے بیان کی ہے، ان کے اس قول کی تردید کرتی ہے۔ اسی طرح ان کا قول کہ جناب معاذ غزوۂ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ بھی بے بنیاد ہے۔ نیز انھوں نے خود اپنے اس قول کی تردید ربیع بنت

معوذ کی یہ روایت بیان کر کے، کر دی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی والدہ کو وہ زیور بطور ہدیہ عطا فرمائے تھے، جو امیر بحرین نے آپ کی خدمت میں روانہ کیے تھے۔ کیونکہ امیر بحرین اور قرب و جوار کے بادشاہوں کی طرف سے حضور کی خدمت میں ہدایا کی ترسیل اس وقت ہوئی تھی۔ جب اسلام پھیل گیا تھا۔ اور بادشاہوں کو قبولِ اسلام کی دعوت دی گئی تھی اور ظاہر ہے کہ یہ واقعات غزوۂ بدر کے کئی برس بعد پیش آئے تھے۔ واللہ اعلم۔

(اسیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن رباح ابوزہیر ثقفی: یحییٰ ثقفی نے اذناً باسنادہ ابوبکر سے انھوں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے انھوں نے یزید بن ہارون سے انھوں نے نافع بن عمر الجمحی سے، انھوں نے امیہ بن صفوان بن عبداللہ سے۔ انھوں نے ابوبکر بن ابی زہیر ثقفی سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے رسول اکرمؐ کو طائف کے ایک ٹیلے پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ جلدی ہی تمہیں اہل جنت اور اہل نار کا یا بھلے لوگوں اور برے لوگوں کا علم ہو جائے گا۔ ایک آدمی نے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا، نیک آدمی اس کی تعریف و توصیف سے اور برا آدمی اپنی بدعملی اور بدکرداری سے پہچانا جاتا ہے تم ایک دوسرے کے نگران اور پاسدار ہو۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(اسیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن زرارہ بن عمرو بن عدی بن حارث بن مر بن ظفر انصاری اوسی وظفری: یہ اپنے دونوں بیٹوں ابونملہ اور ابودرہ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک تھے۔ ابوعمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(اسیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

ابوزہرہ: ان سے یہ حدیث مروی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ: یحییٰ بن یونس نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ حصین بن عبدالرحمان نے ان سے روایت کی جعفر کا قول ہے کہ وہ تابعی تھے۔ جس شخص نے ان کی حضور اکرمؐ سے صحبت ثابت کی ہے، وہ غلطی پر ہے۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(اسیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن سعد یا سعد بن معاذ: امام مالک نے مؤطا میں ان کا نام اسی طرح لکھا ہے۔

نافع نے ایک انصاری سے انھوں نے معاذ بن سعد سے بیان کیا، کہ کعب بن مالک کی ایک لونڈی تھی۔ جو ان کی بکریاں سلع پہاڑی پر چرایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ ایک بکری بیمار ہو گئی، چرواہی کو معلوم ہو گیا۔ اس نے بکری کو پتھر سے ذبح کر دیا۔ مالک نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ حضورؐ نے بکری کا گوشت کھانے کی اجازت دے دی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن صمہ بن عمرو بن جموح، احد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے اور حرہ کے موقع پر مارے گئے۔ یہ معاذ بن عمرو بن جموح کے بھتیجے تھے۔ ہم ان کا ذکر بھی کریں گے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن عثمان بن معاذ قرشی تیمی، محمد بن ابراہیم تیمی نے اپنی قوم کے ایک فرد سے جن کا نام معاذ بن عثمان تھا، سنا ان کا بیان ہے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دے رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے کہ رمی جمرات میں چھوٹے چھوٹے پتھر پھینکو۔ یہ ابن عینیہ کی روایت ہے اور انھوں نے ان کا نام معاذ بن عثمان یا عثمان بن معاذ لکھا ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

سیدنا معاذ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمۃ الانصاری خزرجی سلمی، یہ صاحب عقبہ اور بدر میں اپنے والد عمرو بن جموح (ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے) کے ساتھ موجود تھے۔ عمرو بن جموح احد میں شہید ہو گئے تھے، بہر حال معاذ بن عمرو کے بارے میں، عبدالملک بن ہشام نے زکریا البکائی سے انھوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ یہ معاذ وہی آدمی ہیں، جنھوں نے ابوجہل کی ٹانگ کاٹ ڈالی تھی اور عکرمہ نے ان کا ایک بازو کاٹ دیا تھا۔ اس کے بعد معوذ بن عفراء پر دوسرا وار کر کے انھیں بالکل بے بس کر دیا تھا۔ ابھی ابوجہل میں زندگی کی رمق باقی تھی کہ عبداللہ بن مسعود نے اس کا کام تمام کر دیا۔

بکائی نے ابن اسحاق سے، انھوں نے ثور بن یزید سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے ابن عباس اور عبداللہ بن ابوبکر سے بیان کیا۔ معاذ بن عمرو بن جموح کہتے ہیں کہ میں نے ایک جماعت کو باہم گفتگو کرتے سنا وہ ابوجہل کے متعلق کہہ رہے تھے کہ وہ ادھر نہ جا لائے۔ چنانچہ میں نے اپنے دل میں ٹھان لی اسے آخرہ۔

ہم اس واقعہ کو معاذ بن حارث بن عفراء کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔
بکائی نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے، کہ معاذ بن عمرو ہی وہ آدمی ہیں، جنھوں نے ابوجہل کو قتل کیا تھا، لیکن ابن ادریس نے ابن اسحاق سے یوں بیان کیا ہے کہ ابوجہل کے قاتل معاذ بن عفراء تھے اور عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انھوں نے السری بن اسماعیل سے انھوں نے شعبی سے، انھوں نے عبدالرحمان بن عوف سے روایت کی کہ ہم بدر کے دن دشمن کے آمنے سامنے تھے کہ عفراء کے دونوں بیٹے ایک طرف کو علیحدہ کھڑے تھے۔ اور ان کے سوا میرے قرب و جوار میں اور کوئی آدمی نہیں تھا۔ میں نے دل میں کہا۔ میں یہاں کیوں کھڑا ہوں۔ اگر مجھے کوئی تکلیف پیش آ گئی، تو یہ لڑکے مجھے اسی حالت میں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ میں ابھی اسی سوچ ہی میں تھا کہ ان میں سے ایک میری طرف بڑھا کہنے لگا۔ چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں بیٹا۔ لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا، ذرا مجھے دکھا دیجئے، میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ آج اسے جہاں بھی دیکھ پایا، ضرور قتل کر دوں گا بشرطیکہ درمیان میں کوئی ایسی آڑ نہ حائل نہ ہو جائے، جسے میں نہ ہٹا سکوں۔ اتنے میں دوسرا بھائی بھی قریب آ گیا اور اس نے بھی اسی طرح کی گفتگو کی۔ اتنے میں اچانک ابوجہل اپنے دراز دم گھوڑے پر سوار سامنے آ گیا۔ ان میں سے ایک نے گھوڑے پر حملہ کیا۔ اس کے بعد اچھی طرح سنبھل کر اس نے ابوجہل کی ران پر وار کیا اور ابوجہل گر پڑا۔ اس پر ابوجہل کے ملازم نے جو حفاظت کے لیے ساتھ تھا۔ قاتل کا کام تمام کر دیا اور قاتل کے بھائی نے ملازم کا سر اڑا دیا جلد ہی مشرکین کو شکست ہو گئی۔ اس حدیث اور مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابوجہل کے قاتل معاذ بن عفراء تھے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن قیس بن عبدالعزیٰ بن غزیہ بن عمرو بن عدی بن عوف بن مالک بن نجار انصاری خزرجی، احد اور بعد کے تمام غزوات میں شامل رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ یہ غسانی کی روایت ہے ابن القداح سے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن ماعص (ایک روایت میں ناعص ہے) ایک دوسری روایت کے رو سے معاص بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق الانصاری، خزرجی الزرقی، یہ صاحب غزوات بدر اور احد میں موجود تھے اور بئر معونہ کے موقع پر قتل ہوئے تھے۔ یہ واقدی کی روایت ہے۔ ان کے علاوہ بعض اور مؤرخین کا خیال ہے کہ وہ غزوہ بدر میں زخمی

ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد اسی زخم کی وجہ سے فوت ہو گئے۔
ابن مندہ کے مطابق ابراہیم بن منذر الخزامی نے محمد بن طلحہ سے روایت کی کہ معاذ بن ماعص ابوقتادہ، ابوعیاش، زرقی، ظہیر بن رافع، عباد بن بشیر، سعد بن زید الاشہلی اور مقداد بن اسود کے ساتھ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کی تلاش میں نکلے، جب عینیہ بن حصن نے چراگاہ میں ان پر چھاپا مارا تھا اور حدیث نقل کی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یحییٰ نے اپنے دادا پر استدلال کیا ہے۔ اور اس کے دادا نے اس کو بیان کیا ہے۔

(سیدنا) **معاذ** (رضی اللہ عنہ)

بن معدان: انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قطبہ بن جریر نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ ان سے عمران بن جریر نے روایت کی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی روایت مرسل ہے۔ ابوعمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معاذ** (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن سکن: یہ حواء بنت یزید بن سکن کے بھائی تھے۔ جو ثابت بن قیس بن خطیم کی والدہ تھیں۔

(سیدنا) **معاذ** (رضی اللہ عنہ)

بن یزید: جب ارتداد کی وبا پھیلی، تو انھوں نے بنو عامر کو ارتداد سے منع کیا اور تمسک بالاسلام کی تاکید کی۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معاذ** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو النہرانی الکندی: ابوالفتح ازدی نے اسماء المفردہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایسا نام ہے۔ جس کی تحقیق میں نہیں کر سکا۔ جہاں سے میں نے نقل کیا ہے وہاں بھی اسی طرح لکھا ہوا۔ اور پتہ نہیں چلتا کہ آخر میں نون ہے یا ذا ہے۔

(سیدنا) **معافی** (رضی اللہ عنہ)

بن زید الجرشی: ان کا ذکر محمد بن تمام بن عیاش بن عبدالعزیز بن قیس بن حمید کی اس حدیث میں موجود ہے، جو انس سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تہامہ کا ایک آدمی ملا۔ اس نے حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم سے نبیذ کے بارے میں دریافت کیا۔ اس آدمی کا نام معافی بن زید الجرشی تھا۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ! ابوبکر اسماعیلی نے ان کا ذکر کیا ہے، لیکن وہ وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ انھیں صحبت نصیب ہوئی یا نہ۔

ابو الجحاف داؤد بن ابی عوف سے مروی ہے، انھوں نے معاویہ بن ثعلبہ سے سُنا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے علی تیری محبت میری محبت اور تیری عداوت میری عداوت ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن ثور بن عبادۃ البکائی: ان کے بیٹے کا نام لبشر تھا۔ دونوں باپ بیٹا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ معاویہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ عقیلی نے ہشام بن کلبی سے روایت کی ہے۔ ہم ان کا نسب ان کے بیٹے لبشر کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لبشر کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور انھیں سات بکریاں عطا کیں۔ ہم اس واقعہ کو پیشتر ازیں بالتفصیل بیان کر چکے ہیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن جاہمۃ السلمی: ان کا شمار حجازیوں میں ہوتا ہے، مگر اس میں اختلاف ہے ان سے طلحہ بن عبید اللہ بن عبد الرحمٰن نے روایت کی۔ ایک روایت کے روسے ان سے طلحہ بن یزید بن رکانہ نے روایت کی۔ ایک روایت میں محمد بن یزید بن رکانہ کا نام آیا ہے۔

یحییٰ بن محمود نے باسنادہ تا ابن ابی عاصم۔ انھوں نے حسن البزار سے انھوں نے عبد الرحمٰن بن محمد المحاربی سے انھوں نے محمد بن اسحاق سے انھوں نے محمد بن طلحہ سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے معاویہ بن سلمی سے روایت کی کہ وہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی یا رسول اللہ! میں آپؐ کی معیت میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ دریافت فرمایا۔ کیا تمہاری ماں زندہ ہے، انھوں نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا، جاؤ اور اس کی خدمت کرو۔ وہ کہتے ہیں، میں نے سمجھا، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات پر توجہ نہیں فرمائی: میں ہٹ کر دوسری طرف آ بیٹھا اور پھر عرض کیا، فرمایا، خدا تجھ سے سمجھے۔ کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کیا،

ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا، جاؤ اور اس کے قدموں میں بیٹھ جاؤ۔
اور معاویہ بن جاہمہ نے اپنے والد جاہمہ سے روایت کی اور یہ بات ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ بعض نے ان کا سلسلۂ نسب حسبِ ذیل بیان کیا ہے: معاویہ بن جاہمہ بن عباس بن مرداس السلمی۔ یہ ابوعمر کا قول ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن خدیج بن جفنتہ السکونی: ایک روایت میں خولانی آیا ہے۔ ابوعمر نے اس سلسلۂ نسب کو یوں بیان کیا ہے: معاویہ بن خدیج بن جفنہ بن قنبرہ بن حارثہ بن عبدشمس بن معاویہ بن جعفر بن اسامہ بن سعد بن اشرس بن شبیب بن سکون بن اشرس بن ثور (کندۃ السکونی) یا کندی یا خولانی یا تجیبی، لیکن صحیح السکونی ہے۔ ابن الکلبی نے بھی ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمن یا ابونعیم تھی۔ ان کا شمار اہلِ مصر میں ہوتا ہے اور معاویہ سے انھوں نے حدیث سنی۔
کہا جاتا ہے کہ یہ وہی شخص ہیں، جنھوں نے محمد بن ابوبکر کو عمرو بن عاص کے حکم سے قتل کیا تھا۔ اور افریقہ میں تین بار جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ چنانچہ ایک جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ابو سرح کے ساتھ حبشہ کی جنگ میں شریک ہوئے اور گھائل ہوئے۔
ابویاسر بن ہبتہ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے یحییٰ بن اسحاق سے انھوں نے ابن لہیعہ سے انھوں نے یزید بن ابی حبیب سے یا سوید بن قیس سے اُنھوں نے معاویہ بن خدیج سے اُنھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی راہ میں ایک صبح یا شام دنیا مافیہا سے بہتر ہے۔
ابوعبدالرحمان بن شماستہ المہری سے مروی ہے کہ ہم حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انھوں نے سوال کیا۔ کہ تمہارا امیر کیسا رہا۔ (یعنی معاویہ بن خدیج) ہم نے امیر کے خلاف کوئی بات نہ کہی، بلکہ ہم نے ان کی اچھی خاصی تعریف کی کہ اگر ہمارا اونٹ مارا گیا یا ضائع ہو گیا، تو اونٹ دے دیا، گھوڑا مارا گیا تو گھوڑا دے دیا۔ نوکر مارا گیا تو نوکر فراہم کر دیا۔ حضرت عائشہ نے سُن کر فرمایا۔ استغفر اللہ! میں تمہارے امیر کو اس لیے ناپسند کرتی تھی کہ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سُنا۔ "اے اللہ جو شخص میری اُمّت سے حسنِ سلوک سے پیش آئے، تُو بھی اس سے ویسا ہی سلوک کر، اور جو میری اُمّت کو دکھ دے"

تو بھی اُسے دکھ دے۔" معاویہ بن خدیج عبداللہ بن عمر سے تھوڑا سا عرصہ پہلے فوت ہوئے تھے اور مصر میں انہیں بڑا محترم سمجھا جاتا تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن مندہ وغیرہ نے انہیں خولانی لکھا ہے، لیکن یہ غلط ہے۔ کیونکہ وہ سکونی ہیں۔ اور اسی طرح ان کا یہ قول، کہ معاویہ سکونی یا تجیبی یا کندی تھے۔ جو بھی اس پر غور کرے گا اسے اس میں تناقض معلوم ہو جائے گا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں، سکون کا تعلق کندہ سے ہے۔ سکون کا بیٹا شبیب تھا۔ اس کا اشرس اور اس کے دو بیٹے تھے، عدی اور سعد۔ ان کی ماں کا نام تجیب تھا جس کی نسبت سے انہیں تجیبی کہتے ہیں اس بنا پر ہر سکونی تجیبی ہے اور ہر تجیبی سکونی۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن حکم سلمی: مدینہ ہی میں سکونت پذیر رہے۔ خطیب ابو الفضل عبداللہ بن احمد بن محمد بن عبدالقاہر نے باسنادہ ابوداؤد طیالسی سے، انھوں نے حرب بن شداد اور ابان بن یزید سے، انھوں نے یحیٰی بن ابی کثیر سے۔ انھوں نے ہلال بن ابی میمونہ سے انھوں نے عطاء بن یسار سے، انھوں نے معاویہ بن حکم سلمی سے روایت کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی نے دوران نماز میں چھینک ماری اور میں نے حسب دستور یرحمک اللہ کہہ دیا۔ لوگوں نے مجھے آنکھوں سے گھورا۔ اس پر میں نے کہا۔ میری ماں مرے تم لوگ مجھے کیوں گھور رہے ہو۔ نمازیوں نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارے تاکہ میں چپ ہو جاؤں۔ جب نماز ختم ہوئی، تو حضور نے مجھے بلایا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں: میں نے زندگی بھر ایسا شفیق معلم نہیں دیکھا۔ نہ تو آپ نے میرا مذاق اُڑایا، نہ مارا پیٹا، نہ بُرا بھلا کہا۔ بلکہ فرمایا۔ کہ نماز میں باتیں کرنا زیب نہیں دیتا۔ کیونکہ نماز نام ہے، تسبیح، تحمید، تکبیر اور قرأتِ قرآن کا۔

معاویہ سے اس کے علاوہ اور کئی احادیث بھی مروی ہیں۔ مالک نے ہلال بن اسامہ سے باسنادہ عمر بن حکم سے روایت کی ہے جو غلط ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن حیدہ بن معاویہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعۃ القشیری: ان کا تعلق بصرہ سے تھا خراسان کے معرکوں میں شریک رہے اور وہیں فوت ہوئے وہ بہز بن حکیم بن معاویہ کے دادا تھے۔ ان کے بیٹے حکیم نے ان سے روایت کی۔ یحیٰی بن معین سے "عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ" کے بارے میں پوچھا گیا، تو انھوں نے

جواب دیا کہ یہ روایت درست ہے، بشرطیکہ بہز سے پہلا راوی ثقہ ہو۔
شعبہ بن ابی قزعہ نے حکیم بن معاویہ سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! عورت کا مرد پر کیا حق ہے؟ فرمایا، جب خود کھانا کھائے، تو اسے بھی کھلائے اور جب خود کپڑے پہنے تو اسے بھی پہنائے اور اس کے منہ پر تھپڑ نہ مارے، نہ برا بھلا کہے اور نہ گھر میں اس سے مقاطعہ کرے۔
ابوالقاسم یعیش بن صدقہ بن علی نے ابو محمد یحییٰ بن علی بن طراح سے انھوں نے ابوالحسین بن مہتدی باللہ سے انھوں نے علی بن عمر بن محمد بن شاذان حربی السکری سے، انھوں نے ابوالقاسم حسن بن احمد بن حفص الحلوانی سے انھوں نے قطن بن ابراہیم نیشاپوری سے انھوں نے جارود بن یزید سے انھوں نے بہز بن حکیم سے، انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے دادا سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم ایسے فاجر آدمی کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو حالانکہ لوگ اس آدمی کو اچھی طرح جان چکے ہیں اس لیے تمہیں چاہیے۔ کہ تم اس کا ذکر کرو تاکہ سب لوگ اسے جان سکیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن سوید بن مقرن: حسن بن سفیان اور منیعی نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔
ابوموسیٰ نے اجازتاً ابوعلی سے انھوں نے ابونعیم سے انھوں نے ابوعمرو بن حمدان سے انھوں نے حسن بن سفیان سے انھوں نے عثمان بن ابی شیبہ سے انھوں نے عبثر سے انھوں نے مطرف سے انھوں نے عامر سے انھوں نے معاویہ بن سوید سے روایت کی کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا۔ تو یہ لفظ دونوں میں سے ایک کو اپنا مصداق بنا لے گا۔ ابوموسیٰ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی: یہ معاویہ بن ابی سفیان ہیں۔ ان کی ماں ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھی۔ اس طرح ماں اور باپ کے سلسلہ ہائے نسب بنو شمس میں جمع ہو گئے تھے۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ ان کا سارا خاندان فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا تھا۔ معاویہ کے بقول وہ عام القضیہ میں ایمان لائے تھے مگر انھوں نے اپنا اسلام چھپائے رکھا۔ غزوۂ حنین میں وہ شریک تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے انھیں ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی دی تھی۔ باپ بیٹا دونوں کا

شمار مولفتہ القلوب میں تھا۔ آپ نے ان سے کتابت کی خدمت بھی لی۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا لشکر شام پر چڑھائی کے لیے بھیجا، تو معاویہ اور یزید بن سفیان دونوں شریک مہم تھے۔ جب یزید شہید ہو گئے تو خلیفہ عمر نے معاویہ بن سفیان کو شام میں ان کا جانشین مقرر کر دیا۔ جب خلیفہ کو خبر شہادت موصول ہوئی تو انھوں نے ابوسفیان سے یزید کی تعزیت کی۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ آپ نے اسکا جانشین کسے مقرر کیا ہے، جب خلیفہ نے معاویہ کا نام سُنا تو ابوسفیان نے اس صلۂ رحمی کو سراہا۔

ابراہیم بن محمد وغیرہم نے باسنادہم تا ابوعیسیٰ، انھوں نے محمد بن یحییٰ سے انھوں نے ابومسہر سے، انھوں نے سعید بن عبدالعزیز سے انھوں نے ربیعہ بن یزید سے، انھوں نے عبدالرحمٰن بن ابوعمیرہ سے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، روایت کی کہ حضورؐ نے معاویہ کے لیے دُعا فرمائی۔ اے اللہ تو اسے ہادی اور مہدی بنا کہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔

ابوعیسیٰ نے سوید بن نصر سے اُنھوں نے عبداللہ بن مبارک سے، انھوں نے یونس سے، انھوں نے زہری سے انھوں نے عمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کی۔ کہ انھوں نے معاویہ کو مدینے میں خطبہ دیتے ہوئے سُنا۔ وہ کہہ رہے تھے، اے اہل مدینہ! تمہارے علما کدھر گئے ہیں۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا کہ آپ اس قصے سے منع فرما رہے تھے، چنانچہ حضور نے فرمایا، کہ بنی اسرائیل اس لیے ہلاک ہوئے، کہ ان کی عورتوں نے اسے اپنا لیا تھا۔

ابن عباس کا قول ہے کہ معاویہ فقیہہ تھے، ابن عمر کی رائے ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاویہ جیسا ذی سواد اور کوئی نہ تھا۔ پوچھا گیا۔ خلفائے راشدہ کے بارے میں کیا رائے ہے۔ ابن عمر نے کہا، بلاشبہ وہ معاویہ سے افضل تھے، لیکن معاویہ ان سب سے اسود تھے۔ جب حضرت عمرؓ نے سفر شام میں معاویہ سے ملاقات کی۔ تو انھوں نے کہا کہ معاویہ عربوں کا کسریٰ ہے۔

یحییٰ بن محمود نے مسلم سے، انھوں نے محمد بن مثنیٰ اور محمد بن بشار سے اور انھوں نے امیہ بن خالد سے، انھوں نے شعبہ سے، انھوں نے ابوحمزہ القصاب سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضورؐ تشریف لائے تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ نے مجھے تھپتھپایا اور فرمایا کہ جاؤ اور معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے واپس آکر عرض کیا، کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا، جاؤ، اور معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے واپس آکر بتایا کہ وہ ابھی کھانا ہی کھا رہے ہیں۔ فرمایا خدا

کرے کہ اس کا پیٹ کبھی نہ بھرے "مسلم نے یہ حدیث بعینہ اسی طرح دربارۂ معاویہ بیان کی ہے، پھر اس کے بعد یہ جملے بھی بڑھائے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا "میں نے باری تعالیٰ کے سامنے اس امر کا التزام کیا ہے۔ میں بھی انسان ہوں اور عام انسانوں کی طرح خوش بھی ہوتا ہوں اور ناراض بھی۔ میں اپنی امت میں سے جس کسی کے خلاف نامناسب الفاظ میں بددعا کروں۔ تو اسے اپنے فضل و کرم سے پاک صاف کر دے اور اسے اپنے قرب سے نواز۔"

معاویہ! حضرت عمر کی خلافت کے دوران میں شام کے حاکم رہے۔ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو سارا شام ان کی تحویل میں دے دیا گیا۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد وہ شام کے خود مختار حاکم بن گئے اور حضرت علی کی بیعت سے انکار کر دیا اور حضرت عثمان کے خون کے مدعی بن گئے۔ صفین میں حضرت علیؓ کی افواج سے ان کا مقابلہ ہوا۔ جس کی تفصیل ہم نے الکامل فی التاریخ میں لکھ دی ہے۔ جب حضرت علیؓ شہید کر دیئے گئے اور امام حسن ان کے جانشین ہوئے، تو معاویہ نے عراق پر چڑھائی کی اور امام حسن ان کے مقابلے کو نکلے۔ لیکن جب امام حسن نے حالات کا اندازہ لگایا اور دیکھا کہ زبردست خوں ریزی کا خطرہ ہے تو خلافت سے دست بردار ہو گئے اور واپس لوٹ آئے۔

عراق پر معاویہ نے قبضہ کر لیا اور کوفے میں آ کر لوگوں سے بیعت لی۔ اور چونکہ حضرت عثمان کی شہادت سے مسلمانوں میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ اس بیعت سے اس افتراق کا خاتمہ ہو گیا اور اس کا نام سال اتفاق رکھا گیا۔

امیر معاویہ بیس سال تک خلیفہ رہے، پیشتر ازیں بیس سال امیر شام رہ چکے تھے۔ امیر معاویہ نے ۶۰ ہجری کو رجب کے مہینے میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۸۰ برس تھی۔ ایک روایت میں ان کی عمر ۸۶ برس بیان کی گئی ہے۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ ان کی وفات جمعرات کے دن، رجب ۵۹ھ میں واقع ہوئی۔ اور اس روایت کے مطابق اس وقت ان کی عمر ۸۲ برس تھی، لیکن صحیح روایت وہ ہے جس میں ان کی وفات ۶۰ ہجری میں مذکور ہے۔

جب امیر معاویہ مرض موت میں مبتلا ہوئے، تو یزید موجود نہیں تھا۔ جب وہ آیا، تو وصیت کی، کہ انہیں اس قمیص میں دفن کیا جائے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مرحمت فرمائی تھی اور امیر نے آپؐ کے تراشیدہ ناخن اپنے پاس رکھے ہوئے تھے، حکم دیا کہ انہیں پیس کر مرنے کے بعد انکے منہ اور آنکھوں میں

ڈال کر ان کا معاملہ ارحم الرحمین کے سپرد کر دیا جائے۔ جب میں نے ہاتھ ڈالا۔ کہنے لگے۔ کاش، میں وادی ذی طوی میں قریش کا ایک عام آدمی ہوتا، اور حکومت کے جھنجھٹ سے آزاد ہوتا۔ (افسوس ہے، کہ امیر معاویہ کو یہ احساس بہت بے وقت ہوا۔ مترجم)

جب امیر معاویہ فوت ہو گئے، تو ضحاک بن قیس امیر کا کفن ہاتھ میں لے کر منبر پر چڑھا اور لوگوں سے یوں مخاطب ہوا: "امیر معاویہ عرب کی تلوار کی دھار، اور اس چمن کی خوشبو تھے۔ اللہ نے ان کی طفیل فتنہ و فساد کا خاتمہ کر دیا۔ اور اپنے بندوں پر انھیں حکومت عطا کی اور ان کی افواج قاہرہ، خشکی و تری پر چھا گئیں۔ امیر اللہ کا ایک بندہ تھا۔ جس نے خدا کو مدد کے لیے بلایا۔ اور ادھر سے مناسب جواب دیا گیا۔ یہ امیر کا کفن ہے ہم انھیں اس کفن میں لپیٹ کر قبر میں دفن کر دیں گے۔ اس کے بعد امیر جانے اور اس کا خدا جانے، چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو سزا دے۔" ضحاک نے امیر کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یزید اس موقعہ پر حوارین میں تھا۔ امیر کو بتایا گیا، تو ضحاک نے اسے بلا بھیجا، لیکن وہ اس وقت آیا جب امیر فوت ہو چکے تھے۔ یزید نے کہا۔

(۱) جَاءَ الْبَرِيدُ بِقِرْطَاسٍ يَخُبُّ بِهِ ۔۔۔ فَأَوْجَسَ الْقَلْبُ مِنْ قِرْطَاسِهِ فَزَعًا

ترجمہ: قاصد ایک ایسا کاغذ لے کر آیا، جس نے مجھے پریشان کر دیا۔ اور اس کاغذ سے دل میں خطرے کا کھٹکا پیدا ہو گیا۔

(۲) قُلْنَا لَكَ الْوَيْلُ مَاذَا فِي صَحِيفَتِكُمْ ۔۔۔ قَالُوا الْخَلِيفَةُ أَمْسَى مُثْبَتًا وَجِعًا

ترجمہ: ہم نے کہا، تیرا بھلا نہ ہو۔ تمہارے خط میں کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ خلیفہ درد کی وجہ سے صاحبِ فراش ہو گیا ہے۔

امیر معاویہ کا رنگ سفید تھا اور وہ حسین و جمیل آدمی تھے۔ جب ہنستے تو ان کا اوپر کا ہونٹ الٹ جاتا وہ ڈاڑھی کو وسمہ لگاتے تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت نے ان سے روایت کی۔ مثلاً ابن عباس۔ ابوسعید خدری ابو الدرداء، جریر، نعمان بن بشیر، عبد اللہ بن عمر، ابن زبیر وغیرہ۔ تابعین میں سے ابو سلمہ اور حمید عبد الرحمان کے بیٹے، عروہ، سالم، علقمہ بن وقاص، ابن سیرین اور قاسم بن محمد وغیرہ نے۔

امیر معاویہ سے مروی ہے کہ جب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ اگر تو کبھی خلیفہ بن جائے تو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اسوقت سے میرے دل میں لالچ پیدا ہو گیا تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابزی نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اصحابِ بدر اور اصحاب اُحد وغیرہ کے بارے میں ہے یعنی جب تک ان میں سے کوئی آدمی زندہ ہو، لیکن اس میں آزاد کردہ غلاموں اکی اولاد اور فتح مکہ کے مسلمانوں کے لیے کچھ نہیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن صعصعۃ التیمی: بنو تیم کے جو وفود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک وفد میں یہ صاحب بھی شامل تھے اور ان لوگوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کے باہر آکر آپ کو گنواروں کی طرح آوازیں دینا شروع کر دی تھیں۔ ابو عمر نے اختصاراً ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ان سے کوئی روایت مروی نہیں۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن ابواحمد: ابوبکر بن ابوعلی نے انھیں صحابی لکھا ہے۔ عاصم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے معاویہ بن عبداللہ کو کہتے سُنا، کہ انھوں نے غزوہ اُحد میں دیکھا کہ حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا پیاسوں کو پانی پلا رہی تھیں اور زخموں کی مرہم پٹی کر رہی تھیں۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ: ابوموسیٰ نے انھیں اول الذکر سے مختلف قرار دیا ہے۔ اسماعیل نے بھی ان کا ذکر کیا ہے حیاۃ بن شریح نے جعفر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں سورۂ حم جس میں دخان کا ذکر ہے، تلاوت فرمائی۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن عیاص الکندی: بقولِ جعفر انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر آئی۔ اہلِ شام نے ان سے حدیث سُنی۔ ابوموسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن قرمل المحاربی: صحابی ہیں۔ مودع بن حبان نے ان سے روایت کی کہ وہ شام کی جنگوں میں خالد بن ولید کے ساتھ تھے۔ ایک گرجا فتح ہوا اور ہم اندر داخل ہوئے تو ہم نے السلام علیکم کہا، ایک پادری باہر آیا اور کہنے لگا۔ یہ پاکیزہ الفاظ کس نے کہے ہیں۔ معاویہ کے دوستوں کا خیال تھا کہ انہیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی تینوں

نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

اللیثی ا۔ انھوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یحییٰ بن محمود نے اجازۃً باسنادہ تا ابن ابی عاصم، احمد بن فرات اور یونس بن حبیب نے ابو داؤد سے انھوں نے عمران القطان سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے نصر بن عاصم سے انھوں نے معاویہ لیثی سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ صبح کو اٹھتے ہیں تو ملک پر قحط طاری ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ انھیں اپنے پاس سے رزق عطا کرتا ہے۔ اس پر کچھ لوگ منکر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ولی تا نے بارش برسائی ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابو عمر کہتے ہیں کہ امام بخاری کی رائے کے مطابق معاویہ بن حیدہ اور معاویہ لیثی ایک ہیں، لیکن ابو حاتم لیثی کہتے ہیں کہ دونوں مختلف آدمی ہیں۔ اور ان کی مذکورہ بالا احادیث کے اسناد میں اسی طرح گڑبڑ ہے، لیکن ابو حاتم حق پر ہے، کیونکہ معاویہ بن حیدہ قشیری، قیس بن غیلان سے ہیں اور معاویہ لیثی بنو کنانہ سے ہیں۔ اس لیے حیرت ہے کہ امام بخاری کو یہ اشتباہ کیسے ہوا۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن محصن بن علس کندی ابو شجرہ۔ ہم ان کا ذکر کنیتوں کے تحت کریں گے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن معاویۃ المزنی، بعض نے انھیں لیثی شمار کیا ہے۔ مگر ابو عمر انھیں معاویہ بن مقرن المزنی گردانتے ہیں اور یہی درست ہے، انھوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں وفات پائی۔

ان کی حدیث کو محبوب بن ہلال مزنی نے ابن ابی میمونہ سے انھوں نے انس بن مالک سے روایت کی کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ مقامِ تبوک، خیمہ زن تھے کہ جبریل آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! معاویہ مزنی مدینے میں فوت ہو گئے ہیں۔ آئیے ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔ جبریل نے اپنے پَر زمین پر مارے۔ چنانچہ نہ تو کوئی درخت اور نہ ٹیلہ رہا۔ اور ساری زمین ہموار ہو گئی۔ پھر ان کی چارپائی ہوا میں بلند کی گئی اور حضور کی آنکھوں کے سامنے آگئی۔ آپ نے نماز جنازہ ادا کی۔ آپ کے پیچھے ایک ایک ہزار فرشتوں کی دو صفیں تھیں۔ ایک روایت میں فی صف ساٹھ ہزار فرشتے مذکور ہیں۔ حضورؐ نے جبرئیل سے دریافت کیا، یہ مقام اسے کیسے حاصل ہوا۔ جبریل نے جواب دیا کہ اسے سورۂ قل ہو اللہ احد سے بڑا لگاؤ تھا۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے

اس کا ورد جاری رکھتے۔ ابوعمر کا قول ہے کہ ان احادیث کی سند قوی نہیں۔ البتہ قل ھو اللہ احد کے فضائل سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ساٹھ ہزار فرشتوں کی روایت یوں ہے: یزید بن ہارون نے علاء ابو محمد ثقفی سے، انھوں نے انس بن مالک سے ان سے معاویہ لیثی نے بیان کیا۔ نیز بقیہ بن ولید نے محمد بن زیاد سے انھوں نے ابو امامہ باہلی سے اسی طرح روایت کی ہے۔ معاویہ بن مقرن المزنی اور ان کے بھائی نعمان، سوید و معقل یہ سات بھائی ہیں اور سب کا شمار بہترین صحابہ میں ہوتا ہے۔ ابوعمر کہتے ہیں۔ کہ معاویہ بن معاویہ کے بارے میں مجھے وہی کچھ معلوم ہے۔ جس کا ذکر کر چکا ہوں۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن نفیع: انھیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان کی حدیث، جسے صلت البکری نے معاویہ بن نفیع سے روایت کیا ہے۔ موقوف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم عید کے دن اکٹھے ہوئے اور انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن نوفل دیلی: طبرانی نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا۔ عبدالرزاق نے ابن ابی سبرہ سے انھوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے انھوں نے نوفل بن معاویہ سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کسی شخص کے مال اور اہل و عیال کا کوئی نقصان ہو جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اس آدمی سے عصر کی نماز قضا ہو جائے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

ہذلی: غیر منسوب ہیں، اور ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے حمص میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابوالمعالی نصر اللہ بن سلامہ الہیتی نے ابوالفضل محمد بن عمر ارموی سے انھوں نے ابو جعفر بن مسلمہ سے انھوں نے ابوالفضل عبیداللہ بن عبدالرحمٰن الزہری سے، انھوں نے ابوبکر جعفر بن محمد فریابی سے، انھوں نے تمیم بن منتصر سے، انھوں نے یزید بن ہارون سے، انھوں نے جریر بن عثمان سے، انھوں نے سلیم بن عامر سے انھوں نے معاویہ بن ہذلی سے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ انھوں نے حضور سے روایت کی۔ فرمایا! منافق نماز ادا کرتا ہے، لیکن خدا اس کی تکذیب کرتا ہے وہ روزہ رکھتا ہے اور جہاد کرتا ہے مگر

خدا اس کی تکذیب کرتا۔ وہ مقابلہ کرتا اور مارا جاتا ہے۔ اور خدا اسے جہنم میں داخل کرتا ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

بن اکثم الخزاعی الکعبی، ہم اکثم بن ابی الجون کے ترجمے میں ان کا نسب بیان کر چکے ہیں۔ جابر کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے، عبداللہ بن محمد بن عقیل نے جابر بن عبداللہ سے روایت بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ شب معراج کو مجھے جہنم دکھایا گیا۔ اس میں زیادہ تعداد ان عورتوں کی تھی کہ جنہیں امین راز بنایا گیا مگر انھوں نے راز افشا کر دیا۔ اگر ان سے کوئی بات پوچھی گئی تو انھوں نے اخفا سے کام لیا اور اگر انھیں کوئی چیز دی گئی تو انھیں شکر ادا کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔

اسی طرح میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو بھی دیکھا۔ جس کے سر کے بال بڑھے ہوئے تھے اور معبد بن اکثم اس سے بہت زیادہ ملتا جلتا ہے۔ اس نے دریافت کیا، یارسول اللہ، کیا ایسے آدمی کو بھی جو اس سے ملتا جلتا ہے۔ کوئی خطرہ ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، تو مسلمان ہے اور وہ کافر تھا۔ یہ وہ آدمی ہے، جس نے اول از ہمہ عربوں کو بت پرستی پر اکسایا۔ طفیل بن ابی بن کعب سے نیز ابوہریرہ سے اسی طرح مروی ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

الجذامی، طبرانی نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔

ابو موسیٰ نے اذناً ابو غالب سے انھوں نے ابوبکر سے انھوں نے سلیمان بن احمد سے انھوں نے محمد بن یزداد الثوری سے، انھوں نے حسن بن حماد البجلی سجادہ سے، انھوں نے یحییٰ بن سعید اموی سے، انھوں نے محمد بن اسحاق سے انھوں نے حمید بن رومان سے انھوں نے لعجہ بن زید سے انھوں نے عمیر بن معبد الجذامی سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت بیان کی۔ کہ رفاعہ بن زید الجذامی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضور نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ سے رفاعہ بن زید کو یہ فرمان دے کر اسے اپنی قوم کی طرف اور نیز ان لوگوں کی طرف جو ان میں شامل ہیں۔ یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ وہ انھیں خدا اور رسول کی طرف بلائیں۔ جو ایمان لے آیا وہ خدائی گروہ میں شامل ہو گیا اور جس نے انکار کیا، اسے صرف دو ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن خالد الجہنی: ان کی کنیت ابوزرعہ تھی، واقدی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ اور ان چار آدمیوں میں شامل ہیں۔ جنھوں نے اپنے قبیلے کے علم فتح مکہ کے دن اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کی وفات ۷۲ ہجری میں ہوئی۔ جب ان کی عمر ۸۰ برس سے کچھ زیادہ تھی تو انھوں نے سکونت صحرا میں رکھی ہوئی تھی۔

ابواحمد حاکم کنیتوں کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ معبد بن خالد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور ان کی وفات ۸۰ برس کی عمر میں ۷۲ ہجری میں ہوئی۔ ابن ابی حاتم نے ان کی کنیت اعمر اور وفات کے بارے میں مذکورہ بالا روایت کی تائید کی ہے۔ نیز ان کا کہنا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی کے مطابق یہ صاحب وہ معبد بن خالد نہیں ہیں۔ جنھوں نے اول از ہمہ بصرے میں در بارۂ قدر گفتگو کی تھی۔ نیز ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ معبد الجہنی کس کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ خالد کے بیٹے نہیں ہیں۔ بعض اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی ہیں۔ ابوعمر اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

الخزاعی: یہ وہی صاحب ہیں، جنھوں نے ابوسفیان کو غزوہ احد کے موقع پر دوبارہ مدینے پر حملہ آور ہونے سے روکا تھا۔

عبداللہ بن عمر نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انھوں نے ابن اسحاق سے یہ روایت سنی کہ عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا، کہ معبد الخزاعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے، جب آپؐ حمراء الاسد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ بنو خزاعہ کے وہ تمام افراد جو مسلمان ہوگئے اور جو ابھی مشرک تھے وہ سب حضور اکرمؐ کے خیر خواہ تھے۔ ان کا میلان حضورؐ کی طرف تھا اور وہ آپ سے کوئی بات نہیں چھپاتے تھے۔ معبد جو ابھی تک مشرک تھے، حضورؐ سے کہنے لگے "اے محمد (صلعم) جو تکلیف آپؐ کے صحابہ کو پیش آئی بخدا ہمیں اس سے بڑا دکھ ہوا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ آپ سے اس بات میں درگزر کرے۔ حضورؐ ابھی وہیں قیام پذیر تھے کہ انھوں نے اپنی راہ لی۔ وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ ابوسفیان سے سامنا ہوا۔ وہ روحاء کے مقام پر ٹھہرا ہوا تھا اور واپس ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔ جناب معبد کو دیکھ کر کہنے لگا ہم نے مسلمانوں کی سپاہ اور ان کے کمانداروں کی خوب خبر لی، لیکن ہمیں پوری طرح

انھیں تہس نہس کر دینا چاہیے تھا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم واپس ہو کر ان پر حملہ آور ہوں، تاکہ جو کچھ ہماری دستبرد سے بچ گیا ہے، اسے ٹھکانے لگادیں۔ جناب معبد نے کہا: "ابوسفیان! میں اسی راستے سے آرہا ہوں میں نے محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کو پوری تیاری کی حالت میں دیکھا ہے۔ ان کے جو ساتھی شریک جنگ نہ ہو سکے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی کافی نفری اسلامی لشکر میں شامل ہو گئی ہے۔ میں نے ان میں جو انتقامی جوش و خروش دیکھا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے ارادے بڑے خطرناک ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اگر ٹکراؤ کی نوبت آگئی تو تمہارا کیا حشر ہوگا۔"

ابوسفیان نے سن کر کہا "خدا تجھ سے سمجھے، تو کیا کہہ رہا ہے۔" معبد نے کہا: "اگر تم نے فوراً یہاں سے کوچ نہ کیا۔ تو تھوڑی سی دیر کے بعد ہی ان کے گھوڑوں کی پیشانیاں اور گردنیں تمہارے سامنے آجائیں گی۔ دوبارہ حملہ آور ہونے کا خیال جانے دو اور اپنی جانیں بچاؤ۔ میں نے مسلمانوں کی تیاری کو دیکھ کر چند اشعار کہے ہیں۔ اگر کہو، تو سنادوں۔"

(۱) كَادَتْ تُهَدُّ مِنَ الْاَصْوَاتِ رَاحِلَتِیْ   اِذْ سَالَتِ الْاَرْضُ بِالْجُرْدِ الْاَبَابِیْلِ

ترجمہ: قریب تھا کہ میری سواری آوازوں سے گھبرا اٹھتی۔ جب زمین پر بے بال گھوڑوں کی وجہ سے طوفان آگیا۔

(۲) تَرْدِیْ بِاُسْدٍ كِرَامٍ لَا تَنَابِلَةٍ   عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَا خُرْقٍ مَعَازِیْلِ

ترجمہ: بہادر اور معزز سردار گھوڑے دوڑاتے پھرتے تھے۔ جو لڑائی میں نہ کمزور تھے اور نہ احمق اور بزدل تھے۔

ان کے علاوہ بھی کچھ اور اشعار بھی تھے۔ ابوسفیان نے شاعر کی تعریف کی۔ ابوعمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

بن زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ المخزومی: وہ ام سلمہ کے بھتیجے ہیں۔ جنگ یمامہ میں مارے گئے تھے۔ انھیں حضورؐ کی زیارت نصیب ہوئی، مگر صحبت نہ میسر ہو سکی۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

ابوزہیر نمیری، ان سے شریح بن عبید نے روایت کی ہے۔ ابوعمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن صبیح بصری؛ ان سے حسن بصری نے روایت کی۔ ابوموسیٰ نے کتابتہً ابوعلی سے انھوں نے ابونعیم سے انھوں نے سعد بن صلت سے انھوں نے ابوحنیفہ سے انھوں نے منصور بن زاذان سے انھوں نے حسن بن معبد سے روایت کی۔ کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ اس اثناء میں ایک اندھا آیا اور وہ ایک گڑھے میں گر پڑا۔ اس سے کئی لوگ قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ جب حضورؐ نے نماز ختم کی۔ تو فرمایا۔ تم میں سے جو شخص قہقہہ مار کر ہنسا ہے، اسے چاہیئے کہ از سر نو وضو کر کے نماز پھر سے ادا کرے۔

اسد بن عمرو نے ابوحنیفہ سے انھوں نے معبد بن صبیح سے اور مکی نے ابوحنیفہ سے انھوں نے معبد ابن ابی معبد الخزاعی سے روایت کی۔ ابوعمر اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے معبد بن ابی معبد الخزاعی کا ذکر کیا ہے اور دونوں نے ان سے یہ حدیث روایت کی ہے؛ اور لکھا ہے کہ جناب معبد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب وہ چھوٹے تھے اور حضورؐ نے ہجرت کی تھی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے یہ بھی لکھا ہے کہ جناب معبد نے جابر سے بھی یہ حدیث نقل کی کہ جب رسول اکرمؐ اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کی، تو دونوں حضرات ام معبد کے خیمے کے پاس سے گزرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب معبد کو جو اس وقت چھوٹے سے تھے، بلایا اور کہا۔ اس بکری کو ادھر لے آؤ۔ اور کوئی برتن بھی۔ اس بچے نے کہا کہ یہ بکری دودھ دینے والی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ لے تو آؤ۔ آپؐ نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ وہ آرام سے کھڑی ہو گئی۔ تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ آپؐ نے دوہا پھر خود بھی پیا اور حضرت ابوبکر، عامر اور معبد بن ابی معبد کو بھی پلایا پھر بکری کو چھوڑ دیا۔

ابونعیم کہتے ہیں کہ حدیث ضحک فی الصلوٰۃ کے بعد اسد بن عمرو نے ابوحنیفہ سے بکری والی حدیث روایت کی۔ معبد بن صبیح کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ اور تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں کہ ابن مندہ نے معبد بن ابی معبد کا ذکر کیا ہے۔ اور ان سے حدیث "ضحک فی الصلوٰۃ" بیان کی ہے۔ ابونعیم کی رائے ہے کہ معبد بن ابی معبد اور معبد بن صبیح ایک ہی آدمی ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ دونوں ایک ہیں۔ اور دونوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس لیے اس کی کوئی وجہ نہیں کہ کیوں ابوموسیٰ نے ان کے باپ کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

بن عباد بن قشیر (تینوں نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ ابن کلبی نے معبد بن عبادہ بن خلال (ابن کلبی کو اس کا نام معلوم نہیں ہوسکا) ابن قدم بن سالم بن مالک بن سالم الحبلی بن غنم بن عوف بن خزرج: ابوحمیضہ کنیت تھی۔

ابوجعفر بن سمین نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے غزوۂ بدر انصار کے بنوجزء بن عدی بن مالک اور ابوحمیضہ معبد بن عباد بن قشیر سے روایت کی ہے۔ ابوعمر اس لفظ کو خمیصہ اور ابن اسحاق حمیضہ پڑھتے ہیں۔ امیر نے ان کا سلسلۂ نسب یوں لکھا ہے: ابوحمیضہ معبد بن عباد بن قشیر بن قدم بن سالم بن غنم انصاری۔ ابن اسحاق نے ابراہیم بن سعد کی روایت سے لکھا ہے کہ معبد بن عباد غزوۂ بدر میں شامل تھے۔ اسی طرح یحییٰ بن سعید اموی نے ابن اسحاق سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابن قداح نے ان کی کنیت تو ابوحمیضہ ہی لکھی ہے، لیکن سلسلۂ نسب میں اختلاف کیا ہے اور معبد بن عمارہ لکھا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ واقدی نے ان کا سلسلۂ نسب تو اسی طرح بیان کیا ہے مگر کنیت ابوخمیصہ لکھی ہے واللہ اعلم

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد تھے۔ وہ آپ کے عہد میں پیدا ہوئے، مگر انھیں حضور اکرمؐ کے بارے میں کچھ یاد نہیں رہا تھا۔ ان کی والدہ ام الفضل بنت حارث تھیں۔ یہ صاحب حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں افریقہ میں شہید ہوئے تھے۔ ان کی فوج کے کماندار عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

بن عبد سعد بن عامر بن عدی بن مجدعۃ بن حارثہ بن حارث الانصاری حارثی: غزوہ احد میں مع اپنے بیٹے تمیم بن معبد کے شریک تھے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

القرشی: طبرانی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔

ابوموسیٰ نے اجازۃً حسن بن احمد سے، انھوں نے احمد بن عبداللہ سے (ابوموسیٰ کہتے ہیں) انھوں نے ابوطالب کوشیدی سے، انھوں نے ابوبکر بن ریذہ سے، ان دونوں نے سلیمان بن احمد سے انھوں نے اسحاق بن

ابراہیم دہری سے، انھوں نے عبدالرزاق سے انھوں نے اسرائیل یعنی ابن یونس سے، انھوں نے سماک بن حرب سے انھوں نے معبد القرشی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ قدید میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ کہ آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا۔ آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا۔ آیا آج تم نے کچھ کھایا ہے؟ اس نے عرض کیا کھایا تو کچھ نہیں، لیکن پانی ضرور پیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ آج یوم عشورہ ہے۔ اس لیے اب کچھ نہ کھانا اور باقی وقت کے لیے روزہ رکھ لینا اسی طرح تمہارے آگے پیچھے جو لوگ ہیں، انہیں بھی کہنا کہ وہ روزہ رکھ لیں۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن صخر اور ایک روایت میں معبد بن وہب بن قیس بن صخر آیا ہے۔ ایک اور روایت میں معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمۃ انصاری السلمی، یہ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔

عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر ان کا نسب یوں بیان کیا ہے، معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کے بھائی کا نام عبداللہ تھا۔ اس روایت کے رو سے معبد غزوۂ احد میں بھی شریک تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن مخرمہ بن قلع بن حریش بن عبدالاشہل، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ احد میں موجود تھے۔ ابوعمر نے مختصراً اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن مسعود السلمی النہزی، ان کے بھائیوں کے نام مجالد اور مجاشع تھے۔ معبد کی حدیث، مجالد کی حدیث کی طرح ہے۔ امام بخاری ان کی صحبت کے قائل ہیں۔ ابوعثمان نہدی نے مجاشع سے روایت کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بعد از فتح مکہ اپنے بھائی معبد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ میں اپنے بڑے بھائی معبد کو آپؐ سے ہجرت پر بیعت کرانے لایا ہوں فرمایا۔ ہجرت تو فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کس امر پر آپ سے بیعت ہو سکتی ہے۔ فرمایا، ایمان، اسلام اور جہاد پر۔ میں نے معبد

سے اس کا ذکر کیا، وہ مجاشع سے عمر میں بڑے تھے۔ کہنے لگے، حضورؐ نے صحیح فرمایا ہے۔
مجاشع سے ایک اور بات مروی ہے کہ وہ اپنے بھائی مجالد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے بھائی ابی معبد کے ساتھ حضور اکرمؐ کے پاس گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجالد کی کنیت ابومعبد تھی۔ لیکن ایسا دکھائی دیتا ہے کہ مجاشع اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں آئے تھے۔ اور حضورؐ نے ان سے وہی بات کہی تھی۔ جو آپؐ بعد از فتح مکہ آنے والوں سے فرمایا کرتے تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن میسرۃ السلمی: اس میں کچھ شبہ ہے۔ ابوعمر نے مختصراً اسی طرح بیان کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن نباتہ: ان کا تعلق بنو غنم بن دودان سے تھا۔ انھوں نے مدینے کو ہجرت کی۔ ان سے کوئی روایت مروی نہیں۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ابوغنم وہ لوگ ہیں۔ جنھوں نے بالاجماع حضور اکرم کے ساتھ مدینے کو ہجرت کی۔ جن میں معبد بن نباتہ بھی تھے۔ ابونعیم نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت کی کہ ان کا نام منقذ بن نباتہ ہے۔ متاخرین میں ابن مندہ کا قول ہے کہ معبد سے مراد منقذ بن نباتہ ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن وہب العبدی: یہ بنو عبدالقیس سے تھے۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ اور بریرہ بنت زمعہ سے جو ام المومنین سودہ کی بہن تھیں۔ بیاہے گئے تھے۔ غزوۂ بدر میں یہ دو تلواروں سے مصروف پیکار تھے۔ حضور نے سن کر فرمایا۔ مجھے بنو عبدالقیس کے جوانوں پر رحم آتا ہے۔ لیکن وہ خدا کی زمین میں اس کے شیر ہیں۔ اس حدیث کو طالب بن حجیر نے ہود العصری سے انھوں نے معبد سے روایت کی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن ہوذۃ الانصاری: ابواحمد نے باسنادہ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سے انھوں نے نفیلی سے۔ انھوں نے علی بن ثابت سے، انھوں نے عبدالرحمن بن نعمان بن معبد بن ہوذہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے معبد بن ہوذہ کی دادی سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت صاف خوشبودار اور پاکیزہ

سرمے کے استعمال کی تاکید فرماتے تھے۔ نیز آپ نے روزہ دار کو اس سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معتب (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو اسلمی: ابو مروان ان کی کنیت تھی۔ ان سے ان کے بیٹے عطا نے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ماعز وہاں آگئے۔ اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کی۔ یہ امیر کا قول ہے۔

(سیدنا) معتب (رضی اللہ عنہ)

بن حمراء: ان کا سلسلۂ نسب یوں ہے، معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی السلولی، بنو مخزوم کے حلیف تھے اور عرف ابن الحمراء تھا۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے (بہ سلسلۂ مہاجرین حبشہ از حلفائے بنو مخزوم) انھوں نے معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف سے (اور یہ وہ آدمی ہے جسے عیہامہ بن کلیب بن سلول بن کعب از بنو خزاعہ کہا جاتا ہے) اسی اسناد سے از ابن اسحاق مروی ہے کہ یہ بنو مخزوم بن نفظ و معتب بن عدف بن عامر سے تھے جو بنو خزاعہ سے ان کے حلیف تھے، ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کو ہجرت کی۔ حضورؐ نے ان میں اور ثعلبہ بن حاطب الانصاری کے درمیان مواخات قائم کر دی تھی۔ انھوں نے ۵۷ ہجری میں وفات پائی۔ ایک روایت میں ان کی عمر اس وقت ۷۸ برس تھی۔ طبری کی رائے ہے کہ اس وقت ان کی عمر ۵۸ برس تھی مگر یہ غلط ہے۔ کیونکہ جو شخص غزوۂ بدر میں شریک ہو۔ اگر طبری کی بات درست تسلیم کی جائے۔ تو اس وقت ان کی عمر تین برس ہونا چاہیئے اور یہ غلط ہے اس لیے پہلی روایت درست ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معتب (رضی اللہ عنہ)

بن عبید بن ایاس البلوی، یہ انصار کے بنو ظفر کے حلیف تھے۔ ابن اسحاق اور ابن عقبہ نے انھیں غزوۂ بدر کے شرکا میں شامل کیا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معتب (رضی اللہ عنہ)

بن قشیر: ایک روایت میں معتب بن بشیر بن ملیل بن زید بن عطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن

عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی آیا ہے۔ بیعت عقبہ میں اور بدر اور اُحد میں شریک تھے۔
عبیداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ انصار کے بنو ضبیعہ بن زید اور معتب بن فلاں بن ملیل غزوہ بدر میں موجود تھے۔ یہ لاولد تھے۔ یونس کی روایت میں اسی طرح ہے۔ اس نے ان کے والد کا نام نہیں لکھا۔ بکائی اور سلمہ نے ابن اسحاق سے روایت کی اور ان کے والد کا نام قشیر لکھا ہے۔ اسی اسناد سے ابن اسحاق سے روایت ہے کہ ان سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے اُنھوں نے اپنے دادا سے اُنھوں نے زبیر سے روایت کی۔ بخدا میں نے ایسا محسوس کیا۔ گویا مجھ پر نیند نے غلبہ پالیا ہے۔ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ اور معتب بن قشیر کو یہ کہتے سن رہا ہوں؛ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئٌ مَا قُتِلْنَا هٰهُنَا؛ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معتب (رضی اللہ عنہ)

بن ابی لہب بن عبدالمطلب بن ہاشم، قرشی ہاشمی؛ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد تھے اور ان کی والدہ ام جمیل بنتِ حرب بن اُمیہ تھی۔ جسے قرآن نے حمالۃ الحطب کہا ہے جو ابوسفیان کی بہن تھی۔
جب مکہ فتح ہوا تو حضور اکرمؐ نے حضرت عباس سے دریافت فرمایا، کہ آپ کے بھتیجے عتبہ اور معتب دکھائی نہیں دیئے۔ انھوں نے کہا یارسول اللہ! مشرکین قریش کی طرح وہ بھی آگے پیچھے ہو گئے ہیں۔ فرمایا۔ آپ انھیں بلا لائیں۔ حضرت عباس سوار ہو کر گئے اور انھیں عرفہ سے بلا لائے۔ حضور نے انھیں دعوتِ اسلام دی، جو انھوں نے قبول کر لی۔ یہ ابوموسیٰ کا قول ہے۔
ابوعمر لکھتے ہیں؛ کہ عتبہ اور معتب دونوں غزوۂ حنین میں شریک تھے، چنانچہ معرکۂ حنین میں معتب کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ یہ اسلام میں ثابت قدم رہے۔ ان کی اولاد سے قاسم بن عباس بن محمدّ بن معتب تھے۔ ان سے ابن ابی ذئب نے روایت کی ہے۔ اور ان کے بیٹے عباس بن قاسم قدید کے معرکے میں مارے گئے تھے۔ ابوعمر اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معتمر (رضی اللہ عنہ)

ان کی کنیت ابوحنش تھی۔ طبرانی نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔
ابوموسیٰ نے اجازتاً حسن سے، انھوں نے احمد بن عبداللہ سے، ابوموسیٰ کہتے ہیں! انھیں ابوغالب نے، انھیں ابوبکر نے، انھیں ابوالقاسم سلیمان بن احمد نے، انھیں ابویزید قراطیسی نے انھیں نجاح بن ابراہیم ازرقی نے

انھیں صالح بن عمر واسطی نے اسماعیل بن حنش بن معتمر سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسولِ کریمؐ ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھا رہے تھے کہ ایک عورت آگ کی انگیٹھی لیے آئی۔ حضورِ اکرمؐ نے اسے سختی سے منع کیا۔ اور وہ واپس چلی گئی۔

(سیدنا) معد (رضی اللہ عنہ)

بن ذہل: حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان کے بیٹے لاحق بن معد نے ان سے روایت کی ہے۔ ابوموسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معدان (رضی اللہ عنہ)

ابوالخیر: ان کا نام جفشیش تھا۔ ان کا ترجمہ باب جیم، حا اور خا میں گزر چکا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معدان (رضی اللہ عنہ)

ابوخالد ان کی کنیت تھی۔ طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ انھیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔

ابوموسیٰ نے اجازتاً ابوغالب سے انھوں نے ابوبکر سے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ انھیں حسن نے، انھیں احمد نے، ان دونوں کو سلیمان بن احمد نے، انھیں عبداللہ بن محمد بن شعیب رجانی نے انھیں محمد بن معمر البحرانی نے، انھیں روح بن عبادہ نے انھیں جریج بن زیاد نے انھیں خالد بن معدان نے اپنے والد سے روایت کی، کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربان ہے، اس لیے نرمی اور مہربانی کو پسند کرتا ہے اور نرم مزاج آدمی کو اس طرح اعانت کرتا ہے کہ سخت مزاج آدمی اس
____
کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جب تم ان بے زبان جانوروں پر سواری کرو۔ تو مناسب مقامات پر رات بسر کرو۔ اور اگر زمین پر قحط پڑا ہوا ہے۔ تو اس کے دفعیے کے لیے دعا کرو۔ کیونکہ زمین رات کے وقت ایسی چیزوں کو چھپاتی ہے۔ جو دن کے وقت نہیں چھپاتی اور تم راستوں پر آرام کرنے کو مت ٹھہرو۔ کیونکہ چرپاؤں کی گزرگاہ اور حشرات الارض کے ٹھکانے ہوتے ہیں۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن لمی بن شرجیل بن حارث الکندی، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

تھے۔ یہ ہشام بن کلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

بن رفاعہ: ابو رمثہ ان کی کنیت ہے۔ یحییٰ بن مندہ نے ابوالعباس احمد بن حسن نصیری حاکم ابوعبداللہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ اوروں کا بھی یہی خیال ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

بن شراحیل بن شیطان بن خدیج بن امرء القیس بن حارث بن معاویہ الکندی، حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ ابن الکلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

بن قیس: ان کا عرف اشعث الکندی تھا۔ ہم اس سے پہلے ان کا ذکر اشعث ستونی اور ان کے بھائی سیف کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

الہمدانی: ابواحمد عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور باسنادہ فضل بن علاء کوفی سے، انھوں نے ثور بن یزید سے انھوں نے خالد بن معدان سے انھوں نے معدی کرب سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اکرمؐ کے صحابہ سے تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہؐ! جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں، تو از حد پریشان ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، کسی شریف عورت سے شادی کر لو۔ اس نے اس نصیحت پر عمل کیا اور پریشانی جاتی رہی۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ نیز عسکر یعنی علی بن سعید اور جعفر المستغفری نے عمر بن موسیٰ سے، انھوں نے خالد بن معدان سے انھوں نے معدی کرب سے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے کسی کو آزاد کیا یا طلاق دی اور بعد میں استثنا کا ذکر کر دیا۔ تو اس کے استثنا کو قبول کر لیا جائے گا۔ عسکری نے یحییٰ بن عبدالاعظم سے روایت کی ہے۔ ابوموسیٰ کا قول ہے کہ یہ صاحب مقدام بن معدی کرب ہیں، لیکن میں یہ نہیں بتا سکتا کہ آیا یہ صاحب اور ان سے پیشتر مذکور آدمی دونوں ایک ہیں یا نہ، واللہ اعلم

(سیدنا) مُعَرِّض (رضی اللہ عنہ)

بن علاط سلمی؛ حجاج بن علاط کے بھائی ہیں۔ ان کا نسب ان کے بھائی کے ترجمے میں بیان ہو چکا ہے۔ ان کی والدہ ام شیبہ بنت طلحہ تھیں۔ معرض معرکۂ جمل میں مارے گئے تھے، ابوعمر کی یہی رائے ہے ارباب سیرو تاریخ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مبارک نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے، کہ معرض معرکۂ جمل میں مارے گئے تھے۔ ان کے بھائی حجاج نے ان کی موت پر ذیل کا شعر کہا۔

وَلَمْ اَرَ یَوْمًا کَانَ اَکْثَرَ سَاعِیًا ‏ بِکَفِّ شِمَالٍ فَارَقَتْهَا یَمِیْنُهَا

ترجمہ: میں نے کوئی ایسا دن نہیں دیکھا، جس میں اس نے بائیں ہاتھ سے، بغیر دائیں کے اتنی محنت کی ہو۔

ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جناب حجاج نے حضرت علیؓ کی مدح میں کئی اشعار کہے ہیں۔

(سیدنا) معرض (رضی اللہ عنہ)

بن معیقیب یمامی؛ شاصویہ بن عبید ابومحمد یمامی نے ان سے حدیث روایت کی ہے، شاصویہ نے معرض بن عبداللہ بن معرض بن معیقیب سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے دادا سے روایت کی ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں شامل تھے۔ مکّہ میں ایک مکان میں داخل ہوئے۔ وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ اور آپ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اس سے عجیب تر چیز مشاہدہ کی وہ یہ تھی کہ اہل یمامہ کا ایک آدمی ایک بچّے کو کپڑے میں لپیٹے ہوئے لایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچّے سے دریافت کیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ بچّے نے کہا، آپ اللہ کے رسول ہیں، حضور نے فرمایا، تو نے درست کہا۔ اللہ تجھے برکت دے اس کے بعد وہ بچّہ جوانی تک خاموش رہا۔ لوگ اسے مبارک الیمامہ کہتے تھے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معضد (رضی اللہ عنہ)

بن یزید: ان کی کنیت ابویزید تھی۔ اہل کوفہ سے تھے۔ انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا، حضرت عثمان کے عہد میں آذربائیجان میں مارے گئے تھے۔ ابوموسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن خلیفہ: ایک روایت میں خویلد ہے۔ انھیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی یہ حجازی ہیں۔

لہ حدیث اس لیے مخدوش ہے کہ حضورؐ کو بچّے سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ (مترجم)

ابن ابی ذہب نے عبداللہ بن یزید ہلالی سے روایت کی۔ کہ ابوسفیان اور معقل کے درمیان مخاصمت تھی۔ جنگ حنین میں دونوں میں ایک آدمی کے ہتھیاروں کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ جب حضورؐ اکرم کو علم ہوا تو آپ نے معقل سے مخاطب ہو کر فرمایا، معقل! قریش کی مخاصمت سے بچ کر رہو تو بہتر ہو گا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن سنان بن مظہر بن عرکی بن فتیان بن سبیع بن بکر بن اشجع بن ریث بن غطفان الاشجعی: ان کی کنیت ابوعبدالرحمان ہے۔ بعض روایات میں ابوزید ابوسنان اور ابومحمد بھی آئی ہے۔ فتح مکہ میں موجود تھے۔ مدینہ آ گئے اور پھر یہیں رہ گئے۔ فاضل اور متقی آدمی تھے۔ انھوں ہی نے بروع بنت واشق کی حدیث بیان کی۔

اسماعیل اور ابراہیم وغیرہ نے باسناد ہما محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے محمود بن غیلان سے انھوں نے زید بن حباب سے اُنھوں نے سفیان سے انھوں نے منصور سے، انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے ابن مسعود سے روایت کی، کہ ایک آدمی نے ان سے دریافت کیا کہ ایک ایسے آدمی سے کتنا مہر وصول کیا جائے گا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر بھی مقرر نہ کیا۔ اور اس سے زنا شوئی تعلقات بھی قائم نہ کیے اور وہ مرگیا۔ ابن مسعود نے فتویٰ دیا کہ اس پر مہر مثل کی ادائیگی فرض ہو گی۔ جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو گی اور اسے میراث میں بھی حصّہ ملے گا۔ اس پر معقل بن سنان اشجعی اٹھے اور کہنے لگے کہ ہمارے قبیلے کی ایک عورت بروع بنت واشق کا معاملہ بالکل ایسا ہی تھا جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا۔ جیسا کہ آپ نے دیا ہے۔ اس سے ابن مسعود خوش ہوئے۔

جناب معقل ان لوگوں میں سے تھے، جنھوں نے یزید بن معاویہ کی خلافت سے انکار کر دیا تھا۔ چنانچہ مسلم بن عقبہ نے انھیں قتل کر دیا تھا۔ جب ایام حرہ میں اہل مدینہ مغلوب ہو گئے تھے۔ مقتولین میں عباس بن ربیعہ بن حارث، ابوبکر بن عبداللہ بن زید بن عاصم وغیرہ شامل تھے اور جناب معقل مہاجرین کے سردار تھے

اَلَا تِلْکُمُ الْاَنْصَارُ تَبْکِی سَرَاتِہَا وَاَشْجَعُ تَبْکِی مَعْقَلَ بْنَ سِنَانٍ

(ترجمہ) اے انصار! کیا تم اپنے سرداروں کو رو رہے ہو، حالانکہ ان میں سب سے بہادر آدمی جس پر ہمیں رونا چاہیئے، معقل بن سنان ہے۔

جناب معقل سے اہل کوفہ میں سے علقمہ، مسروق اور شعبی نے روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ حسن بصری اور

اہل مدینہ کے ایک گروہ نے بھی ان سے روایت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن سنان بن نبیشہ بن سلمہ بن سامان بن نعمان بن صبیح بن مازن ابن خلادہ بن ثعلبہ بن ثور بن ہدمہ بن لاطم بن عثمان بن مزنی؛ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد مزینہ کے ساتھ حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ ٹھہرے رہے۔ آپ نے انھیں زمین کا ٹکڑا الصورت جاگیر عطا کیا تھا۔ ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن مقرن المزنی؛ ہم ان کا سلسلۂ نسب ان کے بھائی سوید کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ لوگ سات بھائی تھے اور سب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ عرب میں اور کسی کو یہ فخر حاصل نہیں ہوا۔ واقدی اور ابن نمیر کا یہی قول ہے، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر نے واقدی اور ابن نمیر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ نیز ابوعمر نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ بنو حارثہ بن ہند اسلمی آٹھ بھائی تھے۔ جو سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے۔ اور سب بیعتِ رضوان میں موجود تھے۔ اس کا ذکر ہند بن حارثہ کے ترجمے میں آیا ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن منذر بن سرح بن خناس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمۃ انصاری سلمی، عقبہ اور بدر میں موجود تھے۔ ابن اسحاق نے انصاری شرکائے بدر کے سلسلے میں بنو عبید بن عدی بن غنم بن کعب اور معقل بن منذر بن سرح کا ذکر کیا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن ابی الہیثم اسدی؛ ایک روایت میں معقل بن ابی معقل اور معقل بن ام معقل بھی آیا ہے لیکن آدمی ایک ہی ہے۔ مدنی ہے۔ ان سے ابوسلمہ ابوزید اور ام معقل نے روایت کی ہے۔

عمرو بن ابی عمرو نے ابوزید سے انھوں نے معقل بن ابی الہیثم اسدی سے جو ان کے حلیف تھے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔ انھوں نے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے بول اور پاخانہ کرتے وقت کعبے کا رُخ کرنے سے منع فرمایا۔ نیز ان سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرے کا ثواب حج جتنا ہے۔ یہ امیر معاویہ کے عہد میں فوت ہوئے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن یسار بن عبداللہ بن معبر بن حراق بن لائی بن کعب بن عبد بن ثور بن ہدمہ بن لاطم بن عثمان بن عمرو بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر المزنی: ان کی کنیت ابو عبداللہ، ابو یسار یا ابو علی تھی، عثمان اور اوس کو جو عمرو کے بیٹے تھے، مزینہ اس لیے کہتے تھے کہ وہ اپنی ماں مزینہ سے منسوب تھے، جو کعب بن دبرہ کی بیٹی تھی معقل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔ اور بیعت رضوان میں موجود تھے اور انھوں نے حضور اکرمؐ سے اس امر پہ بیعت کی تھی کہ ہم میدانِ جنگ سے نہ بھاگیں گے۔ بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے اور بصرہ کی نہر معقل کی طرف منسوب ہے۔ یہ صاحب بصرہ ہی میں امیر معاویہ کے عہد میں فوت ہوئے۔ ایک روایت میں یزید کا عہد مذکور ہے۔ ان سے عمرو بن میمون الاودی، ابو عثمان نہدی اور حسن بصری نے روایت کی اور ان سے کئی احادیث مذکور ہیں۔

عبداللہ بن احمد بن عبدالقاہر خطیب نے ابو عمر جعفر بن احمد القاری سے انھوں نے عبید اللہ بن عمر بن شاہین سے انھوں نے عبداللہ بن ابراہیم بن ہاشمی سے انھوں نے محمد بن عبدوس سے انھوں نے علی بن جعد سے انھوں نے ابو الاشہب سے، انھوں نے حسن سے روایت کی کہ عبید اللہ بن زیاد نے معقل بن یسار کی مرض موت میں عیادت کی۔ انھوں نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ابھی میری زندگی کے کچھ دن باقی ہیں، تو میں تمہیں یہ حدیث نہ سناتا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا، کہ جس شخص کو خدا نے لوگوں پر حکومت دی ہو اور وہ ایسی حالت میں مرے، کہ رعیت اس کے ہاتھوں نالاں ہو۔ اسے جنت کی خوشبو سونگھنا بھی نصیب نہ ہوگی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معلی (رضی اللہ عنہ)

بن لوذان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناہ بن تیم بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن مالک بن جشم بن خزرج انصاری خزرجی۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

انصاری؛ عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے معمر انصاری سے روایت کی، حضور اکرمؐ نے فرمایا، جس شخص نے علم دین ثواب آخرت کے لیے حاصل کیا اور پھر اس نے اس سے کوئی دنیوی فائدہ حاصل کیا۔ اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دی گئی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے اسی طرح اس کی روایت کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابن شاہین سے مراد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر ہے۔ اس بنا پر یہ حدیث مرسل ہوگی۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی: انھوں نے حبشہ کو ہجرت کی تھی۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ مہاجرین حبشہ از بنو سہم بن عمرو بن ہصیص ومعمر بن حارث بن قیس روایت کی۔ ابن اثیر نے ان کے بھائیوں کا ذکر جو بنو تمیم سے تھے مناسب الواب میں کر دیا ہے، ابن کلبی نے معبد بن حارث کو انہی میں شمار کیا ہے۔ ابوموسیٰ اور ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح: یہ حاطب اور حطاب کے بھائی تھے۔ اور ان کی ماں قتیلہ بنت مظعون، اخت عثمان بن مظعون تھی۔ حضور اکرمؐ کے دار ارقم میں آنے سے پیشتر انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ مدینے کو ہجرت کی، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور معاذ بن عفراء کے درمیان مواخات قائم کر دی۔ بدر اور اُحد کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر از بنو جمح ومعمر بن حارث روایت کی۔ یہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں فوت ہوئے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن حبیب بن عبید بن حارث انصاری: غسانی نے واقدی سے روایت کی ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن حزم بن یزید بن لوذان بن عمرو بن عوف بن عبد بن غنم بن مالک بن نجار انصاری خزرجی، نجاری: ابو طوالہ کے دادا اور عمرو بن حزم کے بھائی تھے۔ یہ محمد بن سعد کاتب الواقدی کا قول ہے۔ بیعت رضوان اور بعد کے غزوات میں شریک رہے اور یہ ان دس آدمیوں میں سے ہیں، جنہیں حضرت عمرؓ نے ابوموسیٰ کے ساتھ بصرے روانہ کیا تھا۔ ابوموسیٰ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

ابوخزامہ سعدی کے والد تھے: ایک روایت میں انکا نام یعمر مذکور ہے۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ابوخزاعہ بن معمر السعدی سعد ہذیم قضاعی لکھا ہے۔ نیز بیان کیا ہے، کہ ابوصالح نے لیث سے انھوں نے یونس سے انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے ابوخزاعہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے رسول کریمؐ

سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! ہم بعض اوقات کسی تکلیف کے ازالے کے لیے منتر جنتر سے، کبھی بیماری کے لیے دوا سے اور مرض سے بچاؤ کے لیے پرہیز سے کام لیتے ہیں۔ کیا ان معاملات میں بھی قدرتِ خداوندی کو دخل ہوتا ہے حضورؐ نے فرمایا، یہ اشیاء بھی تقدیر خدا میں شامل ہیں۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر قرشی فہری؛ غزوۂ بدر میں شریک تھے بقول واقدی ۳۰ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی کنیت ابو سعید تھی۔ یہی قول ابو معشر کا ہے انھوں نے نام معمر بن ابو سرح بیان کیا ہے لیکن موسیٰ بن عقبہ، ابنِ اسحاق اور ابنِ کلبی نے عمرو بن ابی سرح لکھا ہے۔ نیز ابن کلبی نے ان کا نسب ہلال بن مالک بن ضبہ لکھا ہے، یعنی اہیب کی جگہ ضبہ لکھ دیا ہے۔ ہم عمر کے ترجمے میں یہ امر بیان کر آئے ہیں۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن نضلہ بن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب القرشی عدوی؛ ابن المدینی نے یوں لکھا ہے۔ معمر بن عبد اللہ بن نافع بن نضلہ؛ یہ وہی شخص ہیں جو معمر بن ابی معمر کہلاتے ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں، حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شامل تھے۔ ان کی ہجرت مدینہ رکی رہی اور یہ حبشہ سے ان لوگوں کے ساتھ واپس ہوئے جو دو کشتیوں میں سوار ہو کر وارد مدینہ ہوئے تھے۔ انھوں نے لمبی عمر پائی، مدنی کہلاتے تھے۔ حجۃ الوداع میں انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال صاف کیے تھے۔ ان سے سعید بن مسیب، اور بشر بن سعید نے روایت کی ہے۔

اسماعیل و ابراہیم بن محمد نے باسناد ہما تا ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے اسحاق بن منصور سے انھوں نے یزید بن ہارون سے انھوں نے ابن اسحاق سے۔ انھوں نے محمد بن ابراہیم سے انھوں نے سعید بن مسیب سے انھوں نے معمر بن عبد اللہ بن نضلہ سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا خطا کار ہے۔ میں نے سعید سے کہا کہ تم ذخیرہ اندوزی کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ معمر بھی ذخیرہ اندوزی کرتا تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قرشی تیمی؛ فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کی صحبت میں رہے۔ ان کے بیٹے عبید اللہ بھی حضورؐ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معمّر** (رضی اللہ عنہ)

بن کلاب الزمانی: یہ وہ صاحب ہیں، جو مسیلمہ کذاب کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور اسے قابلِ اعتراض سرگرمیوں سے منع کرتے تھے۔ غسانی نے ابو عمر پر استدراک کیا ہے۔

(سیدنا) **معمر** (رضی اللہ عنہ)

ابنِ شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ محمد بن جحش سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معمر کے پاس سے گزرے، دیکھا، کہ دونوں رانیں ننگی کیے بیٹھے ہیں۔ فرمایا۔ معمر! اپنی رانیں ڈھانپ لو کہ جسم کا یہ حصہ بھی شرمگاہ میں شامل ہے۔ یہ حدیثِ جرہد کہلاتی ہے۔ اس کو ابو موسیٰ نے بیان کیا ہے۔

(سیدنا) **معمر** (رضی اللہ عنہ)

بن حاجر: یہ صاحب اور ان کے بھائی طریفہ بن حاجر حضرت خالد بن ولید کے ساتھ ارتداد کی مہم میں شریک تھے۔ ہم ان کے بھائی کا ذکر کر آئے ہیں۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معن** (رضی اللہ عنہ)

بن عدی بن جد بن عجلان بن ضبیعہ بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم بن ودم بن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی: یہ بنو عمرو بن عوف کے حلیف اور عاصم بن عدی کے بھائی تھے۔ تمام غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود رہے۔ ابو جعفر نے باسنادہٖ بہ سلسلۂ شرکائے بدر از بنو عمرو بن عوف اور معن بن عدی بن جد بن عجلان بن ضبیعہ جو ان کے حلیف تھے اور اسی اسناد سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر از بنو عبید بن زید بن مالک اور ان کے حلیفوں سے بن عدی بن عجلان بن ضبیعہ سے جو روایت کی ہے۔

یہ صاحب لاولد تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور زید بن خطاب میں رشتۂ مواخات قائم کیا، یہ دونوں صاحب جنگِ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔

مالک بن انس نے ابن شہاب سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب حضور اکرمؐ فوت ہو گئے، تو لوگ روتے تھے اور کہتے تھے، ہم چاہتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہمیں موت آجائے۔ کیونکہ ہمیں ڈر تھا کہ حضور اکرمؐ کے بعد کئی فتنے اُٹھ کھڑے ہوں گے، لیکن معن بن عدی کہتے تھے کہ میں حضور اکرمؐ کی رحلت کے بعد اس لیے زندہ رہنا چاہتا تھا تاکہ میں حضورؐ کے بعد اسی طرح آپؐ کی تصدیق کروں جیسی

آپ کی زندگی میں کی تھی

(سیدنا) معن (رضی اللہ عنہ)

بن فضالہ بن عبید بن نافذ بن صہیبہ بن احرم بن جحمیا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ امیر معاویہ کے عہد میں یمن کے والی تھے۔ یہ ابن الکلبی کا قول ہے

(سیدنا) معن (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن اخنس بن جبیب بن جرہ بن رغب بن مالک بن خفاف بن امروٴالقیس بن بہثہ بن سلیم السلمی؛ معن ان کے والد اور دادا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ان کی کنیت ابویزید تھی۔ یزید بن جبیب کا قول ہے کہ معن اپنے والد اور دادا کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک تھے ابوعمر کہتے تھے کہ ان کی یا ان کے والد اور ان کے دادا کی شرکت کی روایت درست نہیں ہے بلکہ اس سلسلے میں صحیح روایت ابوالجویریہ کی ہے۔ جو ابوالفضل بن ابوالحسن طبری فقیہ نے ابویعلی موصلی سے انھوں نے عبدالاعلی بن حماد اور عبدالرحمان بن سلام سے انھوں نے ابوعوانہ سے انھوں نے ابوالجویریہ سے انھوں نے معن بن زید سے روایت کی، کہ انھوں نے اور ان کے والد اور دادا نے حضور اکرمؐ سے بیعت کی۔ میں نے حضور کی خدمت میں اپنی خستہ حالی کی شکایت کی۔ تو آپ نے میری امداد فرمائی۔ پھر میں نے نکاح کی خواہش کی تو آپ نے میرا نکاح کرا دیا۔ معن فتح دمشق میں موجود تھے وہاں انھیں مکان بھی مل گیا تھا۔ جنگ صفین میں امیر معاویہ کے لشکر میں شریک تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معن (رضی اللہ عنہ)

بن یزید الخفاجی: خفاجہ سے مراد ابن عمرو بن عقیل بن کعب بن عامر بن صعصعہ ہے۔ عقبہ بن نافع انصاری سے مروی ہے کہ وہ ایک جنگی مہم میں عمر صائف کے ساتھ تھے اور معن بن یزید الخفاجی بھی ہمارے ساتھی تھے۔ جب ہم دشمن کے علاقے میں پہنچے تو ہم نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس پر معن بن یزید کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہنے لگے: اے لوگو! ہم بکریاں، کھانے کی چیزیں اور اسی طرح کی اور اشیاء تقسیم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ جو چیز آپ کو پسند ہے، وہ اٹھا لیجئے۔ ہماری طرف سے اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معوذ (رضی اللہ عنہ)

ابن عفراء؛ عفراء ان کی والدہ کا نام ہے۔ ان کا نسب معوذ بن حارث بن رفاعہ ہے۔ معاذ ان کے بھائی تھے جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ معوذ عقبہ اور بدر میں موجود تھے۔ جعفر بن سمین نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلہ شرکائے بدر لکھا ہے کہ بنو خزرج سے ابن حارثہ، عوف، معاذ اور معوذ غزوۂ بدر

میں موجود تھے اور اسی اسناد سے ابن اسحاق سے مروی ہے کہ شرکائے بدر میں عوف معاذ اور معوذ موجود تھے۔ آخر الذکر نے ابوجہل کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد وہ خود بھی اس معرکے میں شہید ہو گئے تھے۔ لاولد تھے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معوذ (رضی اللہ عنہ)

بن الجموح بن یزید بن حرام انصاری سلمی، موسیٰ بن عقبہ، ابومعشر اور واقدی کے مطابق معوذ اپنے بھائی معاذ کے ساتھ غزوۂ بدر میں موجود تھے لیکن ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معیقیب (رضی اللہ عنہ)

بن ابی فاطمہ دوسی؛ یہ سعید بن عاص بن امیہ کے حلیف تھے۔ بقول موسیٰ بن عقبہ یہ سعید بن عاص کے آزاد کردہ غلام تھے۔ قدیم الاسلام تھے اور مکے سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ بعد میں مدینہ چلے گئے۔

عبیداللہ نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ مہاجرین حبشہ از بنو امیہ ان کے حلفا اور معیقیب بن ابی فاطمہ سے روایت کی ہے، کہ یہ صاحب سعید بن عاص کی آل سے تھے اور ان کی اولاد تھی۔ معیقیب حبشہ سے ان لوگوں کے ساتھ آئے تھے جو دو کشتیوں میں سوار ہو کر مدینے پہنچے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں خیبر میں تھے۔ ابن مندہ کے مطابق وہ بدر میں شریک تھے۔ رسولِ اکرمؐ کی مہر ان کے پاس ہوتی تھی۔ حضرت عمر نے انھیں بیت المال کا خازن مقرر کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد یہ جذام میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اور پھر اطبا کے علاج سے تندرست ہو گئے تھے۔

یہ وہی صاحب ہیں، جن کے ہاتھ سے حضرت عثمان کے عہدِ خلافت میں رسولِ کریمؐ کی انگوٹھی کنوئیں میں گر گئی تھی۔ اس سانحہ کے بعد مسلمانوں میں اختلاف رونما ہوا، جو آج تک اسی طرح چلا جا رہا ہے۔ حضرت عثمان پر جو کچھ بیتی، وہ تو اوراقِ تاریخ میں ثبت ہو چکا ہے۔ لوگ حضرت سلیمان کی انگشتری کے گم ہونے پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کا اثر صرف شام تک محدود تھا، لیکن حضور اکرمؐ کی خاتم کے گم ہونے سے مسلمانوں پر جو ادبار آیا ہے۔ وہ آج تک ختم نہیں ہوا۔

معیقیب نے رسولِ کریم سے روایت کی۔ اسماعیل بن علی اور ابراہیم وغیرہ نے باسناد ہم تا ابی عیسیٰ ترمذی حسن بن حریث سے، انھوں نے ولید بن مسلم سے، انھوں نے اوزاعی سے انھوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، انھوں نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے انھوں نے معیقیب سے روایت کی کہ میں نے رسولِ کریمؐ سے نماز میں خصیوں کے چھوٹے

کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا اگر مجبوری ہو تو ایک بار چھو لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ان کے بیٹے محمد سے مروی
ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ جہنّم کی آگ کس پر حرام ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے
رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا متواضع منکسر المزاج، شریف اور خوش اخلاق آدمی پر۔ معیقیب نے
حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔ ایک روایت میں ۴۰ ہجری دورِ خلافت حضرت علیؓ مذکور ہے۔ یہ
صاحبِ اولاد تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معیقیب (رضی اللہ عنہ)

بن معرض یمامی: ابو عبداللہ ان کی کنیت تھی۔
شاصویہ بن عبید نے معرض بن عبداللہ بن معیقیب بن معرض یمامی ابو عبداللہ سے انھوں نے اپنے باپ
سے انھوں نے دادا سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں موجود تھا۔ اتفاقاً ایک مکان میں داخل ہوا، حضور
اکرمؐ وہاں موجود تھے۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ایسا دکھائی دیا جیسے چاند۔ یہ ابن مندہ کا
قول ہے۔

ابو نعیم کہتے ہیں کہ معیقیب بن معرض الیمامی جسے بعض متاخرین یعنی ابن مندہ نے شاصویہ بن عبید کی حدیث
میں ذکر کیا ہے۔ سراسر وہم ہے۔ کیونکہ وہ شخص معرض بن معیقیب ہے، نہ کہ معیقیب بن معرض۔ ابو نعیم نے معرض
بن معیقیب کے ترجمے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس لیے حقیقتِ حال کے جاننے کے لیے اس مقام کا مطالعہ
کیا جائے۔

عبدالوہاب بن ہبتہ اللہ نے ابو غالب بن بناء سے انھوں نے ابو محمد جوہری سے انھوں نے ابوبکر بن مالک
سے انھوں نے محمد بن یونس قرشی سے، انھوں نے شاصویہ بن عبید ابو محمد یمامی سے انھوں نے معرض بن عبداللہ
بن معرض بن معیقیب یمامی سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا معرض بن معیقیب سے روایت
کی، کہ وہ حجتہ الوداع میں شریک تھے۔ ایک دن میں مکّے کے ایک گھر میں داخل ہوا۔ وہاں اتفاقاً حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ مجھے آپؐ کا چہرہ ایسا معلوم ہوا، گویا آپؐ چودھویں کا چاند تھے۔ وہاں میں نے اس
سے بھی عجیب تر ایک چیز مشاہدہ کی۔ بنو یمامہ کا ایک آدمی ایک نوزائیدہ بچّے کو کپڑے میں لپیٹے کمرے میں داخل
ہوا۔ حضورؐ نے اس بچّے کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے بچّے! میں کون ہوں۔ بچّے نے کہا۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔
فرمایا تو نے سچ کہا۔ اللہ تجھے مبارک کرے۔ اس کے بعد اس بچّے سے کسی نے گفتگو نہ سنی۔ تا آنکہ وہ جوان ہو

گیا۔ لوگ اسے بنو یمامہ کا مبارک بچہ کہتے تھے۔ اس سے ابو نعیم کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

بابِ میم و غین

(سیدنا) مغفل (رضی اللہ عنہ)

بن عبد نہم اور ایک روایت میں ابو نہم بن عفیف بن سحیم بن ربیعہ بن عدی اور بردایتے عبد ثعلبہ مزنی آیا ہے ہم ان کا نسب ان کے بیٹے عبد اللہ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں اور مغفل ذو البجادین مزنی کے بھائی ہیں۔ اور مغفل فتح مکہ کے سال ۸ ہجری میں براہِ مکہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ یہ طبری کا بیان ہے ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغلس (رضی اللہ عنہ)

البکری جو رکینہ کے والد تھے۔ زینب بنتِ سعید بن سوید بن یزید العقیلیہ نے رکینہ بنت مغلس سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئی تھیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیث (رضی اللہ عنہ)

مولی ابی احمد بن جحش؛ یہ بریرہ کے خاوند تھے۔ یہ ابن مندہ اور ابو نعیم کا قول ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ وہ بنو مطیع کے مولی تھے۔ عبد الرحمٰن بن قاسم نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، کہ انھوں نے بریرہ کو ایک انصاری سے خریدا۔ بروایتے وہ بنو مغیرہ بن مخزوم کا مولی تھا اور ابو احمد اسدی؛ اسد بن خزیمہ سے تھا۔ اور بنو مطیع، قریش کے عدی قبیلے سے تھے۔ جب حضرت عائشہ نے بریرہ کو خریدا تو مغیث اس کے خاوند تھے جو آزاد تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ غلام تھے۔

یحییٰ بن محمود اصفہانی اور ابو یاسر بن ابی حبہ نے باسناد ہما تا مسلم بن حجاج، محمد بن علاء ہمدانی سے، انھوں نے ابو اسامہ سے، انھوں نے ہشام بن عروہ سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ وہ بریرہ سے ملنے گئیں تو انھوں نے حضرت عائشہ سے گزارش کی کہ میرے اہلِ خانہ مجھے آزاد کرنے پر تیار ہیں۔ بشرطیکہ میں انھیں متواتر نو سال تک، ہر سال ایک اوقیہ کے حساب سے چاندی ادا کرتی رہوں۔ آپ میری امداد

فرمائیں حضرت عائشہ نے فرمایا اگر تمہارے اہل خانہ یک مشت ادائگی پر رضامند ہوگئے۔ تو میں تمہاری امداد کرسکوں گی اور تمہیں آزاد کردوں گی بشرطیکہ تمہاری ولایت مجھے منتقل ہوجائے۔

حضرتِ عائشہ نے زرِ کتابت کا بندوبست کرلیا اور بریرہ کے خاندان سے اس کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن ولایت ہمارے پاس ہی رہے گی۔ جب بریرہ حضرت عائشہ سے ملنے آئیں تو جناب صدیقہ نے حقیقتِ حال کا ذکر کیا تو انھوں نے ناپسند کیا۔ اس کی بھنک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں پڑ گئی آپ نے دریافت فرمایا تو میں نے واقعہ عرض کردیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ بریرہ کو خرید کر آزاد کردو اور ولاء کی شرط بھی مان لو، کیونکہ اصولاً ولاء اس شخص ہی کی ہوتی ہے، جو کسی کو آزاد کرتا ہے۔ حضرت عائشہ نے بریرہ کو خرید کر آزاد کردیا اور شام کو حضور نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور خطبے میں ارشاد فرمایا۔

"ان لوگوں سے، جو ایسی شرائط پیش کرتے ہیں، جو قرآن میں مذکور نہیں ہیں۔ کیا کہوں، کیونکہ ایسی تمام شرائط باطل ہوتی ہیں۔ اسی طرح جو ولاء کو اپنے لیے مخصوص کرنا چاہتا ہے وہ غلط ہے حالانکہ آزاد کرنے والا آدمی اور ہے اصولاً جو آدمی کسی کو آزاد کرتا ہے۔ ولایت کا استحقاق بھی اسے ہی حاصل ہوگا"

مسمان، ابوالفرج، اور حسین نے (باسناد ہم تا محمد بن اسماعیل) محمد بن عبدالوہاب سے، انھوں نے خالد سے انھوں نے عکرمہ سے، انھوں نے ابن عباس سے روایت کی کہ بریرہ کا خاوند مغیث نامی ایک غلام تھا۔ یہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ وہ بریرہ کے پیچھے بھاگا پھرتا۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک ٹپک کر اس کی ڈاڑھی میں اٹک جاتے۔ حضور اکرمؐ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا۔ مقام تعجب ہے کہ مغیث بریرہ سے اتنی محبت کرتا ہے اور بریرہ اس سے نفرت کرتی ہے۔ آپؐ نے بریرہ سے فرمایا۔ کاش تو بھی اس کی محبت کا جواب دیتی۔ اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کیا یہ آپؐ کا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں، سفارش ہے۔ بریرہ نے عرض کیا، مجھے اس آدمی میں کوئی دلچسپی نہیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیث (رضی اللہ عنہ)

بن عبید بن ایاس البلوی: انصار کے حلیف تھے، یوم الرجیع میں بہ مقام مرالظہران شہید ہوئے تھے عبداللہ بن طارق کے اخیافی بھائی تھے۔ واقدی اور ابن اسحاق نے ان کا نام مغیث بن عبیدہ تحریر کیا ہے جو بنو ظفر کے حلیف تھے۔ ان کا ذکر معتب کے ترجمے میں گزر چکا ہے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیث (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو ابو شروان اسلمی: ابن اسحاق نے ان کا نام مغیث تحریر کیا ہے۔ بعض لوگوں نے معتب لکھا ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں اور یہ اختلاف ان کے بارے میں ہے۔ انھوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی۔ آپؐ خیبر کے سامنے پہنچے تو صحابہ میں میں بھی موجود تھا۔ فرمایا: اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَمَا اَظْلَلْنَ۔ اے آسمانوں اور سایہ دار اشیاء کے خدا: اس حدیث کو سعید بن عطار بن ابی مروان نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا ابو مروان سے روایت کیا اور کہا کہ ان کا نام مغیث بن عمرو تھا۔ طبری نے مُعَتّب اور باقی لوگوں نے مُعَتّب لکھا ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیث (رضی اللہ عنہ)

العنوی: انھیں حضور اکرم صلی اللہ کی صحبت نصیب ہوئی اور ان سے ابو ہریرہؓ کے ساتھ اونٹنی کے دودھ دوہنے کے بارے میں ایک حدیث منقول ہے۔ ابو عمر نے مختصراً اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن مندہ اور ابو نعیم مغیث اور بعض لوگوں نے معتب تحریر کیا ہے۔ حضور اکرمؐ نے بعض مہمات کے سلسلے میں انھیں روانہ فرمایا تھا۔

ان کی حدیث کو محمد بن یزید بن براء العنوی نے ان کے والد سے انھوں نے دادا سے انھوں نے حارث بن عبید سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے دادا سے روایت کیا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن اخنس بن شریق الثقفی۔ ہم ان کا نسب ان کے باپ کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ بنو زہرہ کے حلیف تھے اور یوم الدار کو حضرت عثمانؓ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے۔ اس موقعہ پر انھیں زبردست ابتلا پیش آیا اور وہ خوب جی توڑ کر لڑے۔ جب حضرت عثمانؓ کے دروازے کو باغیوں نے آگ لگا دی تو انھوں نے ذیل کے اشعار کہے:

(۱) لَمَّا تَهَدَّمَتِ الْاَبْوَابُ وَاحْتَرَقَتْ ۔۔۔ يَمَّمْتُ مِنْهُنَّ بَاباً غَيْرَ مُحْتَرِقٍ

(ترجمہ): جب دروازے گر پڑے اور جل گئے، تو میں ان میں سے ان جلے دروازے کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

(۲) حَقًّا اَقُوْلُ وَعَبْدَ اللّٰهِ اٰمُرُهٗ ۔۔۔ اِنْ لَّمْ تُقَاتِلْ لَدَىٰ عُثْمَانَ فَانْطَلِقِ

ترجمہ: میں سچ کہتا ہوں عبداللہ کو میں نے حکم دیا۔ کہ اگر تم عثمانؓ کی طرف سے نہیں لڑ سکتے تو چلے جاؤ۔

(۳) وَاللّٰهِ اَتْرُكُهٗ مَا دَامَ بِيْ رَمَقٌ ۔۔۔ حَتّٰى تَزَايَلَ بَيْنَ الرَّاْسِ وَالْعُنُقِ

ترجمہ: بخدا میں اس وقت تک لڑتا رہوں گا، جب تک مجھ میں سانس باقی ہے اور جب تک سر اور گردن ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو جاتے۔

۴۔ هُوَ الْاِمَامُ لَسْتُ الْيَوْمَ خَاذِلَهُ ۔ اِنَّ الْفِرَارَ عَلَيَّ الْيَوْمَ كَالسَّرَقِ

ترجمہ: وہ ہمارا امام ہے اور میں اسے آج رسوا نہیں کروں گا۔ ایسے وقت میں بھاگ جانا میرے نزدیک چوری ہے۔

خلیفہ بن خیاط سے مروی ہے کہ جس شخص نے مغیرہ کو قتل کیا تھا۔ اسے بعد میں جذام کا مرض ہو گیا۔ جس شخص نے جناب مغیرہ کو قتل کیا تھا اس نے وقوعہ سے پہلے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جسے وہ نہیں جانتا تھا کہہ رہا تھا کہ مغیرہ بن اخنس کا قاتل جہنمی ہے۔ یوم الدار کو مغیرہ جنگ کے لیے نکلے۔ چنانچہ انھوں نے تین آدمیوں کو قتل کیا۔ اس آدمی نے جناب مغیرہ پر تلوار کا وار کیا جس سے ان کا پاؤں کٹ گیا۔ قاتل نے دوسرا وار کیا اور وہ شہید ہو گئے۔ اس پر اُس نے مقتول کا نام دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہی مغیرہ بن اخنس ہیں۔ وہ کہنے لگا میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جس کے قاتل کو جہنم کی بشارت دی گئی تھی۔ وہ اسی طرح اس مرض میں مبتلا رہا، تا آنکہ وہ ہلاک ہو گیا۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عبد المطلب قرشی ہاشمی: حضور اکرمؐ کے عمزاد تھے اور ابو سفیان کے جس کا ذکر گزر چکا ہے بھائی تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابو سفیان بن حارث کا نام مغیرہ تھا، لیکن یہ غلط ہے کیونکہ مغیرہ ان کے بھائی تھے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے، لیکن ابن کلبی اور زبیر بن بکار وغیرہ کی رائے کے مطابق ابو سفیان بن حارث کا نام مغیرہ تھا اور وہ شاعر تھے۔ اس سے ابن مندہ اور ابو نعیم کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ مغیرہ خود ابو سفیان کا نام تھا نہ کہ ان کے بھائی کا۔ چنانچہ ابو عمر نے اس خیال سے کہ مغیرہ اور ابو سفیان دو مختلف آدمی ہیں۔ دونوں کا نام مغیرہ لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔ ابو عمر نے اس ترجمے کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن ہشام: حضرمی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور انھوں نے باسنادہ معاویہ بن یحییٰ بن مغیرہ سے، انھوں نے یحییٰ بن مغیرہ سے انھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے اپنے دادا مغیرہ بن حارث بن ہشام سے روایت کی حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ایک مومن کو مہینہ بھر میں ایک آدھ بار تکلیف سے واسطہ پڑنا کافی ہے۔ ابو نعیم اور

ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن سلمان الخزاعی: ابن شاہین نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ انھوں نے باسنادہ حماد بن سلمہ سے انھوں نے حمید سے انھوں نے مغیرہ بن سلمان خزاعی سے روایت کی کہ دو آدمی ایک چیز کا جھگڑا لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا، آپ تم تقسیم پر آمادہ ہو۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن شعبہ بن ابی عامر بن مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن قیس: ان کا تعلق بنو ثقیف سے تھا اور ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ایک روایت میں ابوعیسیٰ بھی آئی ہے۔ ان کی والدہ امامہ بنت افقم بن عمرو تھیں۔ جو بنو نصر میں معادبہ سے تھیں۔ مغیرہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر ایمان لائے تھے اور صلح حدیبیہ میں موجود تھے۔ اس موقعہ پر انھوں نے عروہ بن مسعود سے مذاکرے میں حصّہ لیا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ابوعیسیٰ کی کنیت عطا کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے انھیں ابوعبداللہ کہنا شروع کر دیا تھا۔

جناب مغیرہ اپنی عقل رسا کی وجہ سے مشہور تھے۔ شعبی کہتے ہیں، عرب کے دالغور چار تھے (۱) معاویہ بن ابوسفیان (۲) عمرو بن عاص (۳) مغیرہ بن شعبہ (۴) زیاد: اول الذکر وسیع الظرفی اور حلم کی وجہ سے، عمرو بن عاص حل مشکلات کی بنا پر، مغیرہ بن شعبہ عقلِ رسا اور جودتِ فکر کے سبب اور زیاد چھوٹے موٹے کاموں کی عقدہ کشائی کے سلسلے میں مشہور تھے۔ اسی طرح قیس بن سعد بن عبادہ کا شمار عرب کے مشہور داناؤں میں ہوتا تھا۔ نیز کرم وفضل میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

کہتے ہیں کہ بعد از اسلام مغیرہ بن شعبہ نے وقتاً فوقتاً تین سو عورتوں سے نکاح کیا ایک روایت میں ہزار کا ذکر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں بصرے کا والی مقرر کر دیا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد ان پر زنا کی تہمت لگائی گئی۔ چنانچہ وہ معزول کر دیئے گئے۔ بعد میں انھیں کوفے کا والی مقرر کیا گیا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت تک وہ اس منصب پر فائز رہے۔ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے، تو انھوں نے مغیرہ کو اس منصب پر رہنے دیا مگر کچھ عرصے کے بعد معزول کر دیئے گئے۔

جناب مغیرہ جنگِ یمامہ اور شام کے معرکوں میں شریک رہے۔ یرموک کے معرکے میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ جنگ قادسیہ اور نہاوند میں بھی شامل تھے، اور نعمان بن مقرن کی فوج کے میسرہ کے کمانڈر تھے۔ اسی طرح ہمدان وغیرہ کی جنگوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ حضرتِ عثمان کی شہادت کے بعد جھگڑے سے علیحدہ ہو گئے تھے، لیکن مجلسِ محاکمہ میں موجود رہے۔

جب امام حسنؑ نے کاروبارِ خلافت امیر معاویہ کے حوالے کر دیا، اور امیر نے کوفے کی ولایت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو دے دی۔ تو جنابِ مغیرہ نے امیر سے کہا، تم نے عمرو بن عاص کو مصر اور مغرب کا علاقہ دے دیا ہے اور کوفے کی ولایت اس کے بیٹے کے حوالے کر دی ہے۔ اس طرح تم نے خود کو شیر کے دو جبڑوں میں دے لیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ کو معزول کر کے مغیرہ کو مقرر کر دیا۔ یہ اپنی وفات تک جو ۵۰ ہجری میں واقع ہوئی۔ اسی منصب پر رہے۔

مندرجہ ذیل صحابہ نے ان سے روایت کی: ابو امامہ باہلی۔ مسور بن مخرمہ اور قرۃ المزنی۔ تابعین میں ان کی اولاد میں سے عروہ، حمزہ اور غفار نے اسی طرح ان کے آزاد کردہ غلام وراد، مسروق، قیس بن ابی حازم اور ابو وائل وغیرہ نے۔

مغیرہ اسلام میں پہلے آدمی ہیں جنھوں نے بصرے میں عدالت قائم کی۔ اور اس لحاظ سے بھی پہلے آدمی ہیں۔ جنھوں نے برقا حاجب کو کچھ رقم دی تھی۔ تاکہ وہ انہیں دارِ عمر میں داخل ہونے کا موقع دے (روایت مخدوش ہے، کیونکہ حضرت عمر کو حاجب کی کیا ضرورت تھی)

ابراہیم بن محمد فقیہ وغیرہ نے باسناد ہم تا محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے ابو الولید الدمشقی سے انھوں نے ولید بن مسلم سے، انھوں نے ثور بن یزید سے انھوں نے رجاء بن حیوۃ سے انھوں نے مغیرہ کے کاتب وراد سے انھوں نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی کہ رسولِ کریمؐ نے موزے کے اوپر اور نیچے دونوں طرف مسح کیا۔

ان کی وفات کے بعد مصقلہ بن ہبیرہ الشیبانی نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر ذیل کے دو اشعار پڑھے۔

(۱) اِنَّ تَحْتَ الْاَحْجَارِ حَزْماً وَجُوْداً وَخَصِيماً اَلَدَّ ذَا مِعْلَاقٍ

(ترجمہ) ان پتھروں کے نیچے ایک با حزم وجود ہے اور ایک ایسا لجوج دشمن ہے جس کی دشمنی کی کوئی حد نہیں۔

(۲) حَيَّةٌ فِي الْوِجَارِ اَرْبَدَ لَا يَنْفَعُ مِنْهُ السَّلِيمَ نَفْثُ الرَّاقِي

(ترجمہ) وہ ایک سانپ ہے جو بل میں بیٹھ گیا ہے اور جس کو وہ کاٹ لے۔ اسے کسی منتر پڑھنے والے کی پھونک کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

پھر مصقلہ کہنے لگے۔ بخدا میں جس سے عداوت کروں، اس سے سخت عداوت کرتا ہوں اور جس سے محبت کروں، اس سے سخت محبت کرتا ہوں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی۔ مکے میں قبل از ہجرت پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے صرف چھ برس نصیب ہوئے۔ ان کی کنیت ابو یحیٰی تھی اور ام یحیٰی کا نام امامہ بنت ابوالعاص تھا اور جناب امامہ حضرت زینبؓ بنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔ امامہ سے حضرت علیؓ نے بعد از وفات فاطمہ رضی اللہ عنہا شادی کی تھی۔ جب حضرت علی ملجم کے ہاتھوں زخمی ہوئے تو وصیت کی کہ ان کے بعد مغیرہ بن نوفل امامہ سے نکاح کر لیں۔ بروایتے ان کی کنیت ابوحلیمہ تھی۔ یہ وہی شخص ہیں، جنہوں نے ابن ملجم پر کھیس ڈالا تھا جب اس نے حضرت علی کو زخمی کر دیا تھا۔ جب لوگوں نے ابن ملجم کو پکڑنے کی کوشش کی، تو وہ ان پر تلوار سے حملہ آور ہوا، لوگ آگے سے ہٹ گئے۔ اب مغیرہ سے آمنا سامنا تھا۔ انھوں نے کھیس اس پر ڈال کر اسے زمین پر گرالیا۔ چونکہ وہ کافی طاقت ور تھے۔ اس لیے ملجم کو جکڑ لیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ابن ملجم کو قتل کر دیا گیا۔

جناب مغیرہ حضرت علی کے ساتھ صفین کی جنگ میں موجود تھے۔ خلافت عثمان کے دوران میں قاضی رہے تھے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ عبدالملک بن نوفل نے اپنے والد سے انھوں نے دادا سے انھوں نے مغیرہ بن نوفل سے روایت کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے انصاف کی تعریف نہ کی، اور بے انصافی کی مذمت نہ کی۔ اسے اللہ سے لڑائی کے لیے تیار ہو جانا چاہیئے۔ ایک روایت کے مطابق یہ حدیث مرسل ہے۔ انھوں نے ابی بن کعب اور کعب احبار سے احادیث روایت کی ہیں۔ ابوعمر اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ کا قول ہے کہ ابن شاہین نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن ہشام، ان کی کنیت ابوذئب تھی ان کا نسب ابن شعبہ بن عبداللہ بن قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسیل بن عامر بن لوی بن غالب جد محمد بن عبدالرحمان بن مغیرہ المعروف با بن ابی ذئب ہے۔ مدینے کے فقیہ تھے۔ فتح مکہ کے سال پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ان سے ابن ابی ذئب نے روایت کی ہے۔

ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا سلسلۂ نسب اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح ہم لکھ آئے ہیں بعض لوگوں نے ان کا نسب عبداللہ بن ابی قیس لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب میم، فا و قاف

(سیدنا) مفروق (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الاصم بن قیس بن مسعود بن عامر بن عمرو بن ابی ربیعہ بن ذہل بن شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل شیبانی؛ ان کا نام نعمان تھا، لیکن عرف مفروق تھا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔

ابان بن ثعلب نے عکرمہ سے، انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے علی بن ابی طالب سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دورہ بنو شیبان کے دوران میں قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ الخ پڑھی۔ اس محفل میں مثنی بن حارثہ، مفروق بن عمرو ہانی بن قبیصہ اور نعمان بن شریک موجود تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی۔ انھوں نے گزارش کی۔ یارسول اللہ! ان لوگوں کے علاوہ، جو اپنی قوم میں معزز شمار ہوتے ہیں اور کسی سے امداد کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ اس موقعہ پر مفروق بن عمرو نے جو اپنی قوم میں زبان اور جمال میں ممتاز تھا کہنے لگا۔ بخدا! جو کچھ آپ نے پڑھ کر سنایا ہے، وہ اہل زمین کا کلام نہیں معلوم ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا، تو ہمیں اس کا علم ہوتا۔ اس کے بعد مثنی نے کہا۔ کوئی اور بات جو آپ کہنا چاہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ الخ آیت پڑھی۔ مفروق کہنے لگے اے قریشی

بھائی! آپؐ نے مکارمِ اخلاق اور بہترین اعمال کی دعوت دی ہے اور جن لوگوں نے آپؐ کی تکذیب کی ہے انھوں نے جھک ماری ہے اور سخت غلطی کی ہے۔ مثنی کہنے لگا۔ میں نے آپ کی گفتگو سنی اور جو کچھ آپ نے کہا۔ وہ بہت عمدہ ہے، جسے سن کر مجھے تعجب بھی ہوا، لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم نے کسریٰ سے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ نہ تو ہم کوئی نئی بات پیدا کریں گے اور نہ کسی نئی بات پیدا کرنے والے کو اپنے ہاں پناہ دیں گے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ جس امر کی دعوت دے رہے ہیں، یہ بادشاہوں کو پسند نہیں آئے گی۔ اگر آپؐ چاہتے ہیں کہ ہم آپؐ کی مہم میں آپؐ کی امداد کریں تو بلاشبہ عرب کے قرب وجوار میں ہم آپؐ کا ہاتھ بٹانے کو تیار ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، تم لوگوں نے سچ کہہ کر بہت اچھا کیا۔ کوئی شخص بھی دین کی اس وقت تک کوئی امداد نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ چاروں طرف سے اس کی اعانت کی ذمہ داری قبول نہ کرے۔ اس کے بعد حضور اکرمؐ حضرت ابوبکر کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم کہتے ہیں مجھے مفروق کے اسلام کا کوئی علم نہیں۔

(سیدنا) مقترب (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام اسود تھا۔ رسولِ اکرمؐ نے بدل کر مقترب رکھ دیا تھا۔ ہم اسود کے ترجمے میں ان کا ذکر کر آئے ہیں۔

(سیدنا) مقداد (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن دہیر بن لوئی بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن ابی اہون بن قاس بن دریم بن قین بن اہون بن بہراء بن عمرو بن حاف بن قضاعہ بہرادی: مقداد بن اسود کے نام سے مشہور تھے اور یہ اسود وہی ہیں۔ جن کی طرف اسود بن عبدیغوث زہری منسوب تھے۔ اس انتساب کی وجہ یہ تھی کہ مقداد نے اسود کو اپنا حلیف بنایا، جس پر انھوں نے مقداد کو اپنا متبنیٰ بنا لیا۔ انھیں مقداد کندی بھی کہتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے قبیلۂ بہراء کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور وہ بھاگ کر قبیلۂ کندہ میں چلے گئے چنانچہ وہ مقداد کندی کہلائے۔ کچھ دنوں کے بعد انھوں نے قبیلۂ کندہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ اور بھاگ کر مکے چلے گئے۔ وہاں انھوں نے اسود بن عبدیغوث کو اپنا حلیف بنا لیا۔ احمد بن صالح المصری کہتے ہیں۔ کہ وہ حضرمی تھے اور ان کے والد نے کندہ کو حلیف بنا لیا تھا۔ اور مقداد نے اسود بن عبدیغوث کو حلیف بنایا اور ان سے منسوب ہوئے لیکن

صحیح بات یہ ہے کہ وہ (مقداد) بہرادی تھے، اور ان کی کنیت ابومعبد تھی۔ ایک روایت کے مطابق ان کی کنیت ابوالاسود تھی۔

جناب مقداد سابقون اولوں میں قدیم الاسلام تھے۔ انھوں نے حبشہ کو ہجرت کی۔ کچھ عرصے کے بعد وہاں سے واپس آ گئے۔ جب مدینے کو ہجرت شروع ہوئی، تو مقداد ہجرت نہ کر سکے۔ کچھ عرصے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے چلے گئے۔ بعد میں آپؐ نے عبیدہ بن حارث کو ایک دستہ فوج کے ساتھ کسی مہم پر روانہ کیا۔ اس دوران میں ان کی ملاقات مشرکین کے ایک گروہ سے ہو گئی، جس میں ابوجہل اور عکرمہ بھی موجود تھے۔ مقداد اور عتبہ بن عزوان بھی اس جماعت کے ساتھ تھے تاکہ جہاں بھی اسلامی دستۂ فوج سے ملاقات ہو گئی۔ یہ ان سے مل جائیں گے۔ چنانچہ دونوں گروہ آمنے سامنے آ گئے۔ مقداد اور عتبہ اسلامی دستے سے مل گئے اور دونوں دستوں میں کوئی جھگڑا نہ ہوا۔

ابوجعفر بن سمین نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ مہاجرین حبشہ از بنو زہرہ و بہراء، مقداد بن عمرو کا ذکر کیا ہے اور ان کا نسب بہ طریق ذیل تھا۔ مقداد بن اسود بن عبدیغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبدیغوث سے سلسلۂ حلف قائم کرنے کے بعد ان کو متبنٰی بنا لیا گیا تھا۔ مقداد غزوۂ بدر میں شریک تھے۔ اور یہاں انھوں نے نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔

اور اسی اسناد سے ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کو روانہ ہوئے، تو اطلاع موصول ہوئی کہ قریش اپنے قافلے کو بچانے کے لیے مکے سے روانہ ہو لیے ہیں، اس لیے آپؐ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ پہلے حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی، پھر حضرت عمرؓ نے اور دونوں نے اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کے بعد مقداد بن عمرو اٹھے اور کہنے لگے، یارسول اللہ! خدا کی طرف سے جو حکم آپؐ کو ملا ہے بلا تامل اس پر عمل فرمائیے۔ بخدا ہماری طرف سے ویسا جواب نہیں دیا جائے گا، جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم نے دیا تھا۔ جب انھیں عمالقہ کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا تھا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اگر آپؐ ہمیں برک الغماد کو لے چلیں گے، تو ہم آپؐ کا ساتھ دیں گے اور آپ کی حفاظت کریں گے، تاآنکہ آپؐ فائز المرام ہو جائیں۔ حضورؐ نے سنا تو ان کی تحسین فرمائی اور دعائے خیر کی۔

کہا جاتا ہے کہ غزوۂ بدر میں سوائے مقداد بن اسود کے اور کسی کے پاس گھوڑا نہیں تھا۔ واللہ اعلم۔ اور

مقداد وہ پہلے آدمی ہیں۔ جنھوں نے مکّے ہی میں اپنا اسلام ظاہر کر دیا تھا اور مشرکین سے بالکل مرعوب نہیں ہوئے تھے۔ کہتے ہیں، کُل ایسے سات آدمی تھے، جو حضور اکرمؐ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے یہ کئی خوبیوں کے مالک تھے۔

کئی راویوں نے ابوعیسیٰ ترمذی سے، انھوں نے اسماعیل بن موسیٰ فزاری سے، انھوں نے شریک بن ابی ربیعہ سے انھوں نے ابی بریدہ سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم دیا کہ میں چار آدمیوں سے محبّت کروں، کیونکہ خدا بھی ان سے محبّت کرتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے نام لیجئے۔ فرمایا۔ علی، ابوذر، مقداد اور سلمان فارسی۔

حضرت علیؓ نے حضور اکرمؐ سے روایت کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہر نبی کے سات نجیب وزیر اور رفیق ہوتے ہیں۔ مجھے چودہ ایسے نجیب رفیق دیے گئے ہیں: حمزہ، جعفر، ابوبکر، عمر، علی، حسن، حسین، ابن مسعود، سلمان، عمار، حذیفہ، ابوذر، مقداد اور بلال۔ اور مقداد فتح مصر میں شامل تھے۔ انھوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی۔ اور ان سے صحابہ میں سے علی، ابن عباس، مستورد بن شداد، طارق بن شہاب وغیرہ نے تابعین میں سے: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، میمون بن ابی شبیب، عبید اللہ بن عدی بن خیار اور جبیر بن نفیر وغیرہ نے روایت کی۔

ابراہیم بن محمد فقیہ وغیرہ نے باسناد ہم تا محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے سوید بن نصر سے۔ انھوں نے ابن مبارک سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے، انھوں نے سلیم بن عامر سے انھوں نے مقداد سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو سورج کو بندوں کے اتنا قریب لایا جائے گا کہ وہ ایک یا دو میل کے فاصلے پر آ کر رُک جائے گا سلیم کہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ میل کے لفظ سے حضورؐ کا کیا مقصد تھا۔ میل سے حضورؐ کی غرض میل دو میل کا فاصلہ تھی یا میل سے مراد آنکھ میں سُرمہ ڈالنے کی سلائی تھی۔ سورج کی گرمی انھیں پگھلا دے گی اور وہ اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں غرق ہوں گے۔ کوئی ٹخنوں تک، کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک، کوئی سینے تک، کوئی گردن تک اور کوئی مُنہ تک لبطور لگام گے۔ میں نے دیکھا کہ رسولِ کریم نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ہاتھ کو مُنہ میں لگام کی طرح ڈالا۔

عبداللہ بن احمد بن محمد بن عبدالقاہر خطیب نے ابو محمد جعفر بن احمد السراج سے انھوں نے علی بن حسن

تنوخی سے انھوں نے ابوعمر بن حیویہ خزاز سے انھوں نے ابوالحسین العباس بن مغیرہ سے انھوں نے ابونصر محمد بن موسیٰ طوسی سے، انھوں نے محمد بن سعید سے انھوں نے واقدی سے، انھوں نے موسیٰ بن یعقوب سے، انھوں نے اپنی چچی سے انھوں نے اپنی ماں سے روایت کی کہ جناب مقداد کا پیٹ پھٹ گیا تھا اور چربی باہر نکل آئی۔ ان کی وفات مدینہ میں حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں ۷۰ برس کی عمر میں ہوئی تھی۔ جرف میں ان کی زمین تھی جہاں سے انھیں اٹھا کر مدینے لایا گیا تھا اور زبیر بن عوام کو اپنے بعد وصی بنایا تھا۔ منصور نے ابراہیم سے انھوں نے ہمام بن حارث سے روایت کی کہ مقداد لحیم شحیم آدمی تھے، تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مقدام (رضی اللہ عنہ)

بن معدی کرب بن عمرو بن یزید بن معدی کرب بن سیار بن عبداللہ بن وہب بن ربیعہ بن حارث بن معاویہ بن ثور بن عفیر الکندی ابوکریمہ ایک روایت میں ابویحییٰ ہے۔ ابوعمر نے ان کا نسب بہ طریق مذکور بیان کیا۔ ابن کلبی نے باندازِ ذیل لکھا ہے۔ مقدام بن معدی کرب بن عمرو بن یزید بن معدی کرب بن سیار بن عبداللہ بن وہب بن حارث اکبر بن معاویہ کندی۔ جو وفد کندہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ اس میں شامل تھے۔ ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے اور وہیں فوت ہوئے تھے۔ ان کی وفات ۸۷ ہجری میں ہوئی جب ان کی عمر ۹۱ برس تھی۔

ان سے سلیم بن عامر الخبائری، خالد بن معدان، شعبی اور ابوعامر ہوزنی وغیرہ نے روایت کی۔

ابومحمد بن ابی القاسم دمشقی نے اجازۃً ام المجتبیٰ علویہ سے اذناً انھوں نے ابراہیم بن منصور سے انھوں نے ابوبکر بن مقری سے انھوں نے ابویعلی موصلی سے انھوں نے داؤد بن رشید سے انھوں نے اسماعیل بن عیاش سے اور بقول ابومحمد انہوں نے عبدالرحمٰن بن حسن بن ابراہیم سے انھوں نے ابوالفرج بن بشیر بن احمد سے، انھوں نے ابوالحسن محمد بن حسین بن محمد بن حسین سے انھوں نے محمد بن احمد بن عبداللہ ہلی قاضی سے انھوں نے ابوعمران موسیٰ بن ہارون سے انھوں نے حکم بن موسیٰ اور یحییٰ بن عبدالحمید حمانی سے انھوں نے اسماعیل بن عیاش سے انھوں نے یحییٰ بن سعید سے انھوں نے خالد بن معدان سے، انھوں نے مقدام بن معدی کرب سے انھوں نے رسولِ کریم سے سُنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باری تعالیٰ کے پاس شہید کے لیے کچھ خصوصی انعامات ہیں۔ پہلا انعام تو مغفرت ہے۔ جو اسے اس کے خون کے بدلے میں دیا جائے گا۔

پھر اسے جنت میں رہنے کی جگہ عطا ہو گی ۔ اس کے بعد اسے ایمان کے زیور سے سجایا جائے گا ۔ حور عین سے ان کا نکاح ہو گا ۔ عذاب قبر سے چھٹکارا پائے گا اور قیامت کے خوف سے بچ جائے گا اور اس کے سر پہ یاقوت کا پُر وقار تاج رکھا جائے گا ، جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا ۔ حوران بہشتی سے بہتر بیویاں اسے عطا کی جائیں گی اور اس کی شفاعت پہ اس کے خاندان سے ستر آدمی بخش دیے جائیں گے ۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے ۔

(سیدنا) مقسم (رضی اللہ عنہ)

بریرہ کے خاوند تھے ۔ جعفر المستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور انھوں نے محمد بن عجلان سے انھوں نے یحییٰ بن عروہ بن زبیر سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ بریرہ کی وجہ سے ہمیں تین سنتوں کا علم ہوا ۔

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (بریرہ) کے بارے میں فرمایا تھا ۔ کہ ولاء اس کی ہو گی جو کسی کو آزاد کرے گا ۔ بریرہ کا خاوند غلام تھا ، جن کا نام مقسم تھا ۔ جب وہ آزاد کر دی گئیں تو حضرت عائشہ نے ان (بریرہ) سے کہا

(۲) "کیا تجھے علم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے بارے میں فرمایا تھا کہ آزادی کے بعد تو اس وقت تک اپنے نفس (اختیار) کی مالک ہو گی ۔ جب تک تو کسی سے بیاہی نہ جائے ۔ میری خواہش یہی ہے ، کہ تو اب اس قصّے کو جانے ہی دے ۔" بریرہ نے جواب دیا ۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ۔

(۳) حضور نے فرمایا ، صدقہ وہی بہتر ہوتا ہے جو مناسب جگہ پر صرف کیا جائے ۔ اس حدیث میں بریرہ کے خاوند کا نام مقسم بیان ہوا ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ ان کا نام مغیث تھا ۔ واللہ اعلم ۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے ۔

(سیدنا) مقعد (رضی اللہ عنہ)

ابو جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے ۔ انھوں نے باسنادہ یزید بن نمران سے روایت کی کہ انھوں نے تبوک میں ایک آدمی کو جس کا نام مقعد تھا ، دیکھا ، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا جب آپ نماز پڑھ رہے تھے ۔ آپ نے فرمایا ، اے خدا ، تو اس کا نشان مٹا دے ۔[1] راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد مجھے انھیں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا ۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے ۔

(سیدنا) مقوقس (رضی اللہ عنہ)

حاکم سکندریہ : اس نے حضور کی خدمت میں کچھ ہدیے بھیجے تھے ۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے ۔ لیکن یہ صحابی نہیں ، کیونکہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور عمر بھر عیسائی رہا ۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ

[1] یہ بد دعا حضورؐ کی شان کے خلاف ہے ۔ اس لیے حدیث مخدوش ہے ۔ (مترجم)

خلافت میں مسلمانوں نے مصر اسی سے فتح کیا تھا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم ایسے لوگوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں لیکن اس کے ذکر کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ ابن ماکولا کے مطابق مقوقس کا نام جریج تھا۔

باب میم و کاف

(سیدنا) مکحول (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جعفر نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ انھوں نے باسنادہ سلمہ سے انھوں نے محمد بن اسحاق سے انھوں نے ابی وجرہ یزید بن عبید السعدی سے روایت کی کہ جب شیماء کو حضور اکرم کی خدمت میں لایا گیا، جو حارث بن عبد العزیٰ کی بیٹی تھیں اور بنو سعد بن بکر کے قبیلے سے تھیں، شیماء نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ راوی نے ساری حدیث بیان کی۔ راوی لکھتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رضاعی بہن سے فرمایا، اگر تو میرے پاس ٹھہرنا چاہے، تو تیری تکریم اور احترام میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے گی اور اگر تیری مرضی اپنے عزیزوں میں واپس جانے کی ہو، تو میں تجھے بھلائی کر کے واپس بھیج دوں گا۔ شیماء نے دوسری صورت کو ترجیح دی۔ چنانچہ آپ نے کچھ تحائف دے کر شیماء کو واپس بھیج دیا۔

بنو سعد سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہن کو ایک غلام جس کا نام مکحول تھا اور ایک لونڈی بھی خدمت گزاری کے لیے دی تھی۔ اہل قبیلہ نے دونوں کو بیاہ دیا تھا۔ ان کو خدا نے اولاد دی۔ جو اس قبیلے میں منضم ہو گئے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مکرم (رضی اللہ عنہ)

الغفاری: نضلہ بن عمرو الغفاری سے مروی ہے کہ بنو غفار کا ایک آدمی حضور اکرم کے پاس آیا۔ آپ نے نام دریافت کیا تو کہنے لگا، مہران، ایک روایت میں نبہان آیا ہے۔ آپ نے بدل کر مکرم کر دیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مکلبہ (رضی اللہ عنہ)

بن ملکان: جعفر وغیرہ نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ مظفر بن عاصم بن اعز العجلی نے ۲۱۱ ہجری میں مکلبہ

بن ملکان سے خوارزم یہ روایت سُنی کہ وہ حضور اکرمؐ کے ساتھ چوبیس غزوات اور سرایا میں شریک رہے، ہم آپؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک بوڑھا آدمی جس کی بھنویں، آنکھوں پر لٹک آئی تھیں دربارِ رسالت میں وارد ہوا اسلام کہا۔ حضورؐ نے جوابِ سلام کے بعد فرمایا۔ کیا میں تجھے بڑھاپے کے فضائل میں کچھ بتاؤں۔ اس کے بعد آپؐ نے اس موضوع پر ایک لمبی تقریر ارشاد فرمائی۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے، لیکن اگر اسے نہ بیان کرتا، تو بہتر تھا۔

(سیدنا) مکنف (رضی اللہ عنہ)

الحارثی؛ حسن بن سفیان نے الوحدان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ کو کتابتہً ابوعلی نے انھیں ابونعیم نے، انھیں حبیب بن حسن نے انھیں محمد بن یحییٰ نے، انھیں احمد بن یحییٰ بن محمد نے۔ انھیں ابراہیم بن سعد نے انھیں محمد بن اسحاق نے انھیں محمد بن مسلمہ اور عبداللہ بن ابی بکر نے انھیں مکنف الحارثی نے بتایا کہ حضور اکرمؐ نے خیبر کے موقعہ پر محیصہ بن مسعود کو ۴۰ وسق کھجور اور ۳۰ وسق جو عنایت فرمائے تھے ابونعیم، ابوعمر اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مکنف (رضی اللہ عنہ)

بن زید الخیل طائی؛ ہم ان کا نسب ان کے باپ کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں اور یہ زید الخیل کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اور انہی کے نام پر ان کی کنیت تھی (ابومکنف) مکنف اور ان کے بڑے بھائی، حضرت خالد کی کمان میں مرتدین کے خلاف جنگ میں شریک رہے۔ ابوعمر نے زید الخیل کے ترجمے میں اس کا ذکر کیا ہے اور حماد الراویہ ان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ قتیبی نے معارف میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مکیتل (رضی اللہ عنہ)

لیثی؛ ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے انھوں نے محمد بن اسحاق سے، انھوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت کی، انھوں نے زیاد بن ضمیرہ بن سعد سلمی سے؛ انہوں نے عروہ بن زبیر سے سُنا کہ انکے والد اور دادا دونوں حنین میں موجود تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی اور پھر ایک درخت کے سایے تلے آرام کے لیے تشریف لے گئے۔ اتنے میں اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن حضور اکرمؐ کے سامنے اُٹھ کھڑے ہوئے، اور عامر بن اضبط اشجعی کے خون بہا کے بارے میں جھگڑنے لگ گئے، جسے محلم بن جثامہ نے قتل کیا تھا۔ عیینہ اس کا خون بہا اس بنا پر مانگتے تھے۔ کہ ان کا تعلق قیس سے تھا اور اقرع بن حابس محلم کا اس بنا پر

دفاع کرتے تھے کردہ خندف سے تھا۔ اس دوران میں بنولیث کا ایک آدمی جن کا نام مکیتل تھا۔ جو چھوٹے سے قد کے اور گٹھے جسم کے تھے، اٹھے اور کہنے لگے، یارسول اللہ، ابتدائے اسلام میں مجھے ان لوگوں کی حالت ایسی لگتی ہے جس طرح بکریوں کا ریوڑ پانی پینے آتا ہے، تو اگلا حصّہ تیروں کی زد میں آجاتا اور پچھلا حصّہ بھاگ جاتا ہے۔ یعنی حال کو سنوار لیتے ہیں، اور مستقبل کو بگاڑ لیتے ہیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے

(سیدنا) مکیث (رضی اللہ عنہ)

ابوبکر بن ابو علی نے انھیں باب میم میں بیان کیا ہے۔
احمد بن فرات نے عبدالرزاق سے، انھوں نے معمر سے، انھوں نے عثمان بن زفر سے، انھوں نے رافع بن مکیث سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ انھوں نے بیان کیا۔ کہ حضور اکرم نے فرمایا کہ نیکی سے عمر بڑھتی ہے۔ دبیری نے اسے عبدالرزاق سے، اس نے معمر سے اُس نے بنو رافع کے کسی آدمی سے اس نے رافع سے روایت کی اور یہ اسناد صحیح ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم و لام

(سیدنا) ملحان (رضی اللہ عنہ)

بن زیاد بن عطیف، ایک روایت میں یوں آیا ہے ملحان بن عطیف بن حارثہ بن سعد بن خزرج بن امرؤالقیس بن عدی بن اخرم طائی۔ عدی بن حاتم کے بھائی تھے اسلام لائے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت ابوبکر صدیق کی گفتگو سنی۔ مہمات شام اور فتح دمشق میں موجود تھے۔ ابوعبیدہ بن جراح نے انھیں خالد بن ولید کے ساتھ حمص روانہ کیا تھا، یہ بلاذری کا بیان ہے۔ معرکہ صفین میں یہ امیر معاویہ کے لشکر میں تھے اور عدی بن حاتم حضرت علی کے لشکر میں۔

(سیدنا) ملحان (رضی اللہ عنہ)

بن شبل البکری، ایک روایت میں قیسی آیا ہے۔ یہ عبدالملک کے والد تھے، ایک روایت میں قتادہ بن ملحان مذکور ہے اور ان سے صرف ایک حدیث مذکور ہے۔
ابواحمد بن سکینہ نے باسنادہ ابوداؤد سے، اُنھوں نے محمد بن کثیر سے، انھوں نے ہمام سے انھوں

نے انس بن سیرین سے انھوں نے ابن ملحان قیسی سے، انھوں نے اپنے والد سے سُنا، کہ رسول کریمؐ ایام بیض کے روزے کی تاکید فرمایا کرتے اور کہتے کہ بارہویں، تیرہویں اور چودہویں تاریخوں کے روزے، عمر بھر کے روزوں کا حکم رکھتے ہیں، شعبہ اور انس بن سیرین کے ناموں میں اختلاف ہے، ابو الولید طیاسی، مسلم بن ابراہیم اور سلیمان بن حرب نے شعبہ سے انھوں نے عبدالملک بن ملحان سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی، مگر ابوالولید کی روایت میں عبدالرحمٰن بن ملحان مذکور ہے، جو غلط ہے۔ یزید بن ہارون کی روایت میں یوں آیا ہے، شعبہ نے انس سے انھوں نے عبدالملک بن منہال سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ بقولِ ابن معین یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ صحیح عبدالملک بن ملحان ہے۔ ہشام کی روایت میں یوں ہے۔ ہمام نے انس سے انھوں نے عبدالملک بن قتادہ قیسی سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے رسولِ اکرم سے شعبہ کی حدیث کی طرح روایت بیان کی۔ یہ بھی غلط ہے، لیکن صحیح روایت شعبہ کی ہے۔ کیونکہ ان دونوں روایتوں میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جو شعبہ والی روایت کا مقابلہ کر سکے۔ ابوموسیٰ اور ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ملفع (رضی اللہ عنہ)

بن حصین التیمی السعدی؛ ایک روایت میں ان کا نام منفع بن حصین بن یزید بن سبیل ہے۔ ان سے صرف ایک حدیث مروی ہے، لیکن اس کا اسناد قوی نہیں۔ قادسیہ میں موجود تھے۔ پھر بصرے آگئے اور وہاں رہائش اختیار کر لی۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ملکو (رضی اللہ عنہ)

بن عبدہ، جعفر نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ انھیں رسولِ اکرمؐ نے خیبر میں ۳۰ وسق غلہ عنایت کیا تھا، یہ ابن اسحٰق کا قول ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ملیل (رضی اللہ عنہ)

بن عبدالکریم بن خالد بن عجلان۔ جعفر نے ابن اسحاق کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے، ملیل بن وبرہ بن عبدالکریم۔ غالباً ابوموسیٰ نے کسی غلط نسخے سے نقل کیا ہے اور کاتب نے وبرہ کو یہ خیال کر کے چھوڑ دیا ہوگا کہ یہ کوئی اور آدمی ہیں۔ حالانکہ یہ وہی آدمی ہیں۔

(سیدنا) طلیل (رضی اللہ عنہ)

بن وبرہ بن عبدالکریم بن خالد بن عجلان: یہ بسلسلہ ابونعیم نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ ابن مندہ کا بیان حسبِ ذیل ہے: طلیل بن وبرہ بن عبدالکریم بن عجلان۔ ابوعمر نے یہ سلسلہ یوں بیان کیا ہے: طلیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان از بنو عوف بن خزرج۔ کلبی کا بیان حسبِ ذیل ہے: طلیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم از بنو عوف بن خزرج الاکبر۔ ابن ماکولا نے بھی واقدی سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ان سب نے لکھا ہے کہ طلیل بن وبرہ غزوۂ بدر و احد میں شریک تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب طاء و نون

(سیدنا) طلبعث (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام مضطجع تھا۔ جب حضور اکرمؐ نے طائف کا محاصرہ کیا۔ تو یہ صاحب ایمان لائے اور آپؐ نے ان کا نام بدل دیا۔ ان کا انتساب عثمان بن عامر بن معتب سے تھا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اسے بیان کیا ہے۔

(سیدنا) طنبہ (رضی اللہ عنہ)

ابو وہب: احمد بن محمد بن یاسین نے اپنی کتاب تاریخ ہرات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صحابہ میں سے طنبہ بن ابو وہب ہرات چلے گئے تھے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) طنبہ (رضی اللہ عنہ)

والد یعلی بن طنبہ ابو وہب: ان کی حدیث کے بارے میں اختلاف ہے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی، ایک ایسے شخص کے بارے میں، جس نے عمرے کا احترام باندھا۔ اس نے ایک جبہ پہن رکھا تھا۔ جسے کسی خوشبو سے معطر کر رکھا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا، کہ جبے کو اتار کر اسے دھو ڈالو تاکہ خوشبو کا اثر جاتا رہے۔ ابوعمر نے اسے بیان کیا ہے۔ ابن اثیر کے مطابق یہ ابوعمر کا وہم ہے۔ کیونکہ یعلی کے والد کا نام امیہ ہے۔ جیسا کہ باب ہمزہ میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ وہاں بھی ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور وہ درست ہے۔ ام یعلی کا نام مُنیہ ہے۔ ہم یعلی کے ترجمے میں ان کی والدہ کا بھی ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(سیدنا) منتجع (رضی اللہ عنہ)

عبداللہ بن ہشام رقی نے ناجیہ سے انھوں نے اپنے دادا منتجع سے (جو نجد کے باشندے تھے اور جنھوں نے ۱۲۰ سال عمر پائی تھی اور حضور اکرمؐ سے صرف تین حدیثیں روایت کیں) سے روایت کی۔ کہ خدا نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کو وحی کی، کہ جب تو صبح اٹھے، تو گھر سے نکل کھڑا ہو اور جو پہلی چیز تجھے ملے۔ اسے کھالے اور دوسری چیز کو دفن کر دے، تیسری چیز کو پناہ دے۔ اور چوتھی کو کھلا پلا۔ دوسری صبح کو جو پہلی چیز ان کے سامنے آئی۔ وہ ہوا میں ایک اونچا پہاڑ تھا۔ انھوں نے سوچا خدا کی پناہ، مجھے تو اس کے کھانے کا حکم مل گیا ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس پر پہاڑ سکڑ کر ایک میٹھی کھجور جتنا ہو گیا۔ جسے انھوں نے نگل لیا۔ آگے چلے تو راستے میں ایک تھال پڑا ہوا ملا۔ انھوں نے اسے دفن کرنے کے لیے ایک گڑھا کھودا اور تھال کو اس میں دبا دیا، لیکن جب بھی اُسے دبا چکتے تو پھر خود بخود وہ باہر نکل آتا، چنانچہ لاچار ہو کر انھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ یہ[1] حدیث غریب ہے اور بقول منبہ ان کا نام شعیاء نبی تھا۔ ابوموسیٰ نے اسے بیان کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت کے مطابق ان کا نام منیذر ہے اور نسب یوں ہے ؛ جعفر تا یحییٰ بن یونس نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا نام المنذر لکھا ہے اور ابن اثیر نے ان کا ذکر منذر اور منیذر دونوں کے تحت کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منتشر (رضی اللہ عنہ)

محمد بن منتشر کے والد تھے اور ابراہیم بن محمد بن منتشر کے دادا۔ انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کے بیٹے محمد نے ان سے روایت کی۔ ان سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے جو بیعت لیتے تھے۔ وہ اللہ کے نام اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کے لیے لی جاتی تھی۔ آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی شرط یہ تھی کہ جب تک میں احکام الٰہی کا پابند رہوں، تم میری پیروی کرو۔ ابوعمر کا قول ہے کہ ابن ابی حاتم سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے والد سے پوچھا، آیا منتشر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ وہ کہنے لگے، مجھے نہیں معلوم، لیکن انھوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی ہے، لیکن نہ صحبت ثابت ہے اور نہ رویت۔ اس لیے ان کی حدیث مرسل ہے۔ اور دارقطنی نے ان کا نام منتشر بن اجدع لکھا ہے۔ ابونعیم، ابوعمر

[1] اگر علامہ ابن اثیر اس حدیث کو لکھتے تو کیا تھا۔ (مترجم)

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **منتفق** (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ان کا نام عبداللہ بن منتفق مذکور ہے۔ ابن شاہین نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے عبداللہ بن سلیمان سے سُنا، وہ کہتے تھے کہ منتفق کی کنیت ابورزین تھی اور وہ عقیلی تھے۔ انھوں نے باسنادہ محمد بن جحادہ سے انھوں نے مغیرہ بن عبداللہ سے روایت کی کہ میں اور میرا ایک دوست کوفے گئے جب ہم داخل شہر ہوئے، تو ہماری ملاقات بنو قیس کے ایک آدمی سے ہوئی جس کا نام منتفق یا ابن منتفق تھا۔ اُس نے کہا کہ وہ رسول اکرمؐ سے ملنے کا خواہش مند ہے۔ انھوں نے کہا۔ حضور اکرمؐ منیٰ میں ہیں جب وہ منیٰ میں پہنچا، تو لوگوں نے کہا کہ حضورؐ عرفات میں ہیں۔ اور حدیث بیان کی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ عبداللہ بن سلیمان کا یہ قول کہ منتفق ہی ابورزین عقیلی ہے۔ سراسر وہم ہے۔ کیونکہ ابورزین العقیلی سے مراد لقیط بن صبرہ بن عبداللہ بن منتفق ہے، اور اگرچہ اس میں بھی اختلاف ہے لیکن کسی شخص نے بھی ان کا نام منتفق نہیں لکھا۔ ہم نے اس کے نام کے بارے میں مفصل بحث کی ہے۔ اس مقام کو دیکھئے۔ ہاں البتہ منتفق اس ضمنی قبیلے کا نام ہے، جس سے اُنھیں منسوب کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) **منجاب** (رضی اللہ عنہ)

بن راشد بن اصرم بن عبداللہ بن زیاد بن حزن بن بالیہ بن غیسظ بن سید بن مالک بن بکر بن سعد بن ضبہ ضبی: انھوں نے کوفے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انھوں نے حضورؐ سے روایت کی اور ان سے ان کے بیٹے سہم نے روایت کی اور سہم کا شمار کوفہ کے اشراف میں ہوتا تھا اور یہ ان تین آدمیوں میں سے ایک ہیں۔ جن کے سامنے زیاد نے مرتے وقت وصیت کی تھی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **منجاب** (رضی اللہ عنہ)

بن راشد ناجی، اور ناجیہ بنو اسامہ بن لوی کا ایک ذیلی قبیلہ ہے اور منجاب، حریث کے بھائی تھے۔ سیف اور مدائنی نے جناب منجاب کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے۔ جو حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فارس کے مختلف شہروں میں بطورِ حاکم مقرر رہے اور ان لوگوں سے تھے جو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں بھائیوں نے اسلام قبول کیا۔ یہ دونوں حضرت عثمانؓ کے ہوا خواہوں میں سے تھے۔ مگر تحکیم کے بعد بھاگ گئے تھے۔ ان کے بھائی حریث نے حضرت علیؓ کے خلاف خراسان میں بغاوت کر دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف لشکر کشی

کی۔ کیونکہ بنو ناجیہ کی کثیر تعداد مرتد ہوگئی تھی۔ ہم ان کا واقعہ مفصل طور پر الکامل فی التاریخ میں بیان کر چکے ہیں۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ منجاب اول الذکر سے مختلف ہیں۔ کیونکہ وہ ضبی تھے۔ اور یہ بنو سامہ بن لوی سے ہیں، اور ناجیہ ان کا ذیلی قبیلہ ہے اور بنو ناجیہ عبدالبیت بن حارث بن سامہ بن لوی کے خاندان سے ہیں۔ اور ان کی والدہ ناجیہ حزم بن ریان کی بیٹی ہیں۔ جس نے اپنے والد کے بعد ناجیہ کا نکاح مقت سے کر دیا تھا اور اس کا بیٹا ماں کی طرف منسوب ہوگیا۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن اجدع الہمدانی: انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ یہ جعفر کا قول ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

الاسلمی: ایک روایت میں منتذر مذکور ہے۔ افریقہ میں سکونت پذیر ہوگئے تھے۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان سے روایت کی کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ جس نے صبح اُٹھ کر کہا کہ میں اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی تسلیم کرتا ہوں۔ میں اسے ضمانت دیتا ہوں کہ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے سیدھا جنت میں لے جاؤں گا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے ابونعیم کہتے ہیں۔ بعض متاخرین نے اس حدیث کو حرملہ سے بہ این اسناد بیان کیا ہے؛ حرملہ نے ابن وہب سے انھوں نے یحییٰ بن عبداللہ سے انھوں نے عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کی، لیکن یہ وہم ہے کیونکہ یہ ابوعبدالرحمٰن جیلی ہے اور سلمی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن ابی اسید الساعدی: رسول کریمؐ نے ان کا نام منذر رکھا تھا۔

ابوالفرج یحییٰ بن محمود اور عبدالوہاب بن ہبتہ اللہ نے باسناد ہما تا مسلم سے روایت کی کہ ان سے محمد بن سہل تمیمی اور ابوبکر بن اسحاق نے بیان کیا، کہ ان سے ابن ابی مریم نے اور ان سے محمد یعنی ابن مطرف ابوغسان نے ان سے ابوحازم نے ان سے سہل بن سعد نے بیان کیا کہ منذر بن ابی اسید بعد از پیدائش، حضورؐ کی خدمت میں لائے گئے۔ آپؐ نے بچے کو اپنی رانوں پر رکھا۔ حضور اکرمؐ کے سامنے کوئی چیز پڑی ہوئی تھی۔ آپؐ کی توجہ ادھر مبذول ہوگئی تو ابواسید نے جو آپؐ کے پاس بیٹھے تھے، حکم دیا کہ بچے کو اٹھالے جاؤ اور واپس

کر دو۔ حضورؐ ادھر سے فارغ ہوئے تو پوچھا بچہ کدھر ہے۔ ابو اسید نے جواب دیا، یارسول اللہ! ہم نے واپس بھجوا دیا ہے۔ دریافت فرمایا۔ اس کا کیا نام رکھا ہے۔ انھوں نے کچھ بتایا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس کا نام منذر ہے ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن ساوی بن عبداللہ بن زید بن عبداللہ بن دارم تیمی الدارمی: یہ بحرین کے حاکم تھے۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ یہ رسول کریمؐ کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے۔ ایک روایت کے مطابق ان کا تعلق بنو عبدالقیس سے تھا۔ ہم نے نافع ابو سلیمان کے ترجمے میں، ان کی حاضری دربارِ رسالت کا ذکر کیا ہے۔ ابو مجلز نے ابو عبیدہ سے انھوں نے عبداللہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن ساویؓ کو لکھ کر بھیجا "جس شخص نے ہماری طرح نماز ادا کی۔ ہمارے قبلے کی طرف منہ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا۔ وہ مسلمان ہے"۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن سعد بن منذر ابو حمید الساعدی: ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، کوئی منذر اور کوئی عبدالرحمٰن کہتا ہے۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں، جن کی کنیت ان کے نام پر غالب آگئی۔ ان کا ذکر باب العین میں ہو چکا ہے۔ اب کنیتوں کے عنوان کے تحت ایک دفعہ پھر ان کے حالات بیان ہوں گے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن عائذ بن منذر بن حارث بن نعمان بن زیاد بن عصر بن عوف بن عمرو بن عوف بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن انمار بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس اشج عبدی عصری: یہ وہ صاحب ہیں، جنھیں حضور اکرمؐ نے فرمایا تھا، تم میں دو خصلتیں ایسی پائی جاتی ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔ وقار اور حلم ہم نے انھیں اشج کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اور ان کی اولاد میں سے ہیں: عثمان بن ہیثم بن جہسم بن عیس بن حسان بن منذر العبدی المحدث۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے انھیں اشج کہہ کر مخاطب کیا اور یہ پہلے آدمی ہیں، جنھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام سے مخاطب فرمایا، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **منذر** (رضی اللہ عنہ)

بن عباد الانصاری: یہ طائف کے محاصرے کے موقعہ پر قتل ہوگئے تھے۔ ابن اسحاق نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: منذر بن عبداللہ بن قوال۔ ہم انھیں منذر بن عبداللہ کے ترجمے میں بیان کریں گے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **منذر** (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن قوال ــــ بن وقش بن ثعلبہ از بنو ساعدہ انصاری، خزرجی، ساعدی: غزوۂ طائف میں شہید ہوئے تھے۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے غزوۂ طائف اور بنو ساعدہ منذر بن عبداللہ بن وقش بن ثعلبہ سے بیان کیا ہے، واقدی نے منذر بن عبد بن قیس بن وقش بن ثعلبہ بن ظریف بن خزرج بن ساعدہ لکھا ہے۔ ابو عمر نے میرے اندازے کے مطابق منذر بن عباد تحریر کیا ہے تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **منذر** (رضی اللہ عنہ)

بن عبدالمدان یشکری: مغازی میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ان سے کوئی روایت مذکور نہیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں کہ متاخرین (ابن مندہ) نے ان کے بارے میں بس اتنا ہی لکھا ہے۔

(سیدنا) **منذر** (رضی اللہ عنہ)

بن عدی بن منذر بن عدی بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین الکندی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابن الکلبی اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **منذر** (رضی اللہ عنہ)

بن عرفجہ بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم انصاری اوسی: غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ ابو عمر نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **منذر** (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج انصاری خزرجی، ساعدی: ابو عمر، ابن اسحاق، ابن مندہ، ابو نعیم اور ابن کلبی نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے، لیکن انھوں نے

خنیس بن لوذان کے بعد حارثہ (جسے معنق لیموت کہتے تھے) کا نام حذف کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ صاحب بیعتِ عقبہ اور غزواتِ بدر اور احد میں شریک تھے۔ عبداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلہ شرکائے بیعتِ عقبہ از بنو ساعدہ و منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید نقیب روایت کی۔ کہ وہ حضور اکرمؐ کے ساتھ بدر اور احد کے غزوات میں شریک تھے اور بئر معونہ کے حادثے میں شہید ہوئے تھے۔ بنو ساعدہ کی طرف سے منذر اور سعد بن عبادہ نقیب تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں فنِ کتابت سے آشنا تھے۔ حضور اکرمؐ نے ان میں اور طلیب بن عمیر میں بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ ابنِ اسحاق کی روایت ہے کہ یہ رشتہ ابوذر غفاری کے ساتھ قائم ہوا تھا مگر واقدی اس سے انکاری ہیں۔ وہ کہتے ہیں، کہ حضورؐ نے سلسلۂ مواخات غزوۂ بدر سے پہلے قائم فرمایا تھا اور ابوذر غفاری ان ایام میں مدینے سے غائب تھے۔ چنانچہ غزوہ بدر، احد اور خندق میں انھیں شرکت کا موقعہ نہیں ملا۔ اور وہ دونوں غزوات کے بعد ہجرت کر کے مدینے آئے اور لشکر اسلام کے میسرہ پر متعین تھے ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ احد کے چار مہینے بعد آئے، یعنی ہجرت کے چوتھے سال بئر معونہ کے موقعہ پر۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے انھوں نے اپنے والد اسحاق بن یسار سے انھوں نے مغیرہ بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ سے روایت کی، کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آیا۔ آپ نے اسے قبولِ اسلام کی دعوت دی، لیکن اس نے نہ تو یہ دعوت قبول کی اور نہ انکار ہی کیا۔ حضورؐ سے کہا اگر آپ اپنے کچھ مبلغ اہلِ نجد میں تبلیغِ اسلام کے لیے بھیج دیں تو ہو سکتا ہے کہ ان میں کچھ لوگ قبولِ اسلام پر آمادہ ہو جائیں۔ آپ نے اسکے کہنے پر چالیس صحابہ جن میں درج ذیل لوگ شامل تھے۔ اسکے ہمراہ کر دیے جو بئر معونہ جا پہنچے۔ جو بنو عامر اور حرۂ بنو سلیم کا علاقہ تھا۔ منذر بن عمرو، حارث بن صمہ، حرام بن ملحان، عروہ بن اسماء بن صلت، رافع بن بدیل بن ورقاء الخزاعی اور عامر بن فہیرہ وغیرہ۔

جب یہ حضرات بئر معونہ پر پہنچے، تو عامر بن طفیل نے بنو سلیم کے قبائل کو بلایا، وہ اکٹھے ہوئے اور تلواریں لیے آ گئے اور مبلغین کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یہ حال دیکھ کر انھوں نے بھی تلواریں سونت لیں اور میدان میں اتر پڑے۔ چونکہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، اس لیے مبلغین میں سے سوائے کعب

بن زید اور عمرو بن امیہ ضمری کے سب شہید ہو گئے ۔ منذر بن عمرو لاولد تھے ۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے ۔

(سیدنا) **منذر** (رضی اللہ عنہ)

بن قدامہ بن حارث : ہم ان کا نسب ان کے بھائی مالک کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں ۔ وہ بنو غنم بن سلم بن مالک بن اوس انصاری اوسی تھے ۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے ۔ ابو جعفر بن سمین نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلۂ شرکائے بدر از قبیلۂ اوس ، جن کا تعلق بنو غنم بن سلم بن امرء القیس بن مالک بن اوس سے تھا ، منذر بن قدامہ کا ذکر کیا ہے ۔ یہی رائے ہے ابنِ شہاب کی ۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے ۔

(سیدنا) **منذر** (رضی اللہ عنہ)

بن کعب دارمی المحدث : حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انھوں نے حاضری دی ۔ ابو جعفر احمد بن سعید بن صخر بن سلیمان بن سعید بن قیس بن عبد اللہ بن کعب دارمی محدث ان کی اولاد سے تھے ۔ امام بخاری نے ان سے روایت کی ۔ ابو العباس نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو غسانی سے نقل کیا ہے ۔

(سیدنا) **منذر** (رضی اللہ عنہ)

بن مالک : ابو موسیٰ نے اجازۃً ابو علی سے ۔ انھوں نے ابو نعیم سے انھوں نے ابو محمد بن حبان سے ، انھوں نے عبد اللہ بن محمد زکریا سے ، انھوں نے سعید بن یحییٰ سے انھوں نے مسلم بن خالد سے ، انھوں نے مطرف البصری سے ، انھوں نے حمید بن ہلال سے انھوں نے منذر بن مالک سے روایت کی ، انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا ، یارسول اللہ ! کونسا صدقہ افضل ہے ۔ فرمایا ، چپکے سے فقیر کو دے دینا اور نادار آدمی کا ہاتھ بٹانا ۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے ۔ نیز ابو نعیم کا کہنا ہے کہ یہ شخص مجہول الاحوال ہے

(سیدنا) **منذر** (رضی اللہ عنہ)

بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن جلاح بن حریش بن جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس ؛ غزوہ بدر و احد میں شریک تھے ۔ یونس نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ یہ بئر معونہ کے حادثے میں شہید ہوئے تھے ۔ ابو عبیدہ ان کی کنیت تھی ۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے ۔ ابو موسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یحییٰ یعنی ابنِ مندہ انھیں (منذر بن محمد کو) ان کے دادا ابو عبد اللہ بن مندہ تک لائے ہیں ۔ اور ان کے دادا نے ان کا ذکر کیا ہے ۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن عامر بن حدیدہ: انھیں اور ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو بقول عدوی حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔

(سیدنا) منصور (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار ابوالروم العبدری: یہ مصعب بن عمیر کے بھائی تھے، ابوبکر بن درید نے اسی طرح ان کا نام لکھا ہے۔ ابوالروم کا لقب انھیں مہاجرین حبش نے دیا تھا۔ غزوہ اُحد میں موجود تھے۔ حافظ ابوالقاسم دمشقی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہم کنیتوں کے تحت ذرا تفصیل سے پھر انکا ذکر کریں گے۔

منظور

بن زبان بن سیار بن عمرو اور وہ عشراء بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سمی بن مازن بن فزارۃ الفزاری ہیں اور یہ وہ آدمی ہے جس نے اپنی سوتیلی ماں سے شادی کی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے براءؓ کے ماموں کو حکم دیا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔ اور وہ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی ماں کے دادا تھے۔ اور ان کی والدہ خولہ بنت منظور تھیں۔ اور وہ ابراہیم بن طلحہ کی ماں بھی تھیں۔ ابنِ ماکولا نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو حضور اکرم اس جرم میں اس کے قتل کا حکم نہ دیتے۔ وہ بحالت کفر مارا گیا۔

(سیدنا) منقذ (رضی اللہ عنہ)

بن خنیس بن سلامہ بن سعد بن مالک بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ جعفر کا قول ہے کہ یہ ابو کعب اسدی کا نام ہے۔ ابنِ حبیب نے اپنی کتاب میں انھیں ان لوگوں میں شامل کیا ہے۔ جن کی کنیتیں نام پر غالب آ گئیں۔ ابوموسیٰ نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منقذ (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن حارث: ابوعمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض لوگوں نے اپنی کتابوں میں انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن ابن اثیر انھیں نہیں جانتے۔

(سیدنا) منقذ (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن عطیہ بن خنا بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار انصاری۔ خزرجی، نجاری مازنی: انھیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ وہ محمد بن یحییٰ بن حبان کے دادا تھے۔ ان کے سر پر ایک ضرب لگنے سے ان کی زبان اور عقل متاثر ہوئی تھی چونکہ وہ تجارت پیشہ تھے۔ دھوکا کھا جاتے۔ حضورؐ نے انہیں نصیحت کی کہ جب تم کوئی

چیز بیچنے لگو تو خریدار سے کہہ دیا کرو کہ مجھے دھوکا نہ دینا اور اسی طرح جب کوئی چیز خریدو۔ تو ہر سودے میں تین دن کا اختیار لے لیا کرو۔ انھوں نے ایک سو تیس سال زندگی پائی تھی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **منقذ** (رضی اللہ عنہ)

بن لبابۃ الاسدی: بنو اسد بن خزیمہ سے تھے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے، جو بنو غنم بن دودان بن اسد سے ہجرت کر کے مدینے آ گئے تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔
لبابہ لام سے لکھا جاتا ہے، لیکن ابو موسیٰ نے نباتہ نون سے لکھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے یہ دونوں نام ایک دوسرے کی تصحیف ہیں۔ ان کے سلسلۂ نسب میں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں معبد کا نام بھی آتا ہے۔ ابو نعیم اور ابن مندہ دونوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور نباتہ نام لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) **منفعہ** (رضی اللہ عنہ)

ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور خود ان سے ان کے بیٹے کلیب بن منفعہ نے روایت کی۔ انھوں نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! میں کس سے بھلائی کروں۔ فرمایا، اپنی ماں سے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **منقع** (رضی اللہ عنہ)

تمیمی: ان کا نسب مذکور نہیں۔ صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن سعد نے انھیں بصری صحابہ کے طبقے میں شمار کیا ہے اور ان کا نام یوں لکھا ہے: منقع بن حصین بن یزید بن شبل بن حبار بن حارث بن عمرو بن کعب بن عبد شمس بن سعد بن زید مناہ بن تمیم۔ جنگ قادسیہ میں موجود تھے۔ پھر بصرے میں سکونت اختیار کر لی۔ ان کے ایک گھوڑے کا نام جناح تھا۔ جس پر سوار ہو کر وہ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے۔ یہ اشعار ان کے ہیں:

(۱) لَمَّا رَأَيْتُ الْخَيْلَ زُيِّلَ بَيْنَهَا طِعَانٌ وَ نُشَّابٌ صَبَرْتُ جَنَاحًا

ترجمہ: جب میں نے دیکھا کہ نیزہ بازوں اور تیر اندازوں کی وجہ سے گھوڑوں میں فاصلہ پیدا ہو گیا۔ تو میں نے اپنے گھوڑے جناح کو کافی سمجھا۔

(۲) فَطَاعَنْتُ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ نَصْرَهُ وَوَدَّ جَنَاحٌ لَوْ قَضٰى فَارَاحَا

ترجمہ: میں نے نیزے سے دشمن پر حملہ کیا، اور اللہ تعالیٰ نے کامیابی نازل کی اور جناح کی خواہش تھی کہ یہ کام پورا ہو جاتا، تو وہ بھی آرام کرتا۔

(۳) كَأَنَّ سُيُوفَ الْهِنْدِ فَوْقَ جَبِيْنِهِ مَخَارِيْقُ بَرْقٍ فِيْ تِهَامَةَ لَاحَهَا

ترجمہ:- ہندوستانی تلواریں، اس کی پیشانی پر اس طرح چمک رہی تھیں۔ گویا وہ بجلی کے کوندے ہیں جو تہامہ کی وادی میں چمک رہے ہیں۔

منقع نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منقع (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن اُمیہ بن عبدالعزی بن ملاں بن عمل بن کعب بن حارث بن بہثہ بن سلیم السلمی: انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں وفات پائی۔ جب آپؐ کو ان کی وفات کا علم ہوا تو ان کے لیے دعا فرمائی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منکدر (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن ہدیہ بن عبدالعزی بن عامر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرۃ قرشی تیمی: یہ محمد بن منکدر کے والد تھے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

ابوبکر مسمار بن عمر بن عویس نے ابوالعباس بن طلابہ سے، انھوں نے ابوالقاسم عبدالعزیز بن علی بن احمد انماطی سے، انھوں نے ابوطاہر مخلص سے انھوں نے یحییٰ بن صاعد سے، انھوں نے خلاد بن اسلم سے انھوں نے حریث بن سائب سے جو بنوسلمہ کے مؤذن تھے روایت کی کہ انھوں نے محمد بن منکدر سے انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپؐ نے فرمایا: جس آدمی نے کعبے کا سات بار طواف کیا اور اللہ کو یاد کیا اس کو اتنا ثواب ملے گا۔ جتنا کہ ایک غلام کو آزاد کرنے سے ملتا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر اس حدیث کو مرسل قرار دیتے ہیں، ہر چند وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن صحبت کا کوئی ثبوت فراہم نہیں ہوسکا۔

(سیدنا) منہال (رضی اللہ عنہ)

ابوعبدالملک القیسی: ان کے بیٹے عبدالملک نے ان سے روایت کی۔

ابویاسر بن ابوحبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے محمد بن جعفر سے انھوں نے شعبہ سے، انھوں نے انس بن سیرین سے، انھوں نے عبدالملک بن منہال سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے انھیں ایام بیض کے تین دنوں کے روزے کی تاکید فرمائی کہ ان کا ثواب

مہینے بھر کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے۔
ابو داؤد طیالسی اور سلیمان بن حرب نے شعبہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ ابو عمر کا قول ہے کہ ان کے نزدیک عبدالملک بن منہال وہم ہے اور ان کے خیال میں ملحان درست ہے۔ ہم ملحان کے ترجمے میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منیب (رضی اللہ عنہ)

ازدی ابو مدرک: ان کی حدیث کو منیب بن مدرک بن منیب نے اپنے والد سے اس نے دادا سے روایت کیا کہ انھوں نے رسول اکرمؐ کو زمانۂ جاہلیت میں تبلیغ دین کرتے دیکھا۔ جب آپ فرماتے کہ لا الٰہ اللہ کہو گے، تو نجات پا جاؤ گے۔ تو بعض لوگ ان کے منہ پر تھوکتے، بعض ان پر مٹی ڈالتے اور بعض گالیاں بکتے۔ جب دوپہر ہو جاتی، تو ایک لڑکی پانی کا ایک برتن لاتی، جس سے آپ کا ہاتھ منہ دھلاتی۔ حضورؐ صاجزادی سے مخاطب ہو کر فرماتے "میری بیٹی! تم اپنے باپ پر دشمنوں کے غلبے اور ذلت سے ڈرنا مت"۔ ان سے پوچھا کہ وہ صاجزادی کون تھیں انھوں نے کہا، زینبؓ بنت رسول کریمؐ۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے یہ حدیث مدرک بن حارث ازدی کے ترجمے میں بھی بیان کی ہے۔

(سیدنا) منیب (رضی اللہ عنہ)

بن عبد السلمی: خطیب ابوبکر اور ابو نصر ماکولا نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سے عبداللہ بن عامر الہانی نے روایت کی ہے۔ ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ ابو امامہ باہلی نے حضور اکرمؐ سے روایت کی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے صبح کی نماز با جماعت پڑھی اور وہاں بیٹھا نماز اشراق تک تسبیح پڑھتا رہا، اسے حج اور عمرے کا پورا ثواب ملے گا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منیذر (رضی اللہ عنہ)

اسلمی: ایک روایت میں منذر مذکور ہے۔ ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ان سے ابو عبدالرحمان نے روایت کی ہے انھوں نے افریقہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انھیں حضور اکرمؐ کی صحبت اور سماع کی عزت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ جس شخص نے صبح اٹھ کر رضیت باللہ ربا کہا، پھر ساری حدیث بیان کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم وہا

(سیدنا) مہاجر (رضی اللہ عنہ)

بن ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی: یہ صاحب ام المومنین ام سلمہ کے بھائی تھے ان کا نام ولید تھا۔ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نام اچھا نہ لگا۔ اس لیے آپ نے بدل کر مہاجر کر دیا۔ حضورؐ نے انھیں بطورِ سفیر حارث بن عبد کلال حمیری کے پاس یمن میں بھیجا تھا۔ مہاجر غزوۂ تبوک میں حضور اکرمؐ کا ساتھ نہ دے سکے تھے، اس لیے حضورؐ ان سے ناراض تھے، ام المومنین ام سلمہ نے ان کی سفارش کی، چنانچہ آپؐ نے درگزر فرمایا، اور انھیں کندہ اور صدف سے وصولِ زکات کا محصل مقرر فرمایا۔ اس اثنا میں حضورؐ کا انتقال ہو گیا مگر مہاجر اپنے کام پر جمے رہے۔

جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے، تو انھیں حکم ملا، کہ وہ مرتدین یمن کے خلاف جہاد کریں۔ ادھر سے فراغت ملی تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرموت میں قلعۂ نجیر کی تسخیر کے لیے زیاد بن لبید انصاری کے ساتھ مقرر کیا، جہاں سے وہ اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس لائے۔ یمن میں مرتدین کی بغاوت کو فرد کرنے کے لیے انھوں نے مفید کام کیا۔ جیسا کہ ہم نے الکامل فی التاریخ میں بیان کیا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہاجر (رضی اللہ عنہ)

بن خالد بن ولید: یہ اوّل الذکر کے عمزاد ہیں، قریشی و مخزومی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ اور ان کے بھائی عبدالرحمن چھوٹے سے لڑکے تھے، دونوں بھائیوں کے مزاج میں اختلاف تھا عبدالرحمان صفین میں امیر معاویہ کے لشکر میں شامل تھے۔ جب کہ مہاجر حضرت علیؓ کے طرف دار تھے۔ اسی طرح جنگِ جمل میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ اس جنگ میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ بعد میں جنگِ صفین میں مارے گئے تھے۔

جناب مہاجر کا ایک بیٹا تھا جس کا نام خالد تھا۔ جب ابنِ اثال الطبیب نے عبدالرحمن بن خالد کو زہر دے کر مار دیا۔ تو خالد نے اپنے چچا کا خون بہانہ طلب کیا، لیکن عمرو بن زبیر نے اسے عار دلائی چنانچہ خالد اور ان کا غلام دمشق چلے گئے ایک رات انھوں نے ابنِ اثال کا تعاقب کیا۔ وہ اس رات امیر معاویہ کے پاس

بیٹھا انھیں کہانیاں سنا رہا تھا۔ جب یہ نشست ختم ہوئی اور وہ خالد اور ان کے غلام نافع کے قریب پہنچا تو اس وقت اس کے ساتھ کئی اور افسانہ گو بھی تھے۔ اس موقعہ پر خالد اور نافع نے حملہ کر دیا۔ باقی تو بھاگ گئے لیکن خالد نے ابن اثال طبیب کو قتل کر دیا۔ پھر وہ واپس مدینے آگئے اور وہاں عروہ بن زبیر کو مندرجہ ذیل اشعار سے مخاطب کیا۔

(۱) قَضٰی لِابْنِ سَیْفِ اللّٰہِ بِالْحَقِّ سَیْفُہٗ ‌ ‌ ‌ وَعُرِّیَ مِنْ حَمْلِ الذُّحُوْلِ رَوَاحِلُہٗ

(ترجمہ) ابن سیف اللہ کے لیے اس کی تلوار نے حق ادا کر دیا ہے اور اس کی اونٹنیوں نے انتقام کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا ہے۔

(۲) فَاِنْ کَانَ حَقًّا فَھُوَ حَقٌّ اَصَابَہٗ ‌ ‌ ‌ وَاِنْ کَانَ ظَنًّا فَھُوَ بِالظَّنِّ فَاعِلُہٗ

(ترجمہ) اگر یہ حق تھا، تو اُس نے اپنا حق پالیا ہے۔ اور اگر یہ ظن ہے، تو اس نے اس ظن کی بنا پر ہی یہ کام کر دیا۔

(۳) سَلْ اِبْنَ اُثَالٍ ھَلْ ثَاَرْتُ بْنَ خَالِدٍ ‌ ‌ ‌ وَھٰذَا ابْنُ جُرْمُوْزٍ فَھَلْ اَنْتَ قَاتِلُہٗ

(ترجمہ) ابن اثال سے پوچھو تو سہی کہ میں ابن خالد کا انتقام لے رہا ہوں یا نہ اور یہ ابن جرموز ہے جس نے زبیر کو قتل کیا تھا۔ کیا تم اسے قتل کرو گے۔

زبیر کی اولاد میں سے کسی کو ان کا انتقام لینے کی ہمت نہ پڑی۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہاجر (رضی اللہ عنہ)

بن زیاد الحارثی: یہ ربیع بن زیاد کے بھائی تھے۔ ابوعمر نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کا قول ہے کہ انھیں اس کا علم نہیں۔ آیا انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اور اسی طرح ان کی صحبت کے بارے میں شبہ ہے۔ ۱۷ ہجری میں وہ بمقام مناذر قتل ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ تستر کے مقام پر قتل ہوئے۔ ان کے بھائی نے ابوموسیٰ سے کہا کہ مہاجر روزے کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ آپ انھیں حکم دیں کہ وہ افطار کر کے لڑیں، انھوں نے تعمیل ارشاد کی اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

(سیدنا) مہاجر (رضی اللہ عنہ)

آپ ام المومنین ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کا قول ہے کہ وہ حضور اکرم کی خدمت میں رہے۔ ان سے بکیر نے جو عمرہ کے مولی ہیں۔ جو یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر مخزومی کے دادا تھے۔ روایت کی۔ مہاجر کا شمار مصریوں میں

ہوتا تھا۔ بکیر سے مروی ہے کہ انھوں نے مہاجر کو کہتے سنا، وہ کہتے تھے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانچ یا دس برس گزارے، اس عرصے میں انھیں حضورؐ نے کبھی کچھ نہیں کہا۔ خواہ وہ کام جو آپؐ نے فرمایا تھا، میں نے کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں میں نہیں کہہ سکتا۔ آیا یہ وہی آدمی ہیں، جنھوں نے یہ بتایا تھا کہ حضور اکرم کے نعلین مبارک میں دو تسمے تھے۔

(سیدنا) مہاجر (رضی اللہ عنہ)

بن قنفذ بن عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی قرشی تیمی؛ عبداللہ بن جدعان ان کے والد کے چچا تھے اور وہ دادا ہیں محمد بن یزید بن مہاجر کے۔

ایک روایت میں ہے، کہ مہاجر کا نام عمرو تھا اور قنفذ کا نام خلف تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مہاجر اور قنفذ دونوں لقب ہیں اور انھیں مہاجر اس لیے کہتے تھے کہ جب انھوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو مشرکین نے انہیں پکڑ لیا اور خوب مرمّت کی۔ اس اثنا میں انھیں موقعہ مل گیا اور بھاگ کر حضورؐ کی خدمت میں پہنچ گئے اس پر آپؐ نے فرمایا کہ فی الحقیقت تم ہی مہاجر ہو۔ ایک روایت کے مطابق مہاجر فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔ بصرے میں سکونت اختیار کی اور وہیں فوت ہوئے۔ ابو ساسان حضین نے ان سے روایت کی حسن نے مہاجر سے جو حدیث روایت کی ہے، وہ مرسل ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں حضین حائل ہے۔

یعیش بن صدقہ بن علی الفقیہہ نے باسنادہ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب سے، انھوں نے محمد بن بسار سے انھوں نے معاذ بن معاذ سے، انھوں نے شعبہ سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حسن سے انھوں نے حضین ابی ساسان سے انھوں نے مہاجر بن قنفذ سے روایت کی کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، لیکن آپؐ نے جواب نہ دیا۔ جب وضو فرما چکے تو اس وقت آپ نے سلام کا جواب دیا اور محکمۂ پولیس عثمان رضہ کے حوالے کیا اور چار ہزار درہم تنخواہ مقرر فرمائی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہاجر (رضی اللہ عنہ)

صحابی ہیں، جن سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاپوش مبارک میں دو تسمے تھے، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہجع (رضی اللہ عنہ)

حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے اور غزوۂ بدر میں اسلامی لشکر میں سب سے پہلے شہادت کا اعزاز انھیں

حاصل ہوا۔ یہ دو صفوں کے درمیان کھڑے تھے۔ کہ اچانک ایک تیر انھیں آلگا اور شہید ہو گئے۔

ان کا تعلق یمن سے تھا۔ یہ ان لوگوں میں شامل ہیں۔ جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ: ان میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے: حضرت بلال، صہیب، عمار، خباب، عتبہ بن غزوان، مہجع، اوس بن خولی اور عامر بن فہیرہ۔ یہ ابن عباس کا قول ہے۔ تینوں نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مہدی (رضی اللہ عنہ)

جزری، سلیمان بن مغیرہ نے مبذول بن عمرو سے انھوں نے مہدی جزری سے روایت کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین آدمیوں کو تھوڑی بہت بد خلقی کی اجازت ہے: مریض مسافر اور روزہ دار۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ نیز ان کا خیال ہے کہ حدیث مرسل ہے۔

(سیدنا) مہران (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کے نام کے متعلق کئی روایات ہیں: کیسان، طہمان۔ ذکوان، میمون، ہرمز۔ اس اختلاف کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ روایت ہے کہ آلِ ابی طالب کے مولی تھے۔

عبد الوہاب بن ہبتہ اللہ نے باسنادہ، عبد اللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے وکیع سے انھوں نے سفیان سے انھوں نے سائب سے روایت کی، ان کا بیان ہے کہ وہ حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثوم کے پاس صدقہ لے کر گئے۔ انھوں نے لینے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بیان کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام مہران نے انھیں بتایا کہ حضورؐ نے اہلِ بیت کے لیے صدقہ حرام قرار دیا ہے اور قبیلے کا غلام ان ہی سے شمار کیا جائے گا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہزان (رضی اللہ عنہ)

یہ میمون کے والد تھے۔ میمون نے اپنے والد سے روایت کی۔ عمرو بن میمون بن مہزان نے اپنے والد سے انھوں نے دادا سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص رہی۔ ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہزم (رضی اللہ عنہ)

بن وہیب الکندی۔ ان سے سعید بن جبیر نے روایت کی۔ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہیں

اس امر کو جائز قرار نہیں دوں گا کہ تم سبز، سفید یا سیاہ رنگ کے برتن میں نبیذ تیار کرو۔ ہاں اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے گلاس یا پینے کے برتن میں نبیذ تیار کرو اور جب اس کا ذائقہ ٹھیک ہو جائے۔ تو پی لو۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہشم (رضی اللہ عنہ)

یہ نام ہے، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدِ شمس کا۔ ان کے نام کے بارے میں اور بھی کئی روایات ہیں۔ اس کا ذکر گزر چکا ہے اور کنیتوں کے عنوان کے تحت ہم ذرا تفصیل سے ان کا ذکر کریں گے۔ کیونکہ وہ اپنی کنیّت کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں۔

(سیدنا) مہلہل (رضی اللہ عنہ)

عنز منسوب ہیں۔ ان سے سلمۃ الضبی نے روایت کی ہے۔ ایک روایت میں سلمہ کا نام آیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو شخص چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنے سایے میں جگہ دے، اسے چاہیئے کہ صلۂ رحمی کرے اور سلام کہنے میں بخل نہ کرے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہیلن (رضی اللہ عنہ)

بن ہیثم بن نابی بن مجوعہ از آلِ اسود بن اوس بن نابی؛ یہ لاولد تھے۔ ابن اسحاق نے انھیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے۔ جو بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ ابن منیع اور جعفر المستغفری نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم و واؤ

(سیدنا) موسیٰ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن صخر بن عامر بن تیم بن مرہ؛ ہم ان کا نسب اِن کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ حبشہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ ان کے والد حبشہ سے دو کشتیوں میں سوار ہو کر مدینہ آئے تھے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مولہ (رضی اللہ عنہ)

بن کثیف بن حمل بن خالد بن عمرو بن معاویہ۔ وہ ضباب بن کلاب تھے۔ اور ان کا نسب تھا؛ زبیر بن بکار و کلاب اور وہ ابن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ ضبابی کلابی کے بیٹے ہیں۔ یہ ابوعمر کا قول ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم کہتے ہیں کہ وہ ضحاک بن سفیان کلابی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ بیس برس کے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ وہ صاحب ہیں۔ جنھوں نے عامر بن طفیل کا واقعہ بیان کیا جسے طاعون کی گلٹی نکلی تھی اور جو اونٹ کے پارہ گوشت کی طرح تھی اور عامر کی موت بیت سلولیہ میں ہوئی تھی۔

انھوں نے حضور اکرم کی بیعت کی اور اپنے اونٹوں کی زکات کے سلسلے میں ایک دو سالہ بچہ شتر حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد وہ بارہ سال حضرت ابوہریرہ کی رفاقت میں رہے اور سو برس زندگی پائی۔ چونکہ بڑے فصیح البیان تھے۔ اس لیے ذواللسانین ان کا لقب پڑ گیا تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یحییٰ بن مندہ نے ان کے دادا پر استدراک کیا ہے۔ کیونکہ ان کے دادا نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مونس (رضی اللہ عنہ)

بن فضالہ بن عدی بن حزام بن ہیثم بن ظفر انصاری، ظفری؛ یہ انس بن فضالہ کے بھائی تھے۔ حضور اکرمؐ نے غزوۂ احد سے ایک دن پہلے انھیں لشکر مشرکین کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا تھا۔ جب وہ اپنے بھائی کے ساتھ غزوۂ احد میں شرکت کے لیے آئے تھے، اور سب لوگ وہاں جمع تھے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) موہب (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن عرشہ، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انھوں نے باسنادہ ابومعشر سے، انھوں نے یزید بن رومان سے روایت کی، کہ موہب بن عبداللہ بنو ثقیف کے وفد میں تھے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ آج سے تم موہب ابوسہل ہو۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم و یا

(سیدنا) میثم (رضی اللہ عنہ)

صحابی ہیں، لیکن ان کا نسب نہیں معلوم ہو سکا۔ ابن ابی عاصم نے وحدان میں لکھا ہے؛ کہ یحییٰ بن محمود نے اجازۃً

باسنادہ تا ابوبکر بن احمد بن عمرو سے۔ انھوں نے محمد بن ابراہیم الویحیٰی سے۔ انھوں نے زکریا بن عدی بن عبید اللہ بن عمرو سے انھوں نے یزید بن ابی انیسہ سے انھوں نے عمرو بن مرہ سے۔ انھوں نے عبد اللہ بن حارث سے انھوں نے میثم سے جو حضور اکرمؐ کے صحابی ہیں۔ روایت کی۔ انھیں بتایا گیا کہ فرشتہ اپنا علَم لیے صبح کو اس وقت بیدار ہو جاتا ہے جب سب سے پہلے جاگنے والا مسجد کو روانہ ہوتا ہے۔ اور فرشتہ اس وقت تک اس کے ساتھ رہتا ہے جب تک وہ اپنے گھر واپس نہیں آجاتا۔ اسی طرح شیطان صبح کو اپنا علم لیے اس وقت بیدار ہوتا ہے جب اول از ہمہ بازار جانے والا اٹھتا ہے اور شیطان اس وقت تک اس کے ساتھ رہتا ہے جب تک وہ گھر واپس نہیں آجاتا۔ اور شیطان بھی داخل منزل ہو جاتا ہے۔ ابونعیم، ابوعمر اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) میسرہ (رضی اللہ عنہ)

ابوطیبہ الحجام: ابن منیع کا قول ہے کہ ابوطیبہ حجام کا نام میسرہ تھا ان کا بیان ہے کہ انھوں نے احمد بن عبید بن ابی طیبہ سے ابوطیبہ کا نام پوچھا تو انھوں نے میسرہ بتایا۔ ایک روایت میں نافع مذکور ہے۔

یزید بن معقل بن میسرہ نے اپنے والد معقل سے، انھوں نے اپنے والد میسرہ سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ فرقوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ ۱۔ امراء کو بوجہ ظلم کے۔ ۲۔ عربوں کو بوجہ عصبیت کے۔ ۳۔ علماء کو حسد کی بنا پر۔ ۴۔ خواتین کو کبر اور غرور کی وجہ سے۔ ۵۔ تاجروں کو بربنائے خیانت اور گنواروں کو جہالت کی وجہ سے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) میسرہ (رضی اللہ عنہ)

الفجر: انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان کا شمار اعراب بصرہ میں تھا۔

عبد اللہ احمد خطیب نے ابومحمد سراج قاری سے، انھوں نے حسن بن احمد دقاق سے۔ انھوں نے عثمان بن احمد بن سماک سے، انھوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے محمد بن سنان سے؛ انھوں نے ابراہیم بن طہمان سے انھوں نے عدیل سے۔ انھوں نے عبد اللہ بن شقیق العقیلی سے انھوں نے میسرۃ الفجر سے روایت کی۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب عطا ہوئی، فرمایا۔ میں نبی تھا اور آدمؑ ابھی تخلیق کے منازل طے کر رہے تھے۔ تینوں نے اسے بیان فرمایا ہے۔

ابن الفرضی کہتے ہیں کہ میسرۃ الفجر کا نام عبد اللہ بن الوالجدعار تھا۔ اور میسرہ لقب تھا۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ کیونکہ عبد اللہ بن شقیق نے دونوں سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

(سیدنا) **میسرہ** (رضی اللہ عنہ)

بن مسروق عبسی: یہ ان نو آدمیوں میں شامل تھے، جو بنو عبس سے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جب حضورؐ نے حجۃ الوداع ادا کیا۔ تو آپؐ نے ان کا نام میسرہ رکھ دیا۔ انھوں نے گزارش کی۔ مجھے آپؐ کی پیروی کا حد درجہ اشتیاق تھا۔ وہ اسلام لائے اور خدمت اسلام میں پیش پیش رہے اور شکر گزار ہوئے، کہ حضور اکرمؐ کے طفیل نارِ جہنم سے بچ گئے۔ اور حضرت ابوبکر بھی ان سے بہ احترام سلوک فرماتے تھے۔ اشیری نے ان کے ذکر میں ابو عمر پر استدراک کیا ہے۔

(سیدنا) **میمون** (رضی اللہ عنہ)

حضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ایک روایت میں ان کا نام مہران وغیرہ بھی مذکور ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

(سیدنا) **میمون** (رضی اللہ عنہ)

بن سنباد عقیلی: ان کی کنیت ابو مغیرہ تھی۔ معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم امام حسنؓ کے دروازے پر کھڑے تھے کہ ایک شخص جس کا نام میمون بن سنباد تھا اور صحابی تھا، ہماری طرف آیا، اور کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے قوام کا دار و مدار شرارِ امت پر ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کہتے کہ بعض لوگ انھیں صحابی نہیں مانتے۔ بات صرف اتنی ہے کہ وہ یمنی تھے۔

(سیدنا) **میمون** (رضی اللہ عنہ)

بن یامین: سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ میمون بن یامین، جو مدینے میں یہود کا سردار تھا مسلمان ہو گیا۔ انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! آپ اپنے اور یہود مدینہ کے درمیان کسی کو حکم مقرر کریں۔ تو مجھے وہ بطورِ حکم تسلیم کر لیں گے۔ حضور اکرمؐ نے یہود کو بلا بھیجا اور میمون کو گھر میں چھپا دیا۔ جب آپؐ نے یہ تجویز پیش کی، تو یہود میمون بن یامین کو حکم ماننے پر تیار ہو گئے۔ جب انھیں سامنے لایا گیا اور انھوں نے حضور اکرمؐ کی تصدیق کی تو یہود نے میمون بن یامین کو حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ: ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **میمون** (رضی اللہ عنہ)

غیر منسوب ہیں۔ شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اشعث بن سوار نے محمد بن سیرین سے انھوں نے میمون

سے روایت کی، کہ انھوں نے رسول اکرمؐ سے فتح شام سے پیشتر ہی وہاں ایک جاگیر کی درخواست کی حضورؐ نے ایک فرمان لکھ دیا جس میں جاگیر کا حکم تھا۔ جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام فتح ہوا، تو انھوں نے وہ فرمان حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا۔ خلیفہ نے اسکے تین حصّے کر کے ایک حصّہ مسافروں کے لیے ایک اس کی تعمیر کے لیے اور ایک جناب میمون کے لیے مخصوص کر دیا۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مِینا (رضی اللہ عنہ)

ان کے بیٹے کا نام الحکم تھا اور وہ ابوعامر راہب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ بقول مصعب زبیری جناب مینا غزوۂ تبوک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ان کے بیٹے الحکم نے ابن عمر اور ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ ابوعمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مینا (رضی اللہ عنہ)

غیر منسوب ہیں۔ اسماعیل بن جعفر نے محمد بن عمرو سے انھوں نے ابوسلمہ سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ (ہجرت کی رات بھی ایسا ہی ہوا تھا) مقام حجر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا۔ اے حجر تو خدا کی زمین میں محبوب ترین اور معزز ترین مقام ہے اور اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا گیا۔ تو میں کبھی نہ نکلوں گا اور آج صرف اس وقت کے لیے مجھے اجازت عطا ہوئی ہے۔ اس کے بعد تا ابد اس زمین سے درخت اکھیڑنا۔ گھوڑوں کو روکنا۔ گری پڑی چیزوں کو سوائے اصل مالک کے اٹھانا حرام ہے۔ ایک مینا نامی آدمی نے گزارش کی۔ یارسول اللہ اذخر گھاس کو مستثنیٰ فرما دیجئے، کہ اسے ہم چھتوں پر ڈالتے ہیں اور قبروں میں بھی کام آتا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابوالحسن لبنانی مینا کو اسی طرح لکھتے۔ ایک اور روایت کے مطابق اس کے راوی عباس بن عبدالمطلب ہیں۔ نیز اس حدیث میں شاہ یا ابوشاہ کا ذکر بھی آیا ہے جو تصحیف معلوم ہوتی ہے۔

سات ہزار پانچ سو صحابہ کرام کا بے مثال تذکرہ

اسد الغابۃ

فی

معرفۃ الصحابۃ

علامہ امام ابی الحسن علی الجزری ابن اثیر رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا محمد عبد الشکور فاروقی قدس سرہ

مکتبہ نبویہ ، گنج بخش روڈ لاہور